اسلام کے تین بنیادی اصول

عقیدہ کے موضوع پر نہایت جامع کتاب شرح و توضیح کے ساتھ

www.KitaboSunnat.com

معرفتِ رب العالمین | معرفت دین حنیف | معرفت رسول کریم

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین

دارالسلام
DARUSSALAM

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ کے موضوع پر نہایت جامع کتاب شرح و توضیح کے ساتھ

اسلام
کے
تین بنیادی اصول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے تین بنیادی اصول

عقیدہ کے موضوع پر نہایت جامع کتاب شرح و توضیح کے ساتھ

معرفتِ رب العالمین | معرفت دین حنیف | معرفت رسول کریم

www.KitaboSunnat.com

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ
مترجم: مولانا عبدالحلیم شرر رحمہ اللہ

نظر ثانی: مولانا محمد نعمان فاروقی

دار السلام
DARUSSALAM

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق اشاعت برائے دارالسلام محفوظ ہیں

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ

سعودی عرب [illegible]

پوسٹ بکس: 22743 الریاض: 11416 سعودی عرب فون: 4043432-4033962 1 00966 فیکس: 4021659
info@darussalamksa.com riyadh@darussalamksa.com
www.darussalamksa.com

- الریاض، [illegible] فون: 4614483 01 فیکس: 4644945
- [illegible]: 4735220 01
- [illegible] فون: 2860422 01
- [illegible] الریاض: موبائل: 0503459695
- قصیم (بریدہ): فون / فیکس: 3696124 06 موبائل: 0503417156
- [illegible] موبائل: 0502839948
- مدینہ منورہ فون 8234446 04 فیکس: 8151121
  موبائل 0504296740
- جدہ فون: 6879254 02 فیکس: 6336270
- الخبر فون: 8692900 03 فیکس: 8691551
- ینبع البحر فون / فیکس 3908027 04
- خمیس مشیط فون / فیکس 2207055 07

شارجہ فون: 5632623 6 00971 امریکہ ہیوسٹن: 7220419 713 001 • نیویارک: 6255925 718 001

لندن فون: 4885 539 208 0044 آسٹریلیا فون: 4040 9758 2 0061

پاکستان [illegible]

36- لوئر مال، سیکرٹریٹ سٹاپ، لاہور

فون: 37232400-37240024-37324034 42 0092 فیکس: 37354072 موبائل: 0322-8484569

Website: www.darussalampk.com E-mail: info@darussalampk.com

- غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور فون: 37120054 فیکس: 37320703 موبائل: 0321-4439150
- Y-260 بلاک کمرشل ایریا، فیز III، ڈیفنس، لاہور فون: 35692610 موبائل: 0321-4212174

کراچی مین طارق روڈ۔ (D.C.HS / 110,111-Z) ڈالمن مال سے (بہادر آباد کی طرف) دوسری گلی، کراچی
فون: 34393936 فیکس: 34393937 موبائل: 0321-2441843

اسلام آباد F-8 مرکز، اسلام آباد فون / فیکس: 2281513 موبائل 0321-5370378

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کے نام سے (شروع کرتا ہوں) جو بہت رحم کرنے والا، نہایت مہربان ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین

* عرض ناشر 15
* بسم اللہ کی تشریح 19
* علم کے معنی اور ادراک کے مراتب 21

چار بنیادی باتیں: علم، عمل، دعوت اور اس پر صبر 23

* (1) علم 23
    * اللہ کی معرفت 23
    * رسول اللہ ﷺ کی معرفت 24
    * دین اسلام کی معرفت 25
    * اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت کے دلائل 27
* (2) علم کے مطابق عمل 28

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* (3) دوسروں کو دعوت 28
- دعوت کے اصول، طریقہ اور فضیلت ایک نظر میں 29
* (4) دعوت کی راہ میں پیش آمدہ مصائب پر صبر واستقامت 31
* صبر کی اقسام 33
* سورۂ عصر میں انھی چار بنیادی باتوں کا تذکرہ 34
- (1) ایمان 34
- (2) عمل صالح 35
- (3) حق کی نصیحت کرنا 35
- (4) صبر کی تلقین کرنا 35
* چند بنیادی حقائق 36
* (1) ہمارا خالق اور رازق اللہ ہے 38
- اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے پر قرآنی دلائل 38
- اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کے عقلی دلائل 39
* ہمارا رازق بھی اللہ تعالیٰ ہے 40
* اللہ نے ہمیں بے مقصد پیدا نہیں کیا 42
* رسول اللہ ﷺ کی اتباع جنت اور نافرمانی جہنم میں جانے کا سبب ہے 43
* (2) اللہ کے ہاں شرک کی قباحت 47

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* (3) اللہ کے دشمنوں سے دوستی حرام ہے 50
* دینِ حنیف (ملت ابراہیم علیہ السلام) کیا ہے؟ 53
* عبادت کا مفہوم 53
* عبادت کی قسمیں 55
* عبادت کی دو قسمیں ہیں 55
(1) عبادت کونیہ 55
(2) عبادت شرعیہ 55
* توحید کی تعریف اور اقسام 56
توحید کی تعریف 56
توحید کی اقسام 57
(1) توحید ربوبیت 57
(2) توحید الوہیت 58
(3) توحیدِ اسماء وصفات 58
* شرک کیا ہے؟ تعریف، اقسام اور انجام 59
(1) شرک اکبر 61
(2) شرک اصغر 61
* تین بنیادی سوالات (معرفتِ رب، معرفتِ دین، معرفتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) 62

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلا سوال: تیرا رب کون ہے؟ 67

* معرفتِ رب کا طریقہ اور دلائل وشواہد 71
* جو رب ہے وہی مستحقِ عبادت ہے 75
* عبادت کی اقسام 78
* (1) اسلام (2) ایمان (3) احسان 78
* (4) دعا اور اس کی اقسام 82
* دعا کی قسمیں 83
* (5) خوف اور اس کی اقسام 84
* خوف کی قسمیں 84
* (6) امید ورجا 86
* (7) توکل اور اس کی اقسام 87
* توکل کی اقسام 88
* (8) رغبت، رہبت اور خشوع 89
* (9) خشیت اور اس کی اقسام 91
* (10) انابت 92
* (11) استعانت اور اس کی اقسام 93

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* (12) پناہ حاصل کرنا اور استعاذہ کی اقسام 95
* (13) استغاثہ اور اس کی اقسام 99
  * استغاثہ کی اقسام 99
* (14) ذبح کرنا اور اس کی اقسام 102
* (15) نذر ماننا 104

دوسرا سوال: تیرا دین کیا ہے؟ 106

* دین اسلام کے مراتب (اسلام، ایمان اور احسان) 107
* (1) اسلام اور ارکانِ اسلام 109
  * لا الہ الا اللہ کی گواہی کا مفہوم 109
  * نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی کا مفہوم 117
  * نماز اور زکاۃ 119
  * روزہ 121
  * حج 122
* (2) ایمان اور اس کے شعبے اور ارکان 123
* ارکانِ ایمان 124
  * پہلا رکن: اللہ پر ایمان 125

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ثمرات 139
* دوسرا رکن: فرشتوں پر ایمان 140
* فرشتوں پر ایمان لانے کے ثمرات 143
* فرشتوں کا انکار کرنے والوں کی تردید 143
* تیسرا رکن: کتب سماویہ پر ایمان 145
* کتابوں پر ایمان چار باتوں کو شامل ہے 146
* آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کے ثمرات 147
* چوتھا رکن: رسولوں پر ایمان 147
* رسولوں پر ایمان لانا چار باتوں کو شامل ہے 150
* انبیاء ورسل علیہم السلام پر ایمان لانے کے فوائد وثمرات 152
* پانچواں رکن: آخرت کے دن پر ایمان 154
* قیامت پر ایمان تین باتوں کو شامل ہے 154
* یومِ آخرت پر ایمان لانے کے فوائد وثمرات 162
* یومِ آخرت کا انکار کرنے والوں کی شرعی، حسی اور عقلی دلائل سے تردید 163
  * شرعی دلائل سے تردید 163
  * مشاہدات کی روشنی میں تردید 163
  * عقلی دلائل سے تردید 166

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

* قبر کے عذاب یا نعمتوں کا انکار کرنے والوں کی تردید 168
* چھٹا رکن: تقدیر پر ایمان 172
* تقدیر پر ایمان کی جزئیات 172
* ''عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ'' 175
* تقدیر پر ایمان لانے کے نتائج وثمرات 180
* تقدیر کے بارے میں دو گمراہ فرقے اور ان کی تردید 181
* جبریہ فرقے کے عقیدے کی شرع اور مشاہدے سے تردید 181
* شرعی اور عقلی دلائل سے فرقۂ قدریہ کا رد 182
* (3) احسان اور اس کی تعریف اور اقسام 187
* مخلوق کے ساتھ احسان 187
* اللہ کی عبادت میں احسان 189
* عبادت کی دو بنیادیں: محبت اور عجز وانکسار کی انتہا 190

تیسرا سوال: تیرا نبی کون ہے؟ 192

* رسول اور نبی میں فرق 194
* اسراء ومعراج 196
* ہجرت نبوی 201

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

❋ ہجرت کا مفہوم اور حکم 204

❋ ضمیمہ: بلادِ کفر کا سفر اور وہاں اقامت کا حکم؟ 207

❋ بلادِ کفر میں اقامت کا حکم 208

❋ بلادِ کفر میں اقامت کی چند صورتیں 211

❋ تعلیم کے لیے بلاد کفر کا رخ کرنے کی مزید شرائط 214

❋ بلادِ کفر میں مستقل رہائش کا حکم؟ 215

❋ مدینہ منورہ میں اسلامی احکام کا نزول 218

❋ وفات النبی ﷺ 220

❋ دین میں تنگی نہیں ہے 224

❋ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے دلائل 226

❋ دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرنے والا کافر ہے 229

❋ منکرینِ بعث کے شبہات کا ازالہ 231

❋ بعثت انبیاء کا مقصد 236

❋ سب سے پہلے اور سب سے آخری رسول 237

❋ تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت کیا تھی؟ 239

❋ طاغوت کیا ہے؟ 240

❋ حکمرانوں اور رعایا کے باہمی تعلقات کی نوعیتیں 242

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- پانچ بڑے طاغوت 243
  - (1) ابلیس 243
  - (2) اللہ کے سوا پوجا جانے والا فرد جو اپنی پوجا پر خوش ہے 244
  - (3) وہ شخص جو اپنی عبادت کی دعوت دے 244
- غیب، اس کی اقسام اور اسے جاننے والا 244
  - (4) علم غیب کا دعویدار 244
  - (5) اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے والا 246
- اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کا حکم 247
- رسول اللہ ﷺ کو اپنا حکم ماننے کی تین شرائط 250
- شریعت کے مقابلے میں قانون سازی کی نوعیتیں اور ان کا حکم 251
- جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد اور اہمیت 255

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

امتِ مسلمہ جو تمام انسانوں کو صراط مستقیم بتانے اور دکھانے پر مامور ہوئی تھی آج خود جن کربناک حالات وحوادث کی زد میں ہے وہ محتاجِ وضاحت نہیں۔ مسلمانوں کے زوال کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ انھوں نے دین حنیف کے وہ اصول بھلا دیے جن کی کرشمہ گری نے انھیں ساری دنیا کی فرمانروائی عطا کردی تھی۔ دریں حالات اشد ضرورت تھی کہ مسلمانوں کو اپنی عظمتِ رفتہ کی بازیابی کے لیے قرآن و سنت کی انقلابی تعلیمات سے پھر روشناس کرایا جائے اوران کے گرے ہوئے حوصلے بلند کرکے انھیں ازسرنو حسنِ عمل کی راہ پر لایا جائے۔

اس عظیم الشان کام کا بیڑا اٹھارویں صدی عیسوی میں امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اٹھایا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب یورپی سامراج اپنے غلبے کے آغاز کا نقارہ بجا رہا تھا اور مسلمانوں کی عظمت واقتدار کا سفینہ ہچکولے کھا رہا تھا۔ انھوں نے مسلمانوں کی درماندگی دیکھی تو دین حنیف کے وہ اصول نئے سرے سے یاد دلانے کی مہم شروع کردی جو مسلمانوں کی اکثریت کی غفلت، جہالت، بدعت، راحت طلبی، عیش کوشی، کاہلی اور گرد فراموشی میں دب گئے تھے۔ غفلت محرومی کو جنم دیتی ہے۔ امام محمد بن عبدالوہاب نے مسلمانوں کو محرومی کی پستی سے اٹھا کر کامیابی کی بلندی تک پہنچانے کے لیے ''اصول

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثہ'' لکھی۔انھوں نے اصولِ ثلاثہ سے مراد قبر میں پوچھے جانے والے تین سوالات لیے ہیں اور ان کی بڑی مختصر اور جامع وضاحت کی ہے۔ یہ حشو و زوائد سے پاک، آسان، بامقصد اور کامل معنوں میں To the point کتاب ہے۔ حیرت ہوتی ہے کہ اس ننھی سی کتاب میں کتنے اختصار اور کیسی جامعیت کے ساتھ قرآن و سنت کے کتنے نادر علوم جمع ہوگئے ہیں۔ اس کا اسلوب بیان بھی بڑا سادہ اور موثر ہے۔

اس کتاب کے ذریعے انھوں نے ایک طرف شرک، بدعت، جہالت، زندیقیت دیگر فاسد عقائد اور مشرکانہ رسوم و رواج کا قلع قمع کرنے کی کوشش کی تو دوسری طرف انھوں نے محسنِ انسانیت حضرت محمد ﷺ کی اس سنت پر بھی عمل کیا کہ عام لوگوں کو دین حنیف کی باتیں سمجھائی جائیں تو لہجہ میٹھا، زبان سلیس اور اسلوب نفیس رکھا جائے۔

زیرِ نظر کتاب اصول ثلاثہ کی بے مثل تشریح ہے۔ یہ نامور عالم دین شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کے رشحاتِ قلم کا نتیجہ ہے۔ علمی جلالت کے ساتھ ساتھ اس شرحِ جمیل کی دینی اہمیت معروف اور مسلم ہے۔ اس کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کی اصل ابدی زندگی اس کی نظر سے اوجھل ہے۔ اس فانی دنیا میں انسان صرف اللہ رب العزت کی بندگی اور آخرت کی تیاری کے لیے آیا ہے۔ اس لیے ہر شخص کی فلاح و کامیابی خود اسی پر موقوف ہے، یعنی وہ اللہ کی بندگی کرے اور مسنون اعمال کا پابند رہے۔ اللہ کی بندگی اُن اوامر و نواہی کی پابندی کا نام ہے جو قرآن کریم میں صاف صاف بتا دیے گئے ہیں اور جن کی واضح اور دلنشین تشریح خود رسالت مآب ﷺ نے اپنے مبارک اقوال اور اعمال کے ذریعے بنی نوعِ انسان کے سامنے پیش کی ہے۔ ''شرح اصول ثلاثہ'' درحقیقت اسی اساسِ دین کی ترجمان ہے۔ یہ کتاب توحید، رسالت اور آخرت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارے میں دینِ حنیف کی جامع تعلیمات سے روشناس کراتی ہے۔

فاضل اجل شارح نے وجود باری کی اکلوتی ہستی پر یقین وایمان کے لیے بڑا پُرکشش اور فطری طریقہ اختیار کیا ہے۔ انھوں نے ہمارے آس پاس پھیلی ہوئی زندگی اور فطرت کے کارخانے کی طرف یہ بلیغ اشارے کیے ہیں کہ رات اترتی ہے۔ تارے جھلملاتے ہیں، چاند پردۂ شب ہٹا کر اہل زمین کو جھانکتا رہتا ہے۔ سورج طلوع ہوتا ہے تو ساری دنیا کو روشنی اور گرمی سے معمور کر دیتا ہے۔ لیل ونہار کا یہ الٹ پھیر نا معلوم مدت سے جاری ہے۔ کیا اتنا خوبصورت باقاعدہ اور منظم کارخانۂ زندگی، خود بخود پیدا ہو گیا ہے؟ کیا یہ بے ارادہ کام کر رہا ہے؟ کیا یہ اپنی مرضی سے آپ ہی آپ چل رہا ہے؟ نظم موجود ہو اور ناظم موجود نہ ہو۔ حُسن موجود ہو اور احسن الخالقین مفقود ہو، چیزیں موجود ہوں اور ان کے بنانے والا کوئی نہ ہو۔ عقلِ سلیم یہ بات ہرگز باور نہیں کرتی۔

ہمارا وجدان اشارے کرتا ہے اور عقل اُنگلی اٹھا کر کہتی ہے کہ یہ کارگاہِ ہستی خود بخود ظہور میں نہیں آئی۔ یہ کسی مفروضہ Big Bang کا نتیجہ نہیں۔ اس کے پسِ پردہ ایک زبردست کار آفرین خالق و مالک کا نادیدہ دستِ قدرت کام کر رہا ہے۔ اسی نے اس دنیا و مافیہا کی تخلیق کی ہے۔ وہی اپنی ذات میں تنہا، اکلوتا، مقدس، غالب اور قادرِ مطلق پروردگار ہے۔ وہی خیر الرازقین ہے۔ وہی رب العالمین ہے۔ وہی ہم سب کا مشکل کشا اور حاجت روا ہے۔ ہمیں اسی کی بندگی کرنی چاہیے، اسی پر بھروسہ رکھنا چاہیے، اسی سے محبت کرنی چاہیے۔ راتوں کے سناٹے میں اسی کے حضور آنسو بہانے چاہئیں۔ اسی کے آگے گڑگڑانا چاہیے۔ اسی سے مغفرت کی التجا کرنی چاہیے۔ اسی کے حضور دعائیں کرکے اپنے مسائل حل اور مصائب دور کرانے چاہئیں۔ وہ بے حد کریم ہے۔ اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفقت و مرحمت کا کیا ٹھکانا! وہ تو اپنے گنہگار ترین بندوں کو بھی "یا عبادي" کی صدائے محبت سے یاد فرماتا ہے اور وہ سب کچھ دینے کو تیار ہے جس کے لیے ہم کاسۂ گدائی لے کر در در مارے مارے پھرتے ہیں اور حقارت سے دھتکار دیے جاتے ہیں۔

پس انسان پر لازم ہے کہ وہ اپنی زندگی کو نئے معنی دے۔ سچے دل سے توبہ کرے۔ غفلت اور بدعملی کی موجودہ زندگی ترک کر دے اور قرآن و سنت کی روشنی میں اپنے تصورات، نظریات، جمالیات، اخلاقیات، معاملات اور معاشرت کی تجدید کرے۔ رزم خیر و شر اور معصیت و مصیبت کی ماری آج کی دنیا کے انسان کے نام شرح اصول ثلاثہ کا یہی پیغام ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ؟

یہ کتاب دارالسلام، لاہور کے مدیر حافظ عبدالعظیم اسد ﷾ کی سرپرستی میں مختلف مراحل سے گزرتی ہوئی آپ کے ہاتھوں میں پہنچی۔ اس کا ترجمہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحلیم شرر نے کیا تھا مگر اب وہ دنیا کے اس قید خانے سے آزاد ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ اس کی نظر ثانی کا کام مولانا نعمان فاروقی ﷾ نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ شعبۂ فقہ و متفرقات سے حافظ محمد ندیم، مولانا ساجد الرحمٰن، مولانا سلیم اللہ زمان، مولانا مشتاق احمد اور مولانا عبدالرحمٰن نے تیاری کے مراحل سے گزارا اور شعبۂ کمپوزنگ اور ڈیزائننگ سے ہارون الرشید، اسد علی، محمد رمضان شاد اور ان کے ساتھیوں گل رحمٰن اور خرم شہزاد نے خوب محنت کی۔ اللہ ان سب احباب کی صلاحیتوں میں مزید نکھار پیدا فرمائے۔

خادم کتاب وسنت

عبدالمالک مجاہد

مینجنگ ڈائریکٹر دارالسلام الریاض، لاہور

جون 2010ء

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح اصول ثلاثہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

اِعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ أَنَّهُ يَجِبُ عَلَيْنَا تَعَلُّمُ أَرْبَعِ مَسَائِلَ اَلْأُولٰى: اَلْعِلْمُ وَهُوَ: مَعْرِفَةُ اللّٰهِ وَ مَعْرِفَةُ نَبِيِّهٖ وَ مَعْرِفَةُ دِينِ الْإِسْلَامِ بِالْأَدِلَّةِ، اَلثَّانِيَةُ: اَلْعَمَلُ بِهٖ، اَلثَّالِثَةُ: اَلدَّعْوَةُ إِلَيْهِ، اَلرَّابِعَةُ: اَلصَّبْرُ عَلَى الْأَذٰى فِيهِ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَالْعَصْرِ ۝ إِنَّ الْإِنْسٰنَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾

(العصر 103:1-3)

اللہ کے نام کے ساتھ (شروع کرتا ہوں) جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

(اے مخاطب!) اللہ تجھ پر رحم فرمائے! خوب جان لے کہ چار مسائل کا علم حاصل کرنا ہم پر واجب ہے: ① علم، اس سے مراد اللہ کی معرفت، اس کے نبی کی معرفت، اور دین اسلام کی معرفت ہے دلیلوں کے ساتھ ② اس پر عمل کرنا ③ اس کی طرف دعوت دینا ④ دعوت کی راہ میں پیش آمدہ مصائب اور تکالیف پر صبر کرنا۔ اس کی دلیل اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”زمانے کی قسم! انسان درحقیقت خسارے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کرتے رہے۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰهِ | مؤلف رحمہ اللہ نے قرآن کریم کی پیروی کرتے ہوئے اپنی تالیف کا آغاز بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے کیا ہے کیونکہ قرآن کریم کی ابتدا بھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے ہوتی ہے۔ آپ کے پیش نظر یہ حدیث رسول ﷺ بھی تھی: «كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ، لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ أَبْتَرُ» ''کوئی ذیشان کام جو اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے، اس میں برکت نہیں ہوتی۔'' (1)

مؤلف رحمہ اللہ نے نبی اکرم ﷺ کا یہ عمل بھی ملحوظ رکھا کہ آپ اپنے خطوط کی ابتدا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہی سے کیا کرتے تھے۔

بسم اللہ کی تشریح

''بِسْمِ اللّٰهِ'' میں جار اور مجرور کا تعلق فعل محذوف أَكْتُبُ یا أُصَنِّفُ سے ہے۔ اسے سب سے آخر میں محذوف تصور کیا جائے گا اور ترتیب کلام یوں ہوگی ''اللہ رحمان اور رحیم کے نام ہی کے ساتھ میں لکھتا ہوں یا تصنیف کرتا ہوں۔'' ہم نے اسم کے بجائے فعل اس لیے مقدر مانا ہے کہ عمل میں اصل افعال ہیں۔ اور فعل محذوف کو دو وجوہات کی بنا پر آخر میں بتایا ہے:

(1) اللہ تعالیٰ کے بابرکت نام کے ساتھ ابتدا ہو۔

(1) إرواء الغليل: 29/1، حديث: 1. اس حدیث کو امام سیوطی رحمہ اللہ نے عبدالقادر رہاوی کی طرف منسوب کیا ہے۔ دیکھیے: (ضعيف الجامع الصغير، حديث: 4217) خطیب نے الجامع لأخلاق الراوي: 69/2 میں اسے بیان کیا ہے۔ بہت سے طرق اور متعدد الفاظ کے ساتھ یہ حدیث منقول ہے۔ علامہ محمد العثیمین رحمہ اللہ اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں: علماء نے اس حدیث کی صحت اور عدم صحت کے متعلق اختلاف کیا ہے۔ امام نووی رحمہ اللہ وغیرہ نے اسے صحیح کہا ہے۔ بعض نے اسے ضعیف کہا ہے، لیکن علماء نے قبول کرتے ہوئے اسے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی اصل موجود ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② کلام میں اختصاص اور قوت پیدا ہو جائے کیونکہ کلام میں جس لفظ کا مقام مؤخر ہو اُسے مقدم کرنے سے کلام میں حصر اور قوت پیدا ہو جاتی ہے۔

ہم نے أَكْتُبُ یا أُصَنِّفُ کو اس لیے مقدر مانا ہے کہ یہاں لکھنے کا آغاز ہو رہا اور کسی دوسرے فعل کی نسبت یہاں یہی زیادہ موزوں ہے۔ جیسا کہ جب ہم کوئی کتاب پڑھتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد نَبْتَدِئُ (ہم شروع کر رہے ہیں) مقدر مانیں تو اس سے معلوم نہیں ہوگا کہ ہم کیا شروع کر رہے ہیں؟ مگر جب میں «بِسْمِ اللّٰهِ أَقْرَأُ» (اللہ کے نام کے ساتھ میں پڑھتا ہوں) کہوں گا تو یہ میری مراد کو زیادہ واضح کر دے گا۔

لفظ ''اللہ'' ذات باری تعالیٰ کے لیے عَلَم ہے، یعنی ذاتی نام ہے۔ اور باقی تمام اسمائے الٰہیہ اسم ''اللہ'' کے تابع ہیں حتی کہ حسب ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں بھی لفظ ﴿ اللّٰهِ ﴾ ﴿ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ﴾ کی صفت واقع نہیں ہو رہا بلکہ عطف بیان ہے۔ اور یہ ہم اس لیے کہتے ہیں کہ لفظ جلالہ تابع نہ بنے جیسا کہ صفت اپنے موصوف کے تابع ہوتی ہے۔ آیت ملاحظہ کیجیے:

﴿ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۝ ﴾ ''(اے نبی!) یہ عظیم الشان کتاب ہم نے آپ کی طرف نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کو ظلمتوں سے نور کی طرف لائیں، ان کے رب کے اذن سے غالب اور لائق تعریف (ہستی) کے راستے کی طرف (یعنی) اللہ کی طرف جس کا وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور کافروں کے لیے شدید عذاب سے تباہی ہے۔'' ①

﴿ الرَّحْمٰنِ ﴾ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور کے لیے یہ لفظ نہیں بولا جاسکتا، کیونکہ رحمٰن کے معنی ہیں: بے پایاں رحمت سے متصف ہستی۔

① إبراهيم 14:1، 2۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّحِیۡمِ اس نام کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر اور اللہ کے علاوہ دوسروں پر بھی ہوتا ہے۔ الرحیم کے معنی ہیں: رحمت کرنے والا، رحمت پہنچانے والا۔ الرحمٰن وسیع رحمت کے مالک پر، جبکہ الرحیم رحمت پہنچانے والے پر دلالت کرتا ہے۔ جب دونوں لفظ اللہ عزوجل کے لیے جمع ہو جائیں تو الرحیم کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ قادر مطلق جو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے رحمت فرماتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ یُعَذِّبُ مَنۡ یَّشَآءُ وَیَرۡحَمُ مَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَاِلَیۡہِ تُقۡلَبُوۡنَ ﴾ ”وہ جسے چاہے عذاب دیتا ہے اور جس پر چاہے رحم کرتا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔“[1]

علم کے معنی اور ادراک کے مراتب

اِعۡلَمۡ علم کا مفہوم ہے کسی چیز کا قطعی اور یقینی ادراک اور اس کی حقیقت معلوم کرنا۔ ادراک کے چھ مراتب ہیں:

(1) علم: کسی چیز کی حقیقت معلوم ہو اور یقینی ادراک حاصل ہو۔

(2) جہل بسیط: کسی چیز کا بالکل علم نہ ہونا۔

(3) جہل مرکب: کسی چیز کا ایسا ادراک ہونا جو حقیقت کے برعکس ہو۔

(4) وہم: کسی چیز کا علم حاصل ہونا جبکہ اس کی ضد کے راجح ہونے کا احتمال ہو۔

(5) شک: کسی چیز کا ایسا علم ہونا کہ اس کی ضد کا بھی مساوی احتمال ہو۔

(6) ظن: کسی چیز کا ایسا علم ہونا کہ اس کی ضد کا احتمال مرجوح ہو۔

علم کی دو قسمیں ہیں: (1) ضروری (2) نظری

(1) علم ضروری: وہ علم ہے جس میں غوروفکر اور استدلال وغیرہ کی ضرورت نہیں پڑتی بلکہ انسان کو اس کا ادراک فطری طور پر ہو جاتا ہے، مثلاً: آگ گرم ہے اور

[1] العنکبوت 21:29.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جلاتی ہے۔

② علم نظری: جس کے حصول میں استدلال اور غور وفکر کی ضرورت ہو، جیسے وضو میں نیت کے واجب ہونے کا علم ہے۔ یہاں وجوبِ نیت غور وفکر اور دلیل کا متقاضی ہے۔

| رَحِمَكَ اللّٰهُ | اللہ تجھ پر رحم فرمائے، یعنی ایسی رحمت فرمائے جس سے تجھے تیرا مقصود حاصل ہو جائے اور تو ہر خطرے اور اندیشے سے محفوظ و مامون رہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے گزشتہ گناہ معاف فرما دے اور مستقبل میں تجھے معاصی سے بچنے اور محفوظ رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ جب دعا میں صرف رحمت کا ذکر ہو تو اس کا مفہوم یہی ہوگا۔ تاہم اگر دعا میں رحمت کے ساتھ مغفرت بھی مذکور ہو تو مغفرت کا تعلق گزشتہ گناہوں کے ساتھ اور رحمت کا تعلق مستقبل میں خیر و عافیت اور گناہوں سے تحفظ کے ساتھ ہوگا۔ مصنف رحمہ اللہ کا یہ اسلوبِ گفتگو کہ اللہ تجھ پر رحم فرمائے، ان کی شفقت و عنایت کا مظہر اور مخاطب کی خیر و بھلائی کا خواہاں ہے۔

چار بنیادی باتیں: علم، عمل، دعوت اور اس پر صبر

| أَرْبَعِ مَسَائِلَ | مصنف رحمہ اللہ نے جن چار باتوں کا ذکر کیا ہے درحقیقت وہ پورے دین کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے تاکہ ان سے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل ہو سکے۔

① علم

اللہ کی معرفت: | مَعْرِفَةُ اللّٰهِ | یعنی دل کی گہرائیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا جو اللہ عزوجل کے اوامر و نواہی جاننے، ماننے اور ان پر عمل کرنے پر موقوف ہے۔ اور شریعت کو ٹھیک اُسی طرح ماننا جس طرح نبی اکرم ﷺ لے کر مبعوث ہوئے ہیں، فرضِ لازم ہے۔

انسان جب اللہ عزوجل کی کتاب مقدس کی آیات اور نبی اکرم ﷺ کی احادیث مبارکہ میں گہرے غور و فکر کے ساتھ ساتھ آیاتِ کونیہ، یعنی کائنات کے تغیر و تبدل اور روزمرہ کے مشاہدات پر تدبر اور تفکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی ذات پر اس کا یقین بڑھے گا اور اُسے اس کے خالق اور معبود برحق ہونے کا یقینی علم نصیب ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُوقِنِينَ ۝ وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ ﴾ ”اور یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں کئی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمھاری جانوں میں بھی، تو کیا تم نہیں دیکھتے؟“ ①

رسول اللہ ﷺ کی معرفت: (مَعْرِفَةُ نَبِيِّهِ) اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔ یہ بات اس امر کی متقاضی ہے کہ جو ہدایت اور دین حق آپ ﷺ لے کر آئے ہیں، اسے قبول کیا جائے اور جن باتوں کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے، ان کی تصدیق کی جائے۔ آپ ﷺ نے جن کاموں کا حکم دیا ہے، انھیں کیا جائے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے، ان سے اجتناب کیا جائے۔ آپ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق تمام امور کا فیصلہ کیا جائے اور آپ ﷺ جو فیصلہ فرمائیں، اس کے سامنے سر تسلیم خم کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ ﴾ ”چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر وہ آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ پائیں

① الذّٰریٰت 21,20:51.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔'' ①

نیز فرمایا: ﴿ اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ ''بس مومنوں کی تو بات ہی یہ ہے جب وہ اللہ اوراس کے رسول کی طرف بلائے جاتے ہیں، تاکہ وہ (رسول) ان کے مابین فیصلہ کریں، تو وہ کہتے ہیں: ہم نے سنا اور اطاعت کی اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' ②

سورۂ نساء میں فرمایا: ﴿ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴾ ''پھر اگر تم کسی چیز میں جھگڑ پڑو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے زیادہ اچھا ہے۔'' ③

اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ ''رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے مبادا وہ کسی فتنے میں گرفتار ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب آجائے۔'' ④

امام احمد رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: فتنے سے مراد شرک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ آپ ﷺ کے کسی حکم کا انکار کر دینے کی وجہ سے کہیں دل میں کسی قسم کی خرابی اور کجی آجائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔

دین اسلام کی معرفت: [مَعْرِفَةُ دِينِ الْإِسْلَامِ] جب سے اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے ہیں اس وقت سے لے کر قیامت آنے تک اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق اس کی بندگی، اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا نام اسلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بہت سی ایسی آیات نازل فرمائی ہیں جو یہی حقیقت بیان کر رہی ہیں کہ

① النسآء 65:4. ② النور 51:24. ③ النسآء 59:4. ④ النور 63:24.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابقہ تمام شریعتیں بھی درحقیقت اسلام ہی کی شکل تھیں، جیسا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے یہ دعائیہ کلمات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں: ﴿ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ أُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ﴾ ''اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنا تابع فرمان بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنی فرماں بردار بنا۔''(1)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث کیے جانے کے بعد اسلام اپنی خاص معنویت کے اعتبار سے صرف انھی اُمور کا نام ہے جن کے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث فرمائے گئے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت کے بعد سابقہ تمام شریعتیں منسوخ کر دی گئی ہیں۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے والا فرد ہی مسلم، یعنی مطیع و فرماں بردار ہے جبکہ آپ کی مخالفت کرنے والا مسلم نہیں ہے۔ پہلے رسولوں کے پیروکار اپنے اپنے رسولوں کے زمانے میں مسلم تھے۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں مسلم تھے، لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد آپ کی رسالت کا انکار کرنے والے مسلم نہیں بلکہ کافر ہیں۔ یہی دین اسلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول دین ہے جو اسلام لانے والے کو نفع دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ ﴾ ''بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔''(2)

نیز فرمایا: ﴿ وَمَن يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَن يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴾ ''اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو گا۔''(3)

اور یہ دین اسلام ہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر اپنا احسان عظیم قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴾ ''آج میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو

(1) البقرۃ 128:2. (2) آل عمران 19:3. (3) آل عمران 85:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔''①

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی معرفت کے دلائل: [بِالْأَدِلَّةِ] أدلة: دلیل کی جمع ہے۔ مقصد اور مطلوب کی طرف راہنمائی کرنے کی وجہ سے اسے دلیل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کی معرفت کے لیے دو طرح کے دلائل بیان کیے ہیں:

① سمعی (منقولہ دلائل) ② عقلی۔

① سمعی دلائل وہ ہیں جو وحی، یعنی کتاب و سنت سے ثابت ہوں۔

② عقلی دلائل وہ ہیں جو غور و فکر سے حاصل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دلائل اپنی مقدس کتاب میں بڑی کثرت سے بیان کر دیے ہیں۔ بے شمار آیات میں اللہ تعالیٰ نے ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖ ......﴾ ''اس کی نشانیوں میں سے ہے......'' فرمایا ہے۔ عقلی دلائل پر مبنی آیات میں اسی طرح کا اسلوب نمایاں ہے۔ یہ ایسے عقلی دلائل ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات پر شاہد ہیں۔

رسولِ مقبول ﷺ کی معرفت کے بارے میں چند قرآنی دلائل یہ ہیں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۚ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ﴾ ''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں......''②

نیز فرمایا: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ﴾ ''محمد اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں، ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں۔''③

نبی اکرم ﷺ کی معرفت کے عقلی دلائل میں وہ بڑی بڑی واضح نشانیاں شامل ہیں جو آپ لائے ہیں۔ ان میں سب سے بڑی دلیل آخری آسمانی کتاب قرآن کریم ہے۔ یہ مقدس کتاب تمام انسانوں کے لیے ایسی مفید اور ابدی ہدایات پر مشتمل ہے جو زمان و مکان

---

① المآئدۃ 5:3. ② الفتح 48:29. ③ آل عمران 3:144.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ہر موڑ پر اپنی صداقت و حقانیت ثابت کر چکی ہیں اور آئندہ بھی ہمیشہ ثابت کرتی رہیں گی۔

ان احکام و ہدایات کی حکمت اور منفعت پر غور کیا جائے تو حضرت محمد ﷺ کی نبوت و رسالت کی سچائی روز روشن کی طرح اُبھر کر سامنے آجاتی ہے۔ آپ کے ہاتھوں معجزات اور آپ کی زبانِ صداقت ترجمان سے غیبی امور کی بعض جزئیات کا اظہار آپ کی نبوت و رسالت پر عقلی دلائل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ایسی باتوں سے آگہی وحی کے بغیر ممکن نہیں۔

امر (2) علم کے مطابق عمل

[اَلْعَمَلُ بِهِ] دوسرا مسئلہ اس علم کے مطابق عمل کرنا ہے، یعنی علم و معرفت کے تقاضوں پر عمل کرنا اور وہ ہے اللہ تعالیٰ پر ایمان، اس کے اوامر پر عمل اور نواہی سے اجتناب، چاہے وہ عبادات خاصہ ہوں، یعنی خاص اس بندے کی ذات سے متعلق ہوں یا عبادات متعدیہ، یعنی جن کے اثرات دوسروں تک پہنچتے ہوں۔ عبادات خاصہ سے مراد نماز، روزہ اور حج وغیرہ ہیں اور عبادات متعدیہ کا مطلب امر بالمعروف (نیکی کا حکم دینا) نہی عن المنکر (برائی سے روکنا) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اس قسم کی دیگر عبادات ہیں۔ عمل درحقیقت علم کا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ جو علم کے بغیر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ عیسائیوں کی طرح ہے اور جو علم حاصل کر لینے کے بعد اُس پر عمل نہیں کرتا، وہ فی الحقیقت یہود کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔

امر (3) دوسروں کو دعوت

[اَلدَّعْوَةُ إِلَيْهِ] نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شریعت لائے ہیں اس کی طرف دعوت دینا اور بلانا ہر مسلمان کا نہایت اہم فرض ہے۔ اس کے کئی مراتب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بیان فرمائے ہیں: ﴿ اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ ''(اے نبی!) اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے اس طریقے سے بحث کیجیے جو سب سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اچھا ہو۔“ ①

دعوت کے آخری مرتبے کا بیان اس آیت کریمہ میں بھی ہے: ﴿ وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ ﴾ ”اور اہل کتاب سے جھگڑا نہ کرو مگر ایسے طریقے سے جو سب سے اچھا ہو مگر وہ لوگ جنھوں نے ان میں سے ظلم کیا۔“ ②

دعوت و تبلیغ کے لیے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کا علم ہونا نہایت ضروری ہے تاکہ دعوت، علم اور بصیرت کی روشنی میں صحیح دلائل کے ساتھ دی جا سکے، چنانچہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿ قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۚ عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴾ ”(اے نبی!) کہہ دیجیے: یہی میری راہ ہے، میں (تمھیں) اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں اور وہ لوگ جنھوں نے میری اتباع کی، بصیرت پر ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔“ ③

دعوت کے اصول، طریقہ اور فضیلت ایک نظر میں: بصیرت سے مراد یہ ہے کہ داعی کو شرعی احکام و تعلیمات کا بخوبی علم ہو۔ وہ دعوت کا مشفقانہ اسلوب جانتا ہو اور جنھیں دعوت دی جا رہی ہے ان کے احوال اچھی طرح سمجھتا ہو۔ دعوت کے کئی میدان ہیں، جیسے: مجالس و محافل میں تقریریں کرنا، لیکچرز دینا، مقالات لکھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا، علمی حلقے قائم کرنا، تالیف و تصنیف کے ذریعے سے لوگوں کو شریعتِ اسلامیہ کی طرف دعوت دینا اور خصوصی مجالس کا اہتمام کرنا۔ انسان اگر اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہو تو اسے ایسے خوبصورت ڈھنگ سے دین اور توحید کی دعوت پیش کرنی چاہیے جس سے لوگوں میں اکتاہٹ، بیزاری اور ملال پیدا نہ ہو اور وہ اس دعوت کو بوجھ نہ سمجھیں۔ گفتگو میں نرمی اور حلاوت ہونی چاہیے۔ انداز بیان اتنا شیریں اور مؤثر ہونا چاہیے کہ ہر شخص پوری توجہ سے داعی کی باتیں سنے۔ بعض اوقات دلچسپی پیدا کرنے کے لیے کوئی علمی بحث چھیڑ دینی چاہیے

① النحل 125:16. ② العنکبوت 46:29. ③ یوسف 108:12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور حاضرین کو دعوت دینی چاہیے کہ وہ اپنے اشکالات یا شکوک وشبہات بیان کریں، پھر وہ بڑے وقار اور خندہ پیشانی سے ان شبہات و اشکالات کا عالمانہ تجزیہ کرے اور شبہات کو دور کرے۔ یہ بات محتاجِ وضاحت نہیں کہ بعض اوقات اس طرح کی علمی بحثیں، خطابات اور لیکچروں سے کہیں زیادہ مؤثر اور مفید ثابت ہوتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینا تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کا ہمیشہ اصل مقصدِ بعثت رہا ہے اور ان تمام لوگوں کا بھی یہی طریقہ رہا ہے جنھوں نے انبیاء کی اتباع اور پیروی اختیار کی۔ جب اللہ کی توفیق سے کسی انسان کو اپنے معبودِ حقیقی، اپنے نبی اور اس کے لائے ہوئے دین کی معرفت نصیب ہو جاتی ہے تو اُسی وقت اُس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے بھائی بندوں کو بھی صراطِ مستقیم کی دعوت دے، اللہ کی معرفت اور اس کی توحید کی طرف بلائے، انھیں شرک و بدعت سے بچانے کی کوشش کرے، انھیں خیر و بھلائی کی بشارت دے اور عذابِ جہنم سے ڈرائے۔

نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: «اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ، وَ أَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِّنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيهِ، فَوَاللّٰهِ! لَأَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ أَنْ يَّكُونَ لَكَ حُمْرُ النَّعَمِ» ''سیدھے چلتے جاؤ۔ ان کی آبادی (قلعوں) تک پہنچ کر انھیں اسلام کی دعوت دو۔ اللہ تعالیٰ کا حق، جو ان کے ذمے ہے، انھیں بتلاؤ۔ اللہ کی قسم! اگر تمھاری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت نصیب ہوگئی تو یہ تمھارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔''[1]

مسلم کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: «مَنْ دَعَا إِلٰى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا

[1] صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب مناقب علي بن أبي طالب رضي الله عنه......، حديث: 3701، وصحيح مسلم، فضائل الصحابة، باب من فضائل علي بن أبي طالب رضي الله عنه، حديث: 2406.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِلٰى ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ، لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا» ”جس نے ہدایت کی طرف لوگوں کو دعوت دی جس قدر لوگ اس پر عمل کریں گے ان سب کے برابر اسے بھی ثواب ملے گا۔ اس سے عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جس شخص نے برائی اور گمراہی کی طرف لوگوں کو دعوت دی، تو ان سب لوگوں کا گناہ، اس شخص پر بھی ہوگا جو اس کی پیروی کریں گے۔ اس سے برائی کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“ [1]

امام مسلم نے ایک روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ» ”جو شخص نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اسے اس پر عمل کرنے والے کے برابر ثواب ہوگا۔“ [2]

(4) دعوت کی راہ میں پیش آمدہ مصائب پر صبر و استقامت

اَلصَّبْرُ عَلَى الْأَذٰى فِيهِ | صبر کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنے نفس کو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے کاموں پر لگائے رکھے، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے اسے روکے، اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہے۔ کسی طرح کی ناراضی، پریشانی اور اکتاہٹ کا شکار نہ ہو۔ اللہ کی تقدیر پر ہر آن، ہر گھڑی خوشی کا اظہار کرے، اس پر راضی رہے اور اپنے نفس میں کسی طرح کی بھی تنگی اور رنجش کا دخل نہ ہونے دے۔ اللہ کے بندوں کو پورے نشاط اور جذبے کے ساتھ اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتا رہے، اس راہ میں آنے والی تکالیف اور شدائد ہنسی خوشی برداشت کرے کیونکہ لوگوں نے دعوت کے علمبرداروں کو تکالیف پہنچانے میں کبھی کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی إِلَّا مَنْ هَدَى اللّٰهُ بلکہ ہمیشہ ان کے درپے آزار ہی رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

[1] صحيح مسلم، العلم، باب من سن سنة حسنة أو......، حديث: 2674. [2] صحيح مسلم، الإمارة، باب فضل إعانة الغازي ......، حديث: 1893.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے نبی اکرم ﷺ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَاُوْذُوْا حَتّٰٓى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا﴾ ''اور بلاشبہ آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول جھٹلائے جا چکے ہیں مگر اس تکذیب پر اور ان اذیتوں پر جو انھیں پہنچائی گئیں انھوں نے صبر ہی کیا، یہاں تک کہ انھیں ہماری مدد پہنچ گئی۔''①

دعوت الی اللہ کی راہ میں جب بھی اذیت بڑھی، شدائد اور مصائب آئے، اللہ کی نصرت قریب ہوتی گئی۔ ضروری نہیں ہے کہ اللہ کی مدد داعی کی زندگی ہی میں آئے اور وہ اپنی دعوت کے اثرات اپنی آنکھوں سے دیکھ لے بلکہ داعی کے مرنے کے بعد بھی اس نصرت کا ظہور ہوسکتا ہے، مثلاً: لوگ داعی کے مرنے کے بعد اس دعوت حق کو مان لیں، ان کے دل اس دعوت کی طرف متوجہ ہوجائیں اور ایک جماعت اس حق کو قبول کرتے ہوئے اس کی حمایت اور حفاظت پر کمربستہ ہوجائے تو یہ بھی درحقیقت داعی ہی کی کامیابی ہے۔ اس لیے داعی کو کبھی گھبرانا نہیں چاہیے بلکہ استقامت کے ساتھ دعوت دین کے کام کو جاری رکھنا چاہیے۔ ایذا رسانی پر دعوت کے کام کو چھوڑ نہیں دینا چاہیے۔ قرآن کریم شاہد ہے کہ انبیاء اور رسولوں کو طرح طرح کی شدید سے شدید ایذائیں دی گئیں، ان کے متعلق ناروا باتیں بھی مشہور کی گئیں حتی کہ جسمانی تکالیف پہنچانے سے بھی گریز نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ﴾ ''یونہی ہوتا رہا ہے ان سے پہلی قوموں کے پاس بھی کوئی رسول ایسا نہیں آیا جسے انھوں نے یہ نہ کہا ہو کہ (یہ) جادوگر ہے یا مجنون۔''②

نیز فرمایا: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ ''ہم نے تو اسی طرح مجرموں کو ہر نبی کا دشمن بنایا ہے۔''③

اس لیے داعی کو چاہیے کہ ان تکلیف دہ باتوں کو صبر و استقامت سے برداشت کرے،

① الأنعام 34:6. ② الذّٰریٰت 52:51. ③ الفرقان 31:25 .

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے خود اپنے نبی ﷺ سے یہ فرمایا ہے: ﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنزِيلًا ﴾
''(اے نبی!) ہم ہی نے آپ پر یہ قرآن تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے۔''①

ترتیب کے مطابق اس ارشاد کے بعد یوں کہنا چاہیے تھا کہ اپنے رب کے اس احسان کا شکریہ ادا کریں لیکن اس کے بجائے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا: ﴿ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ﴾ ''لہٰذا آپ اپنے رب کے حکم پر صبر کریں۔''②

اس آیت کریمہ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو بھی اس قرآن کریم کی طرف دعوت دے گا اسے ایسے حالات سے واسطہ پڑے گا جن پر صبر کرنا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کو آپ کی قوم نے جنگ احد میں اس قدر زخمی کر دیا کہ آپ کا چہرۂ مبارک خون سے رنگین ہو گیا لیکن آپ ﷺ نے خون صاف کرتے ہوئے فرمایا: «اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ» ''اے اللہ! میری قوم کی بخشش فرما، یہ لوگ میرے مقام اور مرتبے سے ناواقف ہیں۔''③

الغرض داعی کو چاہیے کہ وہ صبر کا مظاہرہ کرے اور ثواب کا طلبگار رہے۔

صبر کی اقسام

صبر کی تین قسمیں ہیں:

① اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری کرتے رہنا۔

② اللہ تعالیٰ کے محارم، یعنی جن کاموں کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اُن سے دور رہنا۔

③ راہِ دعوت کی تمام مشکلات پر صبر کرنا، چاہے وہ مشکلات ایسی ہوں جن میں لوگوں کا کوئی عمل دخل نہ ہو یا ایسی ہوں جن میں لوگوں کی تکذیب، زیادتی اور ایذا رسانی وغیرہ کا عمل دخل ہو۔

---

① الدهر 23:76. ② الدهر 24:76. ③ صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب: 54، حديث: 3477، وصحيح مسلم، الجهاد، باب غزوة أحد، حديث: 1792.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ عصر میں انھی چار بنیادی باتوں کا تذکرہ

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى:...... | ان چار بنیادی باتوں کی دلیل اللہ تعالیٰ نے سورۂ عصر میں بیان فرما دی ہے۔ سورت کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے عصر (زمانے) کی قسم کھائی ہے جو خیر و شر پر مبنی ہر طرح کے حالات و حوادث کا محل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ قسم اس بات پر کھائی ہے کہ ہر انسان خسارے میں ہے سوائے اس کے جس میں یہ چار صفات پائی جائیں:

① ایمان ② عمل صالح ③ حق کا پرچار ④ صبر کی تلقین۔

امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نفس کے ساتھ جہاد کرنے کے چار مراتب ہیں:

① دین حق سمجھنے اور ہدایت سے آشنا ہونے کے لیے نفس سے جہاد کرنا کیونکہ دنیا و آخرت کی کامیابی اسی سے ہے۔

② علم حاصل کرنے کے بعد اس پر عمل کے لیے نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

③ دعوت حق دینے اور ناواقف و جاہل لوگوں کو دین کی تعلیم دینے میں نفس کے ساتھ جہاد کرنا۔

④ دعوتِ حق کی راہ میں جس قدر مشکلات اور تکالیف آئیں ان پر صبر کرنے کے لیے نفس سے جہاد کرنا اور اللہ کی خاطر سختیاں جھیلنا۔

جس فرد کو یہ چاروں مراتب حاصل ہو جائیں گے، اس کا شمار علمائے ربانی میں ہوگا۔

اس سورت میں اللہ تعالیٰ نے زمانے کی قسم کھانے کے بعد صاف صاف خبردار کر دیا ہے کہ کوئی بھی انسان، چاہے وہ دنیاوی اعتبار سے مالدار، عزت و جاہ کا مالک، کثیر الاولاد اور اپنی قوم کا حمایت یافتہ کیوں نہ ہو وہ حسب ذیل چار صفات کے بغیر خسارے ہی میں ہے:

① ایمان: ایمان ہر اس صحیح عقیدے اور نفع بخش علم پر مشتمل ہے جو اللہ کے قرب کا ذریعہ بنے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② عمل صالح: ہر ایسا عمل اور ہر ایسا قول جو قرب الٰہی کا ذریعہ ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ عمل کرنے والا خالص اللہ کی رضا کے لیے اور نبی ﷺ کی سنت کے مطابق عمل کرے۔

③ حق کی نصیحت کرنا: ہر عمل خیر کی طرف دعوت دینا اور اس کی ترغیب دلانا۔

④ صبر کی تلقین کرنا: اللہ عزوجل کے احکام کی تعمیل اور محارم ترک کرتے ہوئے پیش آمدہ مصائب اور تکالیف برداشت کرنے کی ایک دوسرے کو تلقین کرنا۔

حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرنے ہی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر موجود ہے اور یہی دونوں اہم ترین باتیں امت کی صلاح و خیر کی ضامن، شرف و فضیلت کا ذریعہ اور اس کے استحکام و قوام کا سبب ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ ”تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی اصلاح) کے لیے پیدا کی گئی ہے، تم نیک کاموں کا حکم دیتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو اور تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔“ ①

قَالَ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: «لَوْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ حُجَّةً عَلٰى خَلْقِهِ إِلَّا هٰذِهِ السُّورَةَ لَكَفَتْهُمْ» وَ قَالَ الْبُخَارِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ : بَابٌ: اَلْعِلْمُ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ. وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ﴾ (محمد 19:47) فَبَدَأَ بِالْعِلْمِ قَبْلَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ

امام شافعی رحمہ اللہ ② فرماتے ہیں: اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ اس سورت کے علاوہ کوئی اور سورت نازل نہ فرماتا تب بھی لوگوں پر حجت کے لیے یہی کافی تھی۔

① آل عمران 110:3.

② امام شافعی رحمہ اللہ: ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع الہاشمی القرشی۔ غزہ (فلسطین) میں 150ھ میں پیدا ہوئے اور 204ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ آپ کا شمار چار مشہور ائمہ رحمہم اللہ میں ہوتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بخاری رحمہ اللہ① نے اپنی صحیح میں باب باندھا ہے: قول اور عمل سے پہلے علم کا حصول ضروری ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''(اے نبی!) جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور اپنے گناہوں کے لیے معافی مانگتے رہیں۔'' اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے قول اور عمل سے پہلے علم کا ذکر کیا ہے۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ...... | امام شافعی رحمہ اللہ کا مقصد یہ ہے کہ پوری مخلوق کو اللہ کے دین پر استقامت اور استحکام کی ترغیب دینے کے لیے تنہا یہی سورت کافی ہے کیونکہ اس میں مضبوط ایمان رکھنے، عمل صالح اختیار کرنے، اللہ کی طرف دعوت دینے اور پھر صبر کا دامن تھام کر رکھنے کی ہدایت اور راہنمائی موجود ہے۔ آپ کے اس قول کا یہ مطلب نہیں کہ ساری مخلوق کی خاطر تمام شرعی احکام و مسائل کے لیے صرف یہی سورت کافی ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایک عقلمند اور دانا شخص جب اس سورت کو سنے یا پڑھے گا تو لازماً اس خسارے سے بچنے کی کوشش کرے گا اور یہ ان چاروں صفات سے متصف ہونے ہی سے ممکن ہے۔

چند بنیادی حقائق

قَالَ الْبُخَارِيُّ...... | امام بخاری رحمہ اللہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ قول اور عمل سے پہلے علم حاصل کرنا نہایت ضروری ہے، یعنی انسان پہلے علم حاصل کرے بعد میں اس پر عمل کرے۔ مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ عمل سے پہلے علم ضروری

① امام بخاری رحمہ اللہ: ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری۔ شوال 194ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ یتیمی کی حالت میں والدہ کی گود میں پرورش پائی۔ امیر المؤمنین فی الحدیث کے لقب سے ملقب ہوئے۔ سمرقند سے چھ میل دور خرتنگ بستی میں عیدالفطر کی رات 256ھ میں وفات پائی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔[1] اس امر پر عقلی دلیل بھی شاہد ہے کہ علم کا مقام و مرتبہ قول اور عمل سے پہلے ہے کیونکہ قول اور عمل وہی مقبول ہوگا جو شریعت کے مطابق ہوگا۔ اور علم ہی کے ذریعے سے اس امر کا پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ انسان کا قول اور عمل شریعت کے موافق ہے یا نہیں، البتہ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ انسان فطرتاً ان کا علم رکھتا ہے جیسا کہ اس بات کا علم کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں رکھ دی گئی ہے اسی لیے اس پر کسی بڑی علمی کاوش کی ضرورت نہیں، البتہ شریعت کے جزوی مسائل کو سیکھنے اور ان میں غور وفکر کی اشد ضرورت ہے۔

اِعْلَمْ رَحِمَكَ اللّٰهُ: أَنَّهُ يَجِبُ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّ مُسْلِمَةٍ تَعَلُّمُ ثَلَاثِ هٰذِهِ الْمَسَائِلِ وَالْعَمَلُ بِهِنَّ، اَلْأُولٰى: أَنَّ اللّٰهَ خَلَقَنَا وَ رَزَقَنَا وَ لَمْ يَتْرُكْنَا هَمَلًا بَلْ أَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُولًا فَمَنْ أَطَاعَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ عَصَاهُ دَخَلَ النَّارَ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ۝ فَعَصٰى فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ فَاَخَذْنٰهُ اَخْذًا وَّبِيْلًا ۝﴾ (المزمل 73:15،16)

برادرِ عزیز! اللہ تجھ پر رحمت فرمائے! خوب جان لے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت پر یہ تین مسائل جاننا، یعنی ان کا علم حاصل کرنا اور ان پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ پہلا مسئلہ: بے شک اللہ ہمارا خالق اور رازق ہے۔ اور اس نے ہمیں فضول پیدا نہیں کیا۔ نہ شتر بے مہار کی طرح چھوڑا ہے، بلکہ ہماری طرف اپنا ایک رسول مبعوث فرمایا جو اس رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا، جنت میں جائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا، آگ میں جھونک دیا جائے گا۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''بلاشبہ تم لوگوں کے پاس ہم نے اسی طرح ایک

[1] دیکھیے: صحيح البخاري، العلم، باب العلم قبل القولِ والعمل......

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول بھیجا تھا۔ (پھر دیکھ لو جب) فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے (اُسے) بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا۔''

① ہمارا خالق اور رازق اللہ ہے

إِنَّ اللَّهَ خَلَقَنَا | اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کے بے شمار دلائل قرآن وسنت کی روشنی میں اور عقلی طور پر موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے پر قرآنی دلائل: سورۂ انعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن طِينٍ ثُمَّ قَضَىٰ أَجَلًا ۖ وَأَجَلٌ مُّسَمًّى عِندَهُ ۖ ثُمَّ أَنتُمْ تَمْتَرُونَ ۝ ﴾ ''وہی ہے جس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر اس نے (تمھارے لیے) ایک وقت مقرر کیا اور اسی کے ہاں (قیامت کا) ایک مقرر وقت بھی ہے، پھر بھی تم شک کرتے ہو۔''[1]

سورۂ اعراف میں فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ﴾ ''اور بلاشبہ ہم نے تمھیں پیدا کیا، پھر تمھاری صورتیں بنائیں۔''[2]

سورۂ حجر میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ ۝ ﴾ ''اور یقیناً ہم نے انسان کو سڑے بدبودار گارے کی کھنکھناتی مٹی سے تخلیق کیا۔''[3]

سورۂ روم میں فرمان الٰہی ہے: ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَكُم مِّن تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنتُم بَشَرٌ تَنتَشِرُونَ ۝ ﴾ ''اور (یہ) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا، پھر اب تم بشر ہو (جو) ہر طرف پھیل رہے ہو۔''[4]

سورۂ رحمٰن میں فرمایا: ﴿ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴾ ''اس نے انسان کو

① الأنعام 2:6. ② الأعراف 11:7. ③ الحجر 26:15. ④ الروم 20:30.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ٹھیکرے جیسی کھنکھناتی مٹی سے پیدا کیا۔‘‘ (1)

سورۂ زمر میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ اَللّٰهُ خٰلِقُ كُلِّ شَیْءٍ ﴾ ’’اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔‘‘ (2)

سورۂ صافات میں ارشاد فرمایا: ﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴾ ’’حالانکہ اللہ ہی نے تمھیں اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔‘‘ (3)

سورۂ ذاریات میں فرمایا: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ ’’اور میں نے جن اور انسان اسی لیے تو پیدا کیے ہیں کہ وہ میری ہی عبادت کریں۔‘‘ (4)

ان آیات کے علاوہ بھی بے شمار آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ عالی ہی کو خالق بتایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے کے عقلی دلائل: اللہ تعالیٰ ہی کے خالق ہونے کی عقلی دلیل کا اشارہ اس آیت میں موجود ہے: ﴿ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ﴾ ’’یا وہ کسی خالق کے بغیر پیدا کیے گئے ہیں؟ یا وہی (خود اپنے) خالق ہیں؟‘‘ (5)

صاف ظاہر ہے کہ انسان نے اپنے آپ کو ازخود پیدا نہیں کیا کیونکہ اپنی پیدائش سے پہلے وہ محض عدم تھا اور عدم کوئی چیز نہیں۔ اور جو بذاتِ خود کوئی چیز نہیں، وہ کسی چیز کو وجود میں نہیں لاسکتا۔ نہ اسے اس کے باپ یا اس کی ماں یا مخلوق میں سے کسی اور نے پیدا کیا ہے۔ اور ایسا بھی نہیں ہے کہ وہ کسی ایجاد کرنے والے کے بغیر ہی اچانک اپنے آپ وجود میں آ گیا ہو کیونکہ ہر حادث کے لیے مُحدِث اور موجد کا ہونا ضروری ہے۔ تمام مخلوقات ایک مضبوط اور مربوط نظام میں بندھی ہوئی ہیں۔ یہ زبردست اور حیرت انگیز حکیمانہ نظام اس امر کی کامل نفی کررہا ہے کہ یہ سب کچھ اچانک آناً فاناً ظہور میں آیا ہے کیونکہ اچانک وجود میں آجانے سے ایک زبردست نظم اور مکمل ترتیب کا خودبخود وجود میں آجانا ممکن نہیں۔ اس

(1) الرحمٰن 55:14. (2) الزمر 39:62. (3) الصّٰفّٰت 37:96. (4) الذّٰریٰت 51:56. (5) الطور 52:35.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست نظم اور ترتیب کا کائنات کی ہر شے میں پایا جانا، ہر چیز کا باقی رہنے کے ساتھ ساتھ بتدریج بڑھنا اور ہر سبب کا اپنے مسبب کے ساتھ گہرا تعلق اس حقیقت کی بڑی واضح دلیل ہے کہ اس سارے حکیمانہ نظام کا کوئی خالق ہے اور وہ اکیلا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ پوری کائنات کا وہی خالق ہے اور اسی کا حکم اس میں جاری اور ساری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ﴾ ''آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے ہے۔''[1]

آج تک مخلوق میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار نہیں کیا۔ یہ محض نمرود اور فرعون جیسے سرکش اور متکبر افراد تھے جو اپنی جھوٹی بڑائی جتلانے کے لیے اللہ رب العزت کی کبریائی کا انکار کرتے تھے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا، میں اس وقت تک اسلام نہیں لایا تھا، جب آپ تلاوت کرتے کرتے ان آیات پر پہنچے تو میں انھیں سن کر لرز گیا: ﴿ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ اَمْ هُمُ الْخٰلِقُوْنَ ۝ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ ۝ ﴾ ''کیا وہ کسی خالق کے بغیر پیدا کیے گئے ہیں یا وہی (خود اپنے) خالق ہیں؟ یا آسمانوں اور زمین کو انھوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا تیرے رب کے خزانے ان کے قبضے میں ہیں یا وہ (ان کے) داروغے ہیں؟''[2]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ یہ آیات مبارکہ سن کر «كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ وَذٰلِكَ أَوَّلُ مَا وَقَرَ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي» ''قریب تھا کہ میرا دل پرواز کر جاتا اور یہی پہلا موقع تھا جب ایمان نے میرے دل میں گھر کر لیا۔''[3]

ہمارا رازق بھی اللہ تعالیٰ ہے: [وَ رَزَقْنَا] کتاب و سنت کی بے شمار نصوص سے یہ حقیقت

[1] الأعراف 7:54. [2] الطور 52:35-37. [3] صحيح البخاري، المغازي، باب 12، حديث: 4023، والتفسير، باب سورة الطور، حديث: 4854.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہوتی ہے اور غور وفکر کے بعد عقل بھی اسی نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ہمارا رازق اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝ ﴾ ''بلاشبہ اللہ ہی رزاق ہے، بڑی قوت والا اور نہایت طاقتور ہے۔''①

نیز فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے: کون تمھیں آسمانوں اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ کہہ دیجیے: اللہ ہی۔''②

سورۂ یونس میں فرمایا: ﴿ قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ﴾ ''کہہ دیجیے: کون تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہے؟ یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ کون بے جان میں سے جاندار کو اور جاندار میں سے بے جان کو نکالتا ہے؟ اور کون (دنیا کے) کاموں کا انتظام کرتا ہے؟ تو وہ کافر ضرور کہیں گے: اللہ۔''③

اس موضوع پر آیات بکثرت موجود ہیں۔

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بچہ جب ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے، (وہ اس میں روح پھونکتا ہے) اور اس فرشتے کو چار باتیں لکھنے کا حکم دیا جاتا ہے: اس کا رزق، اس کی عمر، اس کے اعمال اور نیک ہوگا یا بد۔''④

عقل بھی یہی ثابت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارا رازق ہے۔ ہماری زندگی کی بقا کھانے اور پینے پر ہے اور کھانے پینے کی تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا کی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ ۝ ءَاَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗۤ اَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ۝ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطٰمًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ ۝ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ۝ بَلْ نَحْنُ

---

① الذّٰريٰت 51:58. ② سبا 34:24. ③ يونس 10:31. ④ صحيح البخاري، القدر، باب: 1، حديث: 6594، وصحيح مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي في بطن أمه......، حديث: 2643.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مَحْرُوْمُوْنَ ﴿﴾ اَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِيْ تَشْرَبُوْنَ ﴿﴾ ءَاَنْتُمْ اَنْزَلْتُمُوْهُ مِنَ الْمُزْنِ اَمْ نَحْنُ الْمُنْزِلُوْنَ ﴿﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنٰهُ اُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُوْنَ ﴿﴾ ''بھلا بتاؤ تو! جو کچھ تم بوتے ہو، کیا وہ تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے ضرور ریزہ ریزہ کر دیں، پھر تم حیرت و تعجب سے باتیں بناتے رہ جاؤ کہ بلاشبہ ہم پر چٹی ڈال دی گئی (نہیں) بلکہ ہم محروم ہی رہ گئے۔ بھلا بتاؤ تو! وہ پانی جو تم پیتے ہو، کیا وہ تم نے بادلوں سے نازل کیا ہے یا ہم نازل کرنے والے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو اسے کھارا کر دیں، پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے؟''[1]

ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا رزق، یعنی کھانا اور پینا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

اللہ نے ہمیں بے مقصد پیدا نہیں کیا: وَ لَمْ یَتْرُکْنَا هَمَلًا یہ ایک حقیقت ہے اور اس پر کتاب و سنت کے عقلی دلائل موجود ہیں۔ کتاب و سنت میں وارد دلائل میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ﴿﴾ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ﴾ ''کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تمھیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے، چنانچہ اللہ اعلیٰ ہے، بادشاہ سچا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔''[2]

نیز فرمایا: ﴿ اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى ﴿﴾ اَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّنْ مَّنِيٍّ يُّمْنٰى ﴿﴾ ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوّٰى ﴿﴾ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿﴾ اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ﴿﴾ ''کیا انسان سمجھتا ہے کہ اسے یونہی بے کار (بلا حساب کتاب) چھوڑ دیا جائے گا؟ کیا وہ منی کا ایک نطفہ نہیں تھا جو (رحم میں) ٹپکایا جاتا ہے؟ پھر وہ لوتھڑا بنا، پھر

[1] الواقعۃ 56:63-70۔ [2] المؤمنون 23:115، 116۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ نے پیدا کیا اور اس کی نوک پلک سنواری، پھر اس سے مذکر اور مؤنث کا جوڑا بنایا۔ کیا وہ (اللہ) اس بات پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے؟'' (1)

انسان کی بامقصد تخلیق کی عقلی دلیل یہ ہے کہ انسانوں کو پیدا کرنا اور پھر انھیں بے لگام چھوڑ دینا کہ چوپاؤں کی طرح کھاتے پیتے ہوئے اپنی زندگی گزار دیں، پھر مرنے کے بعد انھیں دوبارہ زندہ نہ کیا جائے، نہ ان سے کوئی حساب لیا جائے، نہ پوچھ گچھ کی جائے، یہ حکمت الٰہی کے منافی اور بالکل بے فائدہ عمل ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کو پیدا کرے، ان کی طرف اپنے رسول مبعوث فرمائے، انبیاء علیہم السلام کے مخالفین، منکرین اور معارضین کا خون مباح قرار دے، پھر اس تگ و دو اور جہاد و قتال کا نتیجہ کچھ بھی نہ ہو۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی حکمت سے بعید اور ناممکنات میں سے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اتباع جنت اور نافرمانی جہنم میں جانے کا سبب ہے: [بَلْ أَرْسَلَ إِلَيْنَا رَسُولًا] اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف اپنا رسول مبعوث فرمایا۔ وہ ہمیں ہمارے رب کی آیات سُناتا ہے، ہمیں پاک کرتا اور کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم سے پہلے لوگوں کی طرف بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیجے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴾ ''اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔'' (2)

انسانوں پر حجت قائم کرنے کے لیے ضروری تھا کہ ان کی طرف رسول بھیجے جاتے تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی بندگی اس طریقے سے کریں جسے وہ پسند کرتا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ ۚ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۚ وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ ۚ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ۚ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ

(1) القيٰمة 75:36-40. (2) فاطر 35:24.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۝﴾ ’’(اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جس طرح ہم نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی، اور ہم نے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور ہم نے داود کو زبور عطا کی۔ اور ہم نے کئی رسول بھیجے، اس سے پہلے ہم ان کا حال آپ کے سامنے بیان کر چکے ہیں۔ اور کئی رسول ایسے ہیں کہ ان کا حال ہم نے آپ کے سامنے بیان نہیں کیا۔ اور اللہ نے موسیٰ سے (خاص طور پر) کلام کیا۔ خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اور اللہ بڑا زبردست، خوب حکمت والا ہے۔‘‘[1]

ہمارے لیے ممکن ہی نہ تھا کہ ہم رسولوں کی راہنمائی کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اسی طرح بندگی کرتے جس طرح وہ چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے کیونکہ اللہ کے رسولوں ہی نے بتلایا ہے کہ ہمیں اللہ کی بندگی کس طرح کرنی چاہیے؟ اور وہ کس طرح کی بندگی پسند کرتا ہے؟ اور ہم اللہ تعالیٰ کا قرب کیونکر حاصل کر سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کی یہی حکمت تھی کہ اس نے لوگوں کی طرف خوشخبری دینے اور ڈرانے والے رسول بھیجے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ رَسُوۡلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيۡكُمۡ كَمَاۤ اَرۡسَلۡنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ رَسُوۡلًا ؕ۝ فَعَصٰى فِرۡعَوۡنُ الرَّسُوۡلَ فَاَخَذۡنٰهُ اَخۡذًا وَّبِيۡلًا ۝﴾ ’’بے شک ہم نے تمھاری طرف ایک رسول بھیجا جو تم پر شاہد ہے جس طرح ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا، چنانچہ فرعون نے رسول کی نافرمانی کی تو ہم نے اسے نہایت سختی سے پکڑ لیا۔‘‘[2]

[فَمَنۡ أَطَاعَهُ دَخَلَ الۡجَنَّةَ] یہ بات ذیل کی آیات سے ثابت ہوتی ہے: ﴿وَ اَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوۡلَ لَعَلَّكُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ ۝ وَسَارِعُوۡۤا اِلٰى مَغۡفِرَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَ جَنَّةٍ عَرۡضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالۡاَرۡضُ ۙ اُعِدَّتۡ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۝﴾ ’’اور اللہ اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرو

[1] النسآء 4:163-165. [2] المزمل 73:15,16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ تم پر رحم کیا جائے اور اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے جو پرہیز گاروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''①

نیز فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۞ ﴾ ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اسے اللہ ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان باغوں میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔''②

سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۞ ﴾ ''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور اللہ سے ڈرے اوراس کا تقویٰ اختیار کرے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔''③

سورۂ نساء میں فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۞ ﴾ ''اور جو کوئی اللہ اور رسول کی اطاعت کرے تو وہ ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے (یعنی) انبیاء، صدّیقین، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ، اور یہ لوگ اچھے رفیق ہوں گے۔''④

سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۞ ﴾ ''اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے، یقیناً اس نے بڑی کامیابی حاصل کرلی۔''⑤

اس مضمون کی بے شمار آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔

حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: «كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَن

① آل عمران 3:132،133. ② النسآء 4:13. ③ النور 24:52. ④ النسآء 4:69. ⑤ الأحزاب 33:71.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أَبٰی قَالُوا: یَارَسُولَ اللّٰهِ! وَمَنْ یَّأْبٰی؟ قَالَ: «مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبٰی» ”میری امت کے سب لوگ جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کیا (وہ جنت میں نہیں جائے گا۔) صحابہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! انکار کون کرے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے میری فرماں برداری کی وہ جنت میں جائے گا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔“ (1)

وَمَنْ عَصَاهُ دَخَلَ النَّارَ | یہ بھی ایک حقیقت ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خٰلِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾ ”اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی حدوں سے تجاوز کر جائے گا اسے اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔“ (2)

سورۂ احزاب میں فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴾ ”اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً کھلی گمراہی میں جا پڑا۔“ (3)

سورۂ جن میں یوں فرمایا: ﴿ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ﴾ ”جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بے شک اس کے لیے جہنم کی آگ ہے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ابد تک۔“ (4)

قبل ازیں جو حدیث بیان کی گئی ہے اس کے آخر میں یہ بات بھی ہے: ”اور جس نے نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا (وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔)“

اَلثَّانِيَةُ: أَنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى أَنْ يُّشْرَكَ مَعَهٗ أَحَدٌ فِي عِبَادَتِهٖ لَا مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ، وَلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ. وَالدَّلِيلُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا

(1) صحيح البخاري، الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، حديث: 7280. (2) النسآء 14:4. (3) الأحزاب 36:33. (4) الجن 23:72.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن 18:72)

دوسرا مسئلہ: بے شک اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ انسانوں، فرشتوں اور انبیاء و رسل میں سے کسی کو اس کا شریک بنایا جائے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''

② اللہ کے ہاں شرک کی قباحت

[اَلثَّانِیَةُ] یعنی دوسری حقیقت جس سے آگاہی ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ہرگز پسند نہیں فرماتا کہ کسی کو اس کی بندگی میں شریک بنایا جائے بلکہ وہ اکیلا ہے اور تنہا وہی بندگی کا حقدار ہے۔ اس کی دلیل مصنف رحمہ اللہ نے یہ بیان فرمائی ہے: ﴿وَّاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾﴾ ''اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''[1]

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اس بات سے منع کر دیا ہے کہ وہ کسی کو اس کا شریک ٹھہرائے۔ اور اللہ تعالیٰ اسی بات سے منع کرتا ہے جسے وہ پسند نہیں فرماتا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی پسند و ناپسند کی بابت فرمایا ہے: ﴿اِنۡ تَكۡفُرُوۡا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنۡكُمۡ ۟ وَلَا یَرۡضٰی لِعِبَادِهِ الۡكُفۡرَ ۚ وَاِنۡ تَشۡكُرُوۡا یَرۡضَهُ لَكُمۡ﴾ ''اگر تم کفر کرو گے تو اللہ یقیناً تم سے بے نیاز ہے۔ وہ اپنے بندوں کے لیے کفر پسند نہیں کرتا۔ اور اگر تم شکر کرو گے تو اسے وہ تمھارے لیے پسند کرتا ہے۔''[2]

اور اس طرح بھی فرمایا: ﴿فَاِنۡ تَرۡضَوۡا عَنۡهُمۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَرۡضٰی عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ﴾

---

① الجن 18:72. ② الزمر 7:39.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اگر تم ان (منافقوں) سے راضی ہو بھی جاؤ تو اللہ ہرگز ایسے لوگوں سے راضی نہیں ہوتا جو نافرمان ہوں۔‘‘ ①

پس کفر اور شرک ایسا خطرناک گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ہرگز گوارا نہیں کرتا۔ اسی لیے تو اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجے اور کتابیں نازل کیں تاکہ کفر اور شرک سے لڑائی کی جائے اور انھیں نیست و نابود کر دیا جائے۔ ارشادِ الٰہی ہے: ﴿وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ ’’ان (کافروں) سے جنگ کرو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لیے ہو جائے۔‘‘ ②

جب اللہ تعالیٰ کفر اور شرک کو گوارا نہیں کرتا تو مومن پر بھی واجب ہے کہ وہ کفر اور شرک سے دور بھاگے کیونکہ مومن کی خوشی اور ناراضی اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ناراضی کے تابع ہے۔ جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے مومن کو بھی اس سے ناراض ہونا چاہیے اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے مومن کو بھی اس سے راضی ہونا چاہیے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ شرک و کفر سے راضی نہیں ہوتا، اس لیے مومن کے لائق نہیں کہ وہ شرک اور کفر پر راضی ہو۔ شرک کا معاملہ تو بہت ہی خطرناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ ’’بے شک اللہ (یہ گناہ) نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔‘‘ ③

نیز فرمایا: ﴿اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ ’’بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔‘‘ ④

حدیث شریف میں ہے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ لَقِيَ اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ» ’’جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں

---

① التوبة 96:9. ② الأنفال 39:8. ③ النسآء 48:4. ④ المآئدة 72:5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو ایسے حال میں ملا کہ اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہراتا ہوگا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔''①

اَلثَّالِثَةُ : أَنَّ مَنْ أَطَاعَ الرَّسُولَ وَوَحَّدَ اللّٰهَ لَا يَجُوزُ لَهُ مُوَالَاةُ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانَ أَقْرَبَ قَرِيبٍ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ؕ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ وَاَيَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ؕ وَيُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (الحشر 22:59)

تیسرا مسئلہ: جو شخص نبی اکرم ﷺ کی اطاعت اور ایک اللہ کی عبادت کرتا ہو اس کے لیے جائز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی رکھنے والے کو اپنا دوست بنائے، چاہے وہ اس کا کتنا ہی قریبی عزیز ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تم کبھی یہ نہ پاؤ گے کہ جو لوگ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے، خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے اہل خاندان۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت کر دیا ہے اور اپنی طرف سے ایک روح عطا کر کے انھیں قوت بخشی ہے، اور وہ انھیں ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ وہ اللہ کی جماعت کے لوگ ہیں۔ خبردار رہو! بے شک اللہ کی جماعت کے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں۔''

① صحيح البخاري، العلم، باب من خصّ بالعلم قوماً......، حديث: 129، و صحيح مسلم، الإيمان، باب الدليل على من مات......، حديث: 93 واللفظ له.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ اللہ کے دشمنوں سے دوستی حرام ہے

اَلثَّالِثَۃُ یعنی وہ تیسری حقیقت جس کا علم ہونا ضروری ہے یہ ہے کہ کس سے دوستی کی جائے اور کس کو دشمن سمجھا جائے؟ «الولاء والبراء» ''یعنی اہل ایمان سے دوستی اور کافروں سے دشمنی رکھنا ایک عظیم اسلامی قانون ہے جس کے بارے میں بہت زیادہ نصوص وارد ہوئی ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ﴾ ''اے ایمان والو! تم اپنے (لوگوں کے) سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، دوسرے تمھیں برباد کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔''①

سورۂ مائدہ میں فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ ''اے ایمان والو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ انھی میں سے ہوگا، یقیناً اللہ ظالموں کو ہدایت نہیں دیتا۔''②

نیز فرمایا: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ الْكُفَّارَ اَوْلِيَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ ''اے ایمان والو! تم ان لوگوں کو اپنا دوست نہ بناؤ جنھوں نے تمھارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا لیا ہے، ان لوگوں میں سے جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور جو کافر ہیں، اور اللہ سے ڈرتے رہو اگر تم مومن ہو۔''③

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

① آل عمران 118:3. ② المآئدۃ 51:5. ③ المآئدۃ 57:5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَ اَبۡنَآؤُكُمۡ وَ اِخۡوَانُكُمۡ وَ اَزۡوَاجُكُمۡ وَ عَشِيۡرَتُكُمۡ وَ اَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ‌ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ۝﴾ ”اے ایمان والو! اگر تمھارے باپ اور بھائی ایمان کے بجائے کفر کو پسند کریں تو تم (ہرگز) انھیں دوست نہ بناؤ۔ اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائیں گے تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ (اے نبی!) کہہ دیں: اگر تمھارے باپ اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور تمھارا کنبہ قبیلہ اور جو مال تم نے کمائے اور وہ تجارت جس کے مندا پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور وہ مکانات جنھیں تم پسند کرتے ہو (یہ سب) تمھیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لے آئے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“①

سورۂ ممتحنہ میں یوں فرمایا: ﴿قَدۡ كَانَتۡ لَكُمۡ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ فِىۡۤ اِبۡرٰهِيۡمَ وَالَّذِيۡنَ مَعَهٗ‌ۚ اِذۡ قَالُوۡا لِقَوۡمِهِمۡ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنۡكُمۡ وَمِمَّا تَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ كَفَرۡنَا بِكُمۡ وَبَدَا بَيۡنَنَا وَبَيۡنَكُمُ الۡعَدَاوَةُ وَالۡبَغۡضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤۡمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَحۡدَهٗۤ﴾ ”یقیناً تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے ابراہیم میں اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا: بے شک ہم تم سے اور ان سے بری ہیں جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو، ہم تم سے منکر ہوئے، ہمارے تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا ہے حتی کہ تم اللہ اکیلے پر ایمان لے آؤ۔“②

اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں کے ساتھ محبت رکھنا اور ان کی خاطر مدارات کرنا کمزور ایمان کی علامت ہے کیونکہ اپنے دوست اور محبوب کے دشمن سے محبت رکھنا عقلمندی کی بات نہیں ہے۔ کافروں کے ساتھ دوستی رکھنا حقیقت میں ان کے کفر کی موافقت اور ضلالت میں

① التوبة 9:23،24. ② الممتحنة 60:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی معاونت کرنا ہے، ان سے دوستی میں لازمًا ایسے اسباب اور ذرائع بھی اختیار کرنا پڑیں گے جن کی وجہ سے ان سے دوستی بڑھے گی اور پختہ ہوگی۔ اور یہ سب کچھ ایمان یا کمالِ ایمان کے منافی ہے۔ مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمنوں کو اپنا دشمن سمجھے، خواہ اس کی ان کے ساتھ کتنی ہی قرابت داری ہو۔ ان سے بغض رکھے اور ان سے دور رہے، تاہم اس کے باوجود ان کی خیر خواہی کرنے اور انھیں حق کی طرف دعوت دینے میں تساہل نہ برتے۔

اِعْلَمْ أَرْشَدَكَ اللّٰهُ لِطَاعَتِهِ : أَنَّ الْحَنِيفِيَّةَ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ، أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهُ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ، وَ بِذٰلِكَ أَمَرَ اللّٰهُ جَمِيعَ النَّاسِ وَخَلَقَهُمْ لَهَا كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ (الذّٰريٰت 56:51) وَ مَعْنٰى يَعْبُدُونِ: يُوَحِّدُونِ

(میرے بھائی!) اللہ آپ کو اپنی اطاعت کی توفیق نصیب فرمائے خوب جان لیں کہ دینِ حنیف جو ملتِ ابراہیم ہے وہ یہ ہے کہ تو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے اس حال میں کہ دین کو اس کے لیے خالص کرنے والا ہو اور اسی دین کو اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو حکم دیا ہے۔ اور ان کی تخلیق کا مقصد بھی یہی بتایا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''میں نے جنوں اور انسانوں کو اس کے سوا (اور) کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری بندگی کریں۔'' آیت کریمہ میں ﴿لِيَعْبُدُونِ﴾ ''میری بندگی کریں'' سے مراد يُوَحِّدُونِ ہے، یعنی وہ مجھے ایک مانیں۔

[اِعْلَمْ] علم: اس کے متعلق بحث (ص:21) گزر چکی ہے۔ اعادے کی ضرورت نہیں۔

[أَرْشَدَكَ] رشد: راہِ حق پر استقامت کا نام ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[لِطَاعَتِهِ] اطاعت کا مفہوم ہے حکم دینے والے کی مراد کی موافقت کرتے ہوئے مامور بہ پر عمل کرنا اور ممنوع کو چھوڑ دینا۔

دینِ حنیف (ملت ابراہیم علیہ السلام) کیا ہے؟

[أَنَّ الْحَنِيفِيَّةَ] وہ ملت (مذہب) ہے جو شرک سے یکسر پاک اور خالص اللہ تعالیٰ کی توحید پر مبنی ہے۔

[مِلَّةَ] ملت: دینی راستہ جس پر ابراہیم علیہ السلام گامزن رہے۔

[إِبْرَاهِيمَ] ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے دوست اور اس کے برگزیدہ رسول ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا﴾ ''اور اللہ نے ابراہیم کو اپنا دوست بنا لیا۔''①

آپ علیہ السلام ابوالانبیاء ہیں۔ قرآن کے اکثر مقامات میں آپ کے دین اور منہج کا ذکر، آپ کی پیروی اور اتباع اختیار کرنے کے انداز میں کیا گیا ہے۔

عبادت کا مفہوم

[أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ] مصنف کے قول أَنَّ الْحَنِيفِيَّةَ میں موجود أَنَّ کی خبر ہے۔ عبادت کا مطلب اپنے عام معنی کے اعتبار سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی محبت اور عظمت کے ساتھ اس طرح عجز و انکسار اختیار کرنا کہ شریعت کی موافقت میں اس کے اوامر اور نواہی کی پوری پوری پابندی کی جائے۔

عبادت کے خاص مفہوم کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''عبادت ان تمام اقوال، افعال اور اعمال کے مجموعے کا نام ہے جنھیں اللہ محبوب رکھتا اور پسند کرتا ہے، چاہے

① النسآء 125:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ظاہری اعمال نماز، روزہ، حج اور زکاۃ وغیرہ ہوں یا باطنی اعمال خوف، خشیت اور توکل وغیرہ ہوں۔"

[مُخْلِصًا لَّهُ الدِّينَ] اخلاص کے معنی یہ ہیں کہ انسان اپنی اطاعت اور بندگی کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کے دارِ کرامت (جنت) میں داخل ہونے کے لیے کوشاں رہے۔ اور اللہ کے سوا کسی مقرب فرشتے یا کسی نبی اور رسول کی بندگی اختیار نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ﴾ "پھر ہم نے تمھاری طرف یہ وحی کی کہ ملت ابراہیم کا اتباع کرو جو (اللہ کی طرف) یکسو تھا اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھا۔"[1]

نیز فرمایا: ﴿وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰھٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَقَدِ اصْطَفَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗٓ اَسْلِمْ ۙ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَوَصّٰى بِهَآ اِبْرٰھٖمُ بَنِيْهِ وَيَعْقُوْبُ ۭ يٰبَنِيَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝﴾ "اور کون بے رغبتی کرسکتا ہے ملت ابراہیم سے سوائے اس کے جس نے اپنے نفس کو احمق بنالیا اور بے شک ہم نے ابراہیم کو دنیا میں چن لیا اور یقیناً وہ آخرت میں نیکوکاروں میں سے ہوگا اور جب ابراہیم سے اس کے رب نے کہا: فرمانبردار ہو جا! تو اس نے کہا: میں رب العالمین کا فرمانبردار ہوگیا۔ ابراہیم نے اور یعقوب نے بھی اپنے بیٹوں کو اسی (کلمۂ حق) کی وصیت کی: اے میرے بیٹو! بے شک اللہ نے تمھارے لیے یہ دین چن لیا ہے، پس تمھیں ہرگز موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"[2]

[وَبِذٰلِكَ أَمَرَ اللّٰهُ] اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں کو اسی دین حنیف پر کاربند رہنے کا حکم دیا اور اسی لیے انھیں پیدا کیا کہ اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کریں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ

[1] النحل 123:16. [2] البقرة 2:130-132.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ''ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، پس تم میری ہی بندگی کرو۔''①

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان فرما دی ہے کہ انسان اور جن صرف اسی لیے پیدا کیے گئے ہیں کہ اللہ رب العزت کی عبادت کریں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾ ''اور میں نے جن اور انسان اسی لیے تو پیدا کیے ہیں کہ وہ میری عبادت کریں۔''②

| يُوَحِّدُوْنِ | اس عبارت سے مؤلف کی مراد یہ ہے کہ توحید عبادت کے وسیع مفہوم میں داخل ہے۔قبل ازیں عبادت کا مفہوم اوراس کے اطلاق کی وضاحت گزر چکی ہے۔

عبادت کی قسمیں

عبادت کی دو قسمیں ہیں

① عبادت کونیہ: اللہ تعالیٰ کے کونی حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، یعنی جس مقصد کے لیے اس نے کسی چیز کو پیدا کیا ہے طبعی طور پر وہ چیز اپنا فعل انجام دے رہی ہے۔ اس عبادت سے کوئی بھی باہر نہیں نکل سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ ''زمین اور آسمانوں میں جو کوئی بھی ہیں وہ سب رحمٰن کے پاس غلام بن کر آئیں گے۔''③

اس میں مومن و کافر اور نیک و بد بھی شامل ہیں۔

② عبادت شرعیہ: اللہ تعالیٰ کے شرعی امر کو دل و جان سے تسلیم کرنا۔ یہ عبادت ان لوگوں کے لیے خاص ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کرتے ہیں اور جو شریعت رسول لے کر

① الأنبياء 25:21. ② الذّٰريٰت 56:51. ③ مريم 93:19.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آ ئے ہیں اس کی پیروی کرتے ہیں، جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ ''رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر آہستگی (وقار اور عجز و انکسار) سے چلتے ہیں۔''①

پہلی قسم کی عبادت پر انسان لائق تعریف نہیں کیونکہ اس میں اس کے اختیاری فعل کا کوئی عمل دخل نہیں، البتہ اس کی بعض طبعی عادات و خصائل، مثلاً: فراخی و خوشحالی میں شکر کرنا اور مصائب و تکالیف میں صبر کرنا قابلِ تحسین ہیں۔ اس کے برعکس دوسری قسم کی عبادت ہر لحاظ سے قابل تعریف ہے۔

وَأَعْظَمُ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ التَّوْحِيدُ، وَهُوَ: إِفْرَادُ اللّٰهِ بِالْعِبَادَةِ

سب سے بڑا امر جسے اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا وہ توحید ہے، یعنی صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کی جائے۔

توحید کی تعریف اور اقسام

توحید کی تعریف: [وَأَعْظَمُ مَا أَمَرَ اللّٰهُ......] توحید باب وَحَّدَ يُوَحِّدُ کا مصدر ہے، اس کے لغوی معنی ہیں: کسی شے کو ایک ماننا۔ اور کسی شے کو ایک ماننا اسی صورت میں ممکن ہوگا جب یہ سمجھا جائے گا کہ اس میں یہ یہ چیز یا عیب نہیں ہے اور یہ یہ چیز یا خوبی موجود ہے، یعنی جسے ایک مانا گیا ہے۔ کسی امر کی اس کے سوا سے نفی کرتے ہوئے صرف اسی کے لیے اثبات کرنا، توحید کہلائے گا، مثلاً: ہم کہتے ہیں: انسان اس وقت تک موحد نہیں ہوسکتا جب تک اس بات کی گواہی نہ دے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں گویا انسان اللہ کے سوا ہر ایک کی الوہیت کی نفی کرتے ہوئے اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے

① الفرقان 63:25.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کرتا ہے۔

مؤلف توحید کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے'' یعنی تو اللہ واحد ہی کی بندگی کرے۔ اس کی بندگی میں کسی نبی، کسی مقرب فرشتے، کسی سردار، کسی بادشاہ اور مخلوق میں سے کسی کو بھی اس کا شریک نہ ٹھہرائے بلکہ محبت و عظمت، شوق و رغبت اور خوف سے صرف اُسی ایک کی عبادت کرے۔ اور اس توحید سے شیخ رحمہ اللہ بھی وہی توحید مراد لے رہے ہیں جسے ثابت کرنے اور لوگوں نے اسی توحید کو ماننے میں پس و پیش کیا۔

توحید کی ایک عمومی تعریف یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ کو ان تمام صفات میں یکتا ماننا جو اسی کے ساتھ خاص ہیں۔''

توحید کی اقسام: توحید کی تین اقسام ہیں:

① توحید ربوبیت: اس قسم سے مراد یہ عقیدہ ہے کہ تمام کائنات کو پیدا کرنے والا، اس کا مالک اور اس کی تدبیر کرنے والا صرف ایک اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَللّٰهُ خٰلِقُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ ''اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔''①

نیز فرمایا: ﴿هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ﴾ ''کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے رزق دے؟ اس کے سوا کوئی (سچا) معبود نہیں۔''②

مزید فرمایا: ﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝﴾ ''وہ ذات بڑی ہی بابرکت ہے جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر خوب قدرت رکھتا ہے۔''③

اس طرح بھی فرمایا: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ ''آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے، اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔''④

① الزمر 62:39. ② فاطر 3:35. ③ الملک 1:67. ④ الأعراف 54:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② توحید الوہیت: توحید الوہیت کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے، یعنی جس طرح اللہ کی بندگی کی جاتی ہے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اسی طرح کسی غیر اللہ کی ہرگز عبادت نہ کی جائے۔ نہ اللہ کے ماسوا کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

③ توحیدِ اسماء وصفات: اس کے معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو ان ناموں اور صفتوں میں یکتا ماننا جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تذکرہ فرمایا ہے، یا اپنے پیغمبر علیہ السلام کی زبان پر جن اسماء و صفات کو اپنے لیے ثابت کیا ہے انھیں ماننا اور جن صفات کی نفی کی ہے ان کی نفی کرنا۔ اور اس میں کسی طرح کی تاویل اور تحریف کو روا نہ رکھنا، اسی طرح کسی صفتِ ثابت کو اس سے معطل نہ کرنا، نیز صفات کو کیفیت اور تمثیل سے پاک رکھنا بھی توحید اسماء و صفات میں شامل ہے۔

یہاں مؤلف کی مراد توحید الوہیت ہے جس کا مشرکوں نے انکار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جنگ کی، ان کے خون کو مباح قرار دیا، ان کے اموال اور زمینوں کو مال غنیمت کے طور پر تقسیم کیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو لونڈیاں اور غلام بنایا اور یہیں بس نہیں بلکہ تمام رسول اپنی اپنی قوم کو توحید کی اسی قسم کی بار بار دعوت دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ﴾ ”اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ اللہ کی بندگی کرو۔“[1]

بندگی صرف اللہ ہی کے لیے صحیح ہے۔ جو شخص اس میں خلل ڈالتا ہے وہ پکا مشرک اور کافر ہے، چاہے وہ توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات کا اقرار بھی کرتا ہو۔ بالفرض ایک آدمی پوری طرح توحید ربوبیت اور توحید اسماء و صفات کا اقرار کرتا ہے لیکن کسی کی قبر پر جا کر قبر والے کی بندگی بھی کرنے لگتا ہے، اس کے نام کی نذر بھی مانتا ہے اور اس کا قرب

① النحل 36:16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کے لیے اس کے نام کی قربانی بھی کرتا ہے تو وہ یقینی طور پر ایسا مشرک اور کافر ہے جو ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے خبردار فرما دیا ہے: ﴿إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ﴾ ''بے شک جو اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو یقیناً اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''[1]

جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے توحید ان میں اولین اور سب سے عظیم امر ہے کیونکہ اسی پر پورے دین کی بنیاد ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے توحید ہی کی دعوت دی۔ اور جنھیں آپ دعوتِ دین کے لیے بھیجتے تھے انھیں بھی سب سے پہلے توحید ہی کی دعوت دینے کا حکم دیتے تھے۔

وَ أَعْظَمُ مَا نَهَى عَنْهُ الشِّرْكُ وَ هُوَ: دَعْوَةُ غَيْرِهِ مَعَهُ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا﴾ (النسآء 36:4)

اور سب سے برا فعل، جس سے روکا گیا ہے، وہ شرک ہے۔ شرک کے معنی ہیں کہ اللہ وحدہ لاشریک کے ساتھ کسی اور کو بھی پکارا جائے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔''

شرک کیا ہے؟ تعریف، اقسام اور انجام

[وَ أَعْظَمُ مَا نَهَى عَنْهُ الشِّرْكُ] سب سے خطرناک اور بڑا گناہ جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے، شرک ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حق دیگر تمام حقوق میں سے

[1] المآئدة 72:5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑا اور سب پر فائق ہے اور یہ حق توحید ہے اس میں کسی قسم کی کوتاہی سب سے بڑا گناہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝ ﴾ ''بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''①

سورۂ نساء میں فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰٓى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝ ﴾ ''اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔''②

نیز فرمایا: ﴿ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝ ﴾ ''اور جو شخص اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے تو وہ یقیناً بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا ہے۔''③

سورۂ مائدہ میں فرمایا: ﴿ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ ﴾ ''بلاشبہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا تو یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔''④

ایک جگہ یوں فرمایا: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ ﴾ ''بے شک اللہ (یہ گناہ) نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور وہ اس کے علاوہ جسے چاہے بخش دیتا ہے۔''⑤

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے نبی ﷺ سے دریافت کیا کہ اللہ کے ہاں سب سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ» ''یہ کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔''⑥

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ لَقِيَ

① لقمان 13:31. ② النسآء 48:4. ③ النسآء 116:4. ④ المآئدة 72:5. ⑤ النسآء 48:4.
⑥ صحيح البخاري، التفسير، باب: 3، حديث: 4477، و صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان كون الشرك أقبح......، حديث: 86.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَقِيَهُ يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ» ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حالت میں اس سے ملے گا کہ اس نے کسی کو اس کے ساتھ شریک ٹھہرایا ہوگا تو وہ جہنم میں جائے گا۔''①

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: «مَنْ مَّاتَ وَهُوَ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللّٰهِ نِدًّا دَخَلَ النَّارَ» ''جو شخص اس حالت میں مرا کہ وہ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے شریک کو (بھی) پکارتا تھا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔''②

مؤلف رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی بندگی کرنے اور شرک سے اجتناب کرنے کا استدلال اس آیت کریمہ سے کیا ہے: ﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا ﴾ ''اور تم سب اللہ کی بندگی کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراو۔''③

اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی کرنے اور شرک سے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔ اس میں تنہا اسی اکیلے کی عبادت کا اثبات ہے۔ جو شخص اللہ کی عبادت نہیں کرتا وہ کافر اور متکبر ہے۔ جو شخص اللہ کی بھی عبادت کرتا ہے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے کی بھی عبادت کرتا ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ اور جو صرف ایک اللہ ہی کی عبادت کرتا ہے وہ مخلص مسلمان ہے۔

شرک کی دو قسمیں ہیں: ① شرک اکبر ② شرک اصغر

① شرک اکبر: ہر وہ شرک ہے جسے شارع علیہ السلام نے شرک اکبر قرار دیا ہے، اس شرک کی وجہ سے انسان دین اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔

② شرک اصغر: ہر وہ فعلی یا قولی عمل ہے جسے شریعت نے شرک تو قرار دیا ہے لیکن وہ

① صحيح البخاري، العلم، باب من خصّ بالعلم قومًا......، حديث: 129، و صحيح مسلم، الإيمان، باب الدليل على من مات......، حديث: 93. ② صحيح البخاري، التفسير، باب: قوله تعالىٰ: ﴿ وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللّٰهِ ﴾، حديث: 4497. ③ النسآء 4:36.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے ملت (دین اسلام) سے خارج نہیں کرتا۔

انسان کے لیے شرک اکبر اور شرک اصغر، یعنی ہر طرح کے شرک سے بچنا نہایت ضروری ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عالی ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ ''یقیناً اللہ معاف نہیں کرتا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے۔'' (1)

فَإِذَا قِيلَ لَكَ: مَا الْأُصُولُ الثَّلَاثَةُ الَّتِي يَجِبُ عَلَى الْإِنْسَانِ مَعْرِفَتُهَا؟ فَقُلْ: مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ رَبَّهُ، وَ دِينَهُ، وَ نَبِيَّهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ

جب آپ سے سوال کیا جائے کہ وہ کون سے تین اصول ہیں جنھیں جاننا انسان کے لیے ضروری ہے؟ تو آپ صاف صاف کہہ دیں کہ ہر انسان کو اپنے رب کی معرفت حاصل کرنا اور اپنے دین کی معرفت حاصل کرنا اور اپنے نبی محمد ﷺ کی کما حقہ معرفت حاصل کرنا ضروری ہے۔

تین بنیادی سوالات

معرفتِ رب، معرفتِ دین، معرفتِ نبی کریم ﷺ

[الْأُصُولُ] ''اصول'' جمع کا لفظ ہے اس کی واحد ''اصل'' ہے۔ اصل اسے کہتے ہیں جس پر کسی دوسری چیز کی بنیاد رکھی جائے۔ اسی لیے أصل الجدار (دیوار کی اصل) بنیاد کو کہتے ہیں اور أصل الشجرة (درخت کی اصل) تنے کو کہتے ہیں جس سے شاخیں پھوٹتی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ﴾ ''(اے نبی!) کیا آپ نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے کیسے مثال بیان کی کلمۂ طیبہ (اسلام) کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے، اس

(1) النسآء 4:48۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جڑ مضبوط ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں۔"①

اور یہ تین اصول جن کا ذکر مؤلف رحمہ اللہ کر رہے ہیں وہ تین سوال ہیں جو قبر میں انسان سے کیے جائیں گے، یعنی تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟

| مَعْرِفَتُهَا | متن میں مؤلف رحمہ اللہ نے یہ بات سوالیہ انداز میں بیان کی ہے تاکہ انسان متنبہ ہوجائے، اس لیے کہ یہ سوالات انتہائی ضروری ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان تینوں اہم سوالات کا جاننا انسان کے لیے اس لیے ضروری ہے کیونکہ اس سے یہ تینوں سوالات قبر میں کیے جائیں گے۔ جب لوگ میت کو دفن کرنے کے بعد واپس چلے جاتے ہیں تو دو فرشتے آ کر اسے قبر میں بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

مومن کہتا ہے: میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد ﷺ ہیں۔

منافق اور شک میں پڑنے والا کہتا ہے: ہائے ہائے! میں تو یہ باتیں نہیں جانتا، لوگ کچھ کہا کرتے تھے، میں سنا کرتا تھا۔ مجھے تو کچھ پتا نہیں ہے۔

| مَعْرِفَةُ الْعَبْدِ رَبَّهٗ | اللہ کی معرفت ان طریقوں سے حاصل ہوتی ہے:

① اس کی مخلوقات میں غور و فکر کیا جائے۔ اس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی عظیم سلطنت، کامل قدرت، کمال حکمت اور وسیع رحمت کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اَوَ لَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ﴾ "کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی میں اور جو چیزیں اللہ نے پیدا کی ہیں ان پر نظر نہیں کی؟"②

سورۂ سبا میں فرمایا: ﴿ قُلْ اِنَّمَاۤ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۟ ﴾ "کہہ دیجیے: بس میں تو تمھیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے

① إبراهيم 24:14. ② الأعراف 185:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دو دو اور ایک ایک کھڑے ہو جاؤ، پھر تم غور و فکر کرو۔"①

سورۂ آل عمران میں فرمایا: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝﴾ "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اختلاف میں البتہ ہوش مندوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"②

سورۂ یونس میں فرمایا: ﴿اِنَّ فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَّقُوْنَ ۝﴾ "یقیناً رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا ہے (ان میں بھی) البتہ نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ڈرتے ہیں۔"③

سورۂ بقرہ میں فرمایا: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝﴾ "بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدل بدل کر آنے جانے میں اور ان کشتیوں میں جو سمندر میں ان چیزوں کو لیے چلتی ہیں جو لوگوں کو نفع دیتی ہیں اور اللہ کے نازل کردہ آسمانی پانی میں کہ پھر اس کے ذریعے سے زمین کو، جو مردہ ہو چکی تھی، زندہ کیا اور ان ہر قسم کے جانوروں میں جو اس نے زمین میں پھیلائے ہیں اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور ان بادلوں میں جو آسمان اور زمین کے درمیان پابند کر دیے گئے ہیں، (ان سب میں) یقیناً ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔"④

② انسان اگر شرعی آیات میں، جو انبیاء اپنے رب سے لے کر مبعوث ہوئے ہیں، تدبر و تفکر سے کام لے تو اسے اپنے رب کی معرفت حاصل ہو جائے گی کہ انبیاء نے لوگوں کی راہنمائی

---

① سبا 46:34۔ ② آل عمران 190:3۔ ③ یونس 6:10۔ ④ البقرة 164:2۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے کیسی عظیم اور بے مثال ہدایات پیش کی ہیں جن میں دنیا و آخرت کی کامیابی کی بشارت ہے، جن میں علم و حکمت اور دانائی کی ایسی باتیں ہیں جو بندوں کی مصلحت کے عین مطابق ہیں۔ اس سے بھی انسان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿ اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴾ ''کیا پھر وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے اور اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس میں بہت اختلاف پاتے۔''①

③ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں اپنی معرفت رکھی ہے۔ بعض اوقات انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ اپنے پروردگار کو گویا اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھ رہا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے اس سوال پر کہ احسان کیا ہے؟ فرمایا تھا: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» ''کہ تو اپنے رب کی عبادت یوں کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو نہیں دیکھ رہا تو (یہ تصور تو ضرور ہونا چاہیے کہ) وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔''②

[وَ دِيْنَهٗ] یہ دوسرا اصول ہے جس کی معرفت حاصل کرنا ضروری ہے، یعنی دین اسلام جس کے احکام پر عمل کرنے کا انسان پابند بنایا گیا ہے۔ شرعی احکام کو سیکھنا، دوسروں کو سکھلانا، ان کی مصلحت، حکمت و علت معلوم کرنا، ان پر وارد شکوک و شبہات دور کرنا اور ان پر غور کرنا ہر انسان کے لیے ضروری ہے۔ اگر دین اسلام کو کتاب و سنت کی روشنی میں دیکھا جائے تو ثابت ہو جاتا ہے کہ یہی دین حق ہے اور یہی دین تمام مخلوقات کے مصالح کا ضامن ہے۔ لیکن آج اطراف و اکناف کے مسلمان اسلام کے نام پر جس دین پر عمل کر رہے ہیں اُسے حقیقی اسلام کے مطابق سمجھنا جائز نہیں ہے کیونکہ مسلمان بہت سے احکام میں افراط و تفریط کا شکار ہو گئے ہیں، اس کے نتیجے میں وہ بڑے بڑے گناہوں کے مرتکب ہو چکے ہیں حتی کہ

① النسآء 82:4. ② صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام......، حدیث: 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اسلامی ممالک کی حالت دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے انسان کسی غیر اسلامی ماحول میں رہ رہا ہے۔

الحمد للہ! دین اسلام میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو پہلے ادیان میں پائی جاتی تھیں بلکہ اس میں ایک امتیازی خوبی یہ ہے کہ اس کے احکام عالم گیر ہیں جو ہر زمان و مکان میں ہر قوم کے لیے ابدی مینارۂ ہدایت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دین اسلام پر عمل کسی بھی زمانے، کسی بھی جگہ اور کسی بھی قوم کے مصالح کے منافی نہیں ہے۔ دین اسلام فکر وعمل کے حُسن کا نام ہے۔ یہ دین ہر نیک عمل اختیار کرنے کا حکم دیتا اور ہر برے کام سے روکتا ہے۔ دین اسلام اپنے ماننے والوں سے ہر نیکی اختیار کرنے، ہر برائی ترک کرنے، اپنے اندر اعلیٰ اخلاقی اقدار پیدا کرنے اور ہر طرح کی اخلاقی برائیوں سے الگ رہنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

[وَ نَبِیُّہٗ مُحَمَّدًا ﷺ] یہ وہ تیسرا اصول ہے جس کی معرفت انسان کے لیے ضروری ہے۔ اور وہ معرفت یہ ہے کہ ہمارے رسول محمد ﷺ ہیں۔ یہ معرفت نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کے مطالعے سے حاصل ہوتی ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر غور وفکر کی نگاہ ڈالی جائے، آپ ﷺ کا طریقہ عبادت، آپ کے اخلاق جمیلہ، آپ کے اوصاف حمیدہ، آپ کی ریاضت، آپ کے دعوت الی اللہ پیش کرنے کے اسلوب اور آپ کا کفار کے ساتھ جہاد کرنا، ان تمام باتوں پر غور کیا جائے تاکہ آپ کی صداقت پر یقین کامل پیدا ہو۔ لہٰذا ہر انسان جو نبی ﷺ کی معرفت اور اپنے ایمان کو مزید مضبوط کرنا چاہے، وہ آپ کے امن و جنگ کے احوال اور خوشحالی و تنگی کے تمام پہلوؤں کا مطالعہ کرے۔ ہم اللہ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ظاہری اور باطنی طور پر اپنے رسول ﷺ کے متبعین میں شمار فرمائے اور اسی پر ہمیں موت دے، وہی اس بات پر قادر اور کارساز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَإِذَا قِيلَ لَكَ: مَنْ رَبُّكَ ؟ فَقُلْ رَبِّيَ اللّٰهُ الَّذِي رَبَّانِي وَ رَبّٰى جَمِيعَ الْعَالَمِينَ بِنِعَمِهٖ وَهُوَ مَعْبُودِي لَيْسَ لِي مَعْبُودٌ سِوَاهُ وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ ﴾ (الفاتحة 1:1) وَ كُلُّ مَا سِوَى اللّٰهِ عَالَمٌ وَأَنَا وَاحِدٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْعَالَمِ

پہلا اصول: اگر آپ سے پوچھا جائے کہ آپ کا رب کون ہے؟ تو آپ کہیں کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے جس نے اپنی نعمتوں سے مجھے اور تمام جہانوں کو نوازا اور بتدریج پروان چڑھایا ہے۔اور وہی میرا معبود ہے، اس کے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ کے سوا جو بھی چیز ہے، وہ عالم ہے اور میں بھی اسی عالم میں سے ایک ہوں۔

پہلا سوال: تیرا رب کون ہے؟

[مَنْ رَبُّكَ؟] یعنی تیرا رب کون ہے جس نے تجھے پیدا کیا، تجھے پروان چڑھایا، تجھے کھلایا پلایا اور رزق دیا؟

[رَبِّيَ اللّٰهُ......] تربیت اور پرورش کرنے کے معنی یہ ہیں کہ پالنے والا، اپنے زیر تربیت افراد کی ان اُمور کے ذریعے نگہداشت کرے جن میں اس کی بقا اور صلاح ہے۔مؤلف رحمہ اللہ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ لفظ رب، تربية سے ماخوذ ہے کیونکہ ان کے الفاظ ہیں: «اَلَّذِي رَبَّانِي وَ رَبّٰى جَمِيعَ الْعَالَمِينَ بِنِعَمِهٖ» ''جو اپنے انعام و اکرام سے میری اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سارے جہانوں کی پرورش کرتا ہے۔"

اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کی پرورش اپنی نعمتوں سے کرتا ہے اور جس مقصد کے لیے ان کی تخلیق ہوئی ہے، ان کی مطلوبہ اشیاء بھی وہی ان کے لیے تیار کرتا ہے اور انھیں اپنی قدرت سے رزق بہم پہنچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کی باہمی گفتگو کا حوالہ دیتے ہوئے بیان فرمایا: ﴿قَالَ فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ۝﴾ "فرعون نے کہا: اے موسیٰ! تم دونوں کا رب کون ہے؟ موسیٰ نے کہا: ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی شکل وصورت دی، پھر ہدایت دی۔"①

اللہ تعالیٰ ہی اپنی نعمتوں کے ذریعے سے ہر فرد کی تربیت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر اس قدر انعامات و احسانات ہیں کہ انھیں شمار نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ۭ﴾ "اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔"②

اللہ وہ ہے جس نے تجھے پیدا کیا، زندگی عطا کی، رزق دیا، اس لیے صرف وہی عبادت کا حقدار ہے۔

[وَهُوَ مَعْبُودِي......] وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس کی میں بندگی کرتا ہوں۔ اس کی محبت اور عظمت کے پیشِ نظر اس کے سامنے عاجزی کرتا ہوں۔ جن باتوں کا وہ حکم دیتا ہے، انھیں قبول کرتا ہوں اور جن کاموں سے وہ روکتا ہے، ان سے باز رہتا ہوں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جس کی میں بندگی کروں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ۝﴾ "اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ بے شک میرے سوا کوئی معبود نہیں،

① طٰہٰ 50,49:20. ② النحل 18:16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔"①

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا: ﴿وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ۝﴾ "حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ بندگی کو اللہ کے لیے خالص کر کے، یکسو ہو کر، اس کی عبادت کریں، اور وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں اور یہی سیدھی ملت کا دین ہے۔"②

[وَالدَّلِيلُ] مؤلف رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے پوری مخلوق کے رب اور پروردگار ہونے کی یہ دلیل دی ہے: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔"③

یعنی تمام صفاتِ کمال، صفات جلال اور مراتب عظمت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ثابت ہیں۔ رب العالمین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کے ذریعے تمام جہانوں کی پرورش کر رہا ہے، ان کا خالق ہے، ان کا مالک ہے اور جس طرح چاہتا ہے ان کے لیے تدبیر فرماتا ہے۔

[اَلْعَالَمِ] اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے اسے عالَم اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خالق، مالک اور مدبر ہونے کی ایک علامت ہے۔ ہر چیز اس کے واحد ہونے پر دلالت کر رہی ہے۔ اس عالَم کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے میں بھی اس بات کا اقرار کرتا ہوں، چونکہ وہ میرا رب ہے، اس لیے مجھے اسی کی بندگی کرنی چاہیے۔

فَإِذَا قِيلَ لَكَ: بِمَ عَرَفْتَ رَبَّكَ؟ فَقُلْ: بِآيَاتِهِ وَ مَخْلُوقَاتِهِ، وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ، وَ مِنْ مَخْلُوقَاتِهِ السَّمٰوَاتُ السَّبْعُ وَالْأَرَضُونَ السَّبْعُ وَ مَنْ فِيهِنَّ وَمَا بَيْنَهُمَا، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَمِنْ

① الأنبیآء 25:21. ② البینۃ 5:98. ③ الفاتحۃ 1:1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ﴾ (حٰمٓ السجدة 41 : 37)

وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ۟ يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ بِاَمْرِهٖ ۭ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (الأعراف 7:54)

اور جب آپ سے یہ سوال کیا جائے کہ آپ نے اپنے رب کو کیسے پہچانا؟ تو آپ کہہ دیں کہ اس کی آیات اور مخلوقات میں غوروفکر کرتے ہوئے۔ رات، دن، سورج اور چاند اس کی آیات میں سے ہیں۔ ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور جو کچھ ان کے اندر اور ان کے درمیان ہے، سب اس کی مخلوق ہے۔ اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”اور یہ رات اور دن اور سورج اور چاند بھی اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس اللہ کو سجدہ کرو جس نے انھیں پیدا کیا ہے، اگر فی الواقع تم اس کی عبادت کرنے والے ہو۔“ نیز فرمایا: ”درحقیقت تمھارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہوگیا۔ جو رات کو دن پر ڈھانک دیتا ہے، پھر وہ رات دن کے پیچھے لپکتی چلی آتی ہے۔ اور اس نے سورج اور چاند اور تارے پیدا کیے، سب اس کے فرمان کے تابع ہیں۔ خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے، بڑا بابرکت ہے اللہ سارے جہانوں کا مالک و پروردگار۔“

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معرفتِ رب کا طریقہ اور دلائل وشواہد

[بِمَ عَرَفْتَ رَبَّكَ؟] جب تجھ سے سوال کیا جائے کہ تو نے اللہ تعالیٰ کی معرفت کیسے حاصل کی؟ تو اس کے جواب میں تو کہہ دے کہ اس کی آیات اور مخلوقات میں غور وفکر کرنے سے مجھے اس کی معرفت حاصل ہوئی۔

[بِآيَاتِهِ وَ مَخْلُوقَاتِهِ] آیات: آیة کی جمع ہے، اس کے معنی ہیں: کسی چیز کی نشانی، یعنی جس سے اس چیز کی وضاحت اور پہچان ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دو طرح کی ہیں: ① کونی ② شرعی

کونی آیات سے مراد اس کی مخلوقات اور شرعی آیات سے مراد وحی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر اتاری ہے۔ اس طرح مؤلف رحمہ اللہ کا «بِآيَاتِهِ وَمَخْلُوقَاتِهِ» کہنا خاص کا عام پر عطف ہے کیونکہ آیات سے مراد دونوں طرح کی تکوینی اور شرعی آیات ہیں۔ اگر آیات کو شرعی آیات کے ساتھ خاص کردیا جائے تو عطف تباین اور تغایر کے لیے ہوگا۔ بہرحال دونوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اس کی آیات کونیہ، یعنی تمام عظیم مخلوقات اور ان میں کاریگری کے عجائبات اور بالغ حکمتوں کے مشاہدے سے بھی اور اس کی شرعی آیات سے بھی جو عدل سے بھرپور، مصالح سے معمور اور مفاسد سے دور ہیں۔ ایک شاعر نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے:

وَ فِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّهُ وَاحِدُ

"اور ہر چیز میں اس کی علامت موجود ہے جو بتا رہی ہے کہ وہ ایک ہی ہے۔"[1]

---

[1] اس سے پہلے یہ شعر ہے:

وَ لِلّٰهِ فِي كُلِّ تَسْكِينِهٖ وَ تَحْرِيكِهٖ أَبَدًا شَاهِدُ

"ہر سکون اور ہر حرکت اللہ پاک کی ذات پر مستقل گواہ ہے۔" (عبدالعلیم رحمہ اللہ)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[وَ مِنْ آيَاتِهِ ......] ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی کمال حکمت، کمال قدرت اور کمال رحمت پر دلالت کر رہی ہے۔ سورج اس کی ایک آیت (نشانی) ہے۔ جو روزِ اول سے کمال نظم اور ایک عجیب ترتیب سے طلوع ہو رہا ہے اور دنیا کے اختتام تک وہ اپنا یہی فعل انجام دیتا رہے گا۔ وہ ٹھیک اپنے مقررہ راستے پر چل رہا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ ﴾ ''اور سورج اپنے ایک مقررہ راستے پر چل رہا ہے، یہ اس کا مقرر کردہ اندازہ ہے جو سب پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے۔'' [1]

اپنے حجم اور اثرات کے اعتبار سے یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نشانی ہے۔ اس کا حجم بہت بڑا ہے۔ جسموں، درختوں، دریاؤں اور سمندروں وغیرہ میں اس کے اثرات سے عظیم منافع حاصل ہو رہے ہیں۔ یہ بات قابلِ غور ہے کہ سورج ہم سے کس قدر دور ہے، اس کے باوجود ہمیں سخت گرمی محسوس ہوتی ہے۔ پھر غور فرمائیے کہ اس کی زبردست روشنی سے لوگوں کو کس قدر وافر مال و متاع حاصل ہو رہا ہے، اس کی موجودگی میں لوگ دوسری تمام روشنیوں سے بے نیاز ہو جاتے ہیں۔

الغرض اس سے لوگوں کی لاتعداد مصلحتیں اور مالی فوائد وابستہ ہیں۔ اور یہ ان نشانیوں میں سے ہے جس کے لامحدود فوائد میں سے ہمیں بہت کم فوائد سے آگاہی ہوئی ہے۔

اسی طرح چاند بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہر رات کی ایک الگ منزل مقرر فرما رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝ ﴾ ''اور چاند کی ہم نے منزلیں مقرر کر رکھی ہیں حتیٰ کہ وہ کھجور کی پرانی ٹہنی کی طرح ہو کے رہ جاتا ہے۔'' [2]

چاند ابتدا میں مطلع پر بہت چھوٹا سا ظاہر ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ بڑا ہوتا جاتا ہے اور

---

[1] یٰسٓ 36:38. [2] یٰسٓ 36:39.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چودھویں رات کے بعد پھر چھوٹا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔① اس لحاظ سے اُسے انسان سے مشابہت حاصل ہے جس طرح انسان پہلے انتہائی کمزور حالت میں پیدا ہوتا ہے، پھر آہستہ آہستہ جوان ہوتا جاتا ہے، پھر اضمحلال کا شکار ہو کر دوسری مرتبہ کمزور ہو جاتا ہے۔

[وَالدَّلِیلُ] اس بات کی دلیل کہ رات اور دن، چاند اور سورج اللہ عزوجل کی نشانیاں ہیں، اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَمِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝﴾② یعنی ایسی علامات جو اپنے مدلول (اللہ تعالیٰ کی ذات) پر واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے اور وہی مدبر کائنات ہے اور وہ کس طرح رات اور دن میں، سورج اور چاند میں تغیر اور تبدل کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں انسانوں کے لیے کس قدر فوائد اور مصلحتیں پنہاں کر رکھی ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں لوگوں کو سورج اور چاند کو سجدہ کرنے سے منع فرما دیا ہے کہ ان کے عظیم فوائد اور کثیر منافع کو دیکھ کر کہیں انسان بھٹک نہ جائیں اور ان اجرام فلکی کو عبادت کا مستحق نہ سمجھ لیں، اس لیے کہ یہ بھی مخلوق ہیں۔ عبادت کا حقدار صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو ان کا بھی خالق ہے۔

[وَ قَوْلُهٗ] یعنی اس امر کی دلیل کہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے، یہ آیت کریمہ ہے: ﴿ اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ...... ﴾ ''یقیناً تمھارا رب اللہ ہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا......''③

① اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے چاند کا یوں بڑھنا اور گھٹنا عالم اسباب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مظہر چاند پر زمین کا سایہ پڑنے سے وجود میں آتا ہے اور سورج کے آگے ان دونوں کی دوری حرکت کے باعث چاند کا روشن حصہ بتدریج بڑا ہوتا چلا جاتا ہے حتی کہ چودھویں رات کو پورا چاند روشن نظر آتا ہے، پھر روشن حصہ کم ہوتے ہوتے انتیسویں رات کو بالکل ختم ہو جاتا ہے اور غائب ہو جاتا ہے۔

② حٰمٓ السجدة 37:41. ③ الأعراف 54:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ان مخلوقات کی پیدائش میں اللہ تعالیٰ کی کئی نشانیاں ہیں:

① اللہ تعالیٰ نے ان عظیم مخلوقات کو چھ دنوں میں پیدا کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو انھیں ایک لمحے میں پیدا فرما دیتا لیکن اپنی حکمتِ بالغہ سے اس نے مسببات کو اسباب کے ساتھ مربوط کر دیا ہے۔

② اللہ تعالیٰ اپنے عرش عظیم پر اپنی عظمت و جلالت کے ساتھ اس طرح جلوہ افروز ہے جیسے اس کی شان کے لائق ہے اور یہ اس کی کمال بادشاہت اور کمال ملکیت کی دلیل ہے۔

③ وہ رات کو دن پر ڈھانپتا ہے، یعنی وہ رات کو دن کا پردہ بنا دیتا ہے جس سے اس کی روشنی یوں چھپ جاتی ہے جس طرح سائبان دھوپ کے آگے رُکاوٹ بن جاتا ہے۔

④ سورج، چاند اور ستارے اللہ ہی کے حکم کے تابع ہیں اور انسانوں کی مصلحت کے پیشِ نظر وہ جس طرح چاہتا ہے انھیں حکم دیتا ہے۔

⑤ اس کی مملکت اور سلطنت تمام کائنات کا احاطہ کیے ہوئے ہے کیونکہ سب چیزوں کو اُسی نے پیدا فرمایا ہے اور سب پر اسی کا حکم لاگو ہے کسی دوسرے کا نہیں۔

⑥ تمام جہانوں کے لیے اس کی ربوبیت عام ہے۔

وَالرَّبُّ هُوَ الْمَعْبُودُ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۝﴾ (البقرة 22,21:2) قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالَى: «اَلْخَالِقُ لِهٰذِهِ الْأَشْيَاءِ هُوَ الْمُسْتَحِقُّ لِلْعِبَادَةِ»

رب وہ ہے جس کی بندگی کی جاتی ہے، اس کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: ''اے لوگو! بندگی اختیار کرو اپنے رب کی جو خالق ہے تمھارا اور ان لوگوں کا جو تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے تھے تاکہ تمھیں تقویٰ حاصل ہو۔ وہی تو ہے جس نے تمھارے لیے زمین کا فرش بچھایا اور آسمان کی چھت بنائی اور اوپر سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمھارے لیے رزق بہم پہنچایا۔ لہٰذا تم اللہ کے شریک نہ ٹھہراؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔" امام ابن کثیر رحمہ اللہ [1] فرماتے ہیں: ان اشیاء کا پیدا کرنے والا ہی عبادت کا مستحق ہے۔

جو رب ہے وہی مستحقِ عبادت ہے

[وَالرَّبُّ هُوَ الْمَعْبُودُ] مؤلف رحمہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں: ﴿إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ﴾ "بے شک تمھارا رب وہ اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر وہ عرش پر مستوی ہو گیا۔ وہ دن کو رات سے اس طرح ڈھانپتا ہے کہ وہ (رات) جلدی سے اس (دن) کو آلیتی ہے اور اس نے سورج، چاند اور تارے اس طرح پیدا کیے کہ وہ سب اس (اللہ) کے حکم کے پابند کر دیے گئے ہیں۔ آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے، اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔" [2]

الغرض جو پروردگار ہے وہی معبود ہے، یعنی وہی اس بات کا حقدار ہے کہ اس کی بندگی

[1] حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن عمر القرشی الدمشقی رحمہ اللہ جو تفسیر ابن کثیر اور تاریخ ابن کثیر (البدایہ والنہایہ) کے مؤلف ہیں۔ آپ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں۔ آپ نے 774ھ میں وفات پائی۔

[2] الأعراف 54:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے۔ اس کے معنی یہ نہیں جس کی بھی عبادت کی جا رہی ہے وہ رب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی پرستش کی جا رہی ہے اور ان کی پوجا کرنے والوں نے انھیں جو رب بنایا ہوا ہے وہ رب نہیں ہیں۔ رب تو وہ ہے جو خالق، مالک اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے۔

[وَالدَّلِيلُ] اس امر کی دلیل کہ رب ہی عبادت کا مستحق ہے۔

[﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ﴾] سب لوگوں کو مخاطب کر کے ندا کی جا رہی ہے اور انھیں حکم دیا جا رہا ہے کہ وہ اللہ وحدہ لا شریک ہی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا مدمقابل نہ بنائیں۔ اس سے یہ وضاحت ہو رہی ہے کہ وہ اس لیے عبادت کا مستحق ہے کہ وہ اکیلا ہی خالق ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

[﴿الَّذِي خَلَقَكُمْ﴾] ﴿رَبَّكُمُ﴾ کی صفت کاشفہ ہے (وہ صفت ہے جو موصوف کی مزید وضاحت کے لیے لائی جاتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عبادت کا جو حکم دیا جا رہا ہے اس کی علت بھی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت اس لیے کرو کہ اس نے تم کو اور تمھارے پہلے باپ داداؤں کو پیدا کیا ہے۔ اس کے رب اور خالق ہونے کی وجہ سے لازم آتا ہے کہ تم اسی کی بندگی کرو۔ اسی بنیاد پر ہم کہتے ہیں: وہ شخص جو اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کا رب ہے، اسے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنی پڑے گی ورنہ اس کا قول اس کے عمل کے خلاف ٹھہرے گا۔

[﴿تَتَّقُونَ﴾] تاکہ تمھیں تقویٰ (ہر طرح کا بچاؤ اور تحفظ) حاصل ہو۔ تقویٰ کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اتباع اور نواہی سے اجتناب کر کے اس کے عذاب سے بچنے کی کوشش کرنا۔

[فِرَاشًا] زمین کو فرش (بچھونا) بنایا ہے۔ ہم بغیر کسی تکان و مشقت کے اس سے فائدے اٹھا رہے ہیں۔

[بِنَاءً] ہمارے اوپر آسمان کی چھت بنا دی ہے کیونکہ بلند آسمان زمین والوں کے لیے ایک طرح کی محفوظ چھت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَجَعَلْنَا السَّمَاءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ﴾ ''اور ہم نے آسمان کو محفوظ چھت بنا دیا، مگر یہ ہیں کہ کائنات کی نشانیوں کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے۔''①

[﴿مَآءً﴾] اوپر بادلوں سے پاک پانی برسایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿لَكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ﴾ ''اسی سے تمھارا پینا ہے اور اسی سے درخت (اگتے) ہیں جن میں تم (جانور) چراتے ہو۔''②

[﴿رِزْقًا لَّكُمْ﴾] اور یہ پیداوار تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، جیسا کہ دوسری آیت کریمہ میں فرمایا: ﴿مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِاَنْعَامِكُمْ﴾ ''(یہ سب) تمھارے اور تمھارے مویشیوں کے فائدے کے لیے ہیں۔''③

[﴿فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا﴾] وہ اللہ جس نے تم کو اور تمھارے آباء و اجداد کو پیدا کیا ہے، تمھارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنا دیا ہے، آسمان سے پانی اتارا اور اس کے ذریعے سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمھارے لیے رزق بہم پہنچایا ہے، لہٰذا تم کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے مدمقابل نہ ٹھہراؤ کہ تم اس کی اس طرح عبادت کرو جس طرح اللہ کی عبادت کی جاتی ہے اور اس سے اس طرح محبت کرو جس طرح اللہ سے محبت کی جاتی ہے کیونکہ یہ بات عقلاً اور شرعاً ہرگز مناسب نہیں۔

[﴿تَعْلَمُوْنَ﴾] تم جانتے ہو کہ اس کا کوئی شریک اور مدمقابل نہیں ہے۔ خلق، رزق اور تدبیرِ امور سب کچھ اُسی کے قبضۂ اختیار میں ہے، لہٰذا کسی کو اس کی عبادت میں شریک نہ ٹھہراؤ۔

وَأَنْوَاعُ الْعِبَادَةِ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا: مِثْلُ الْإِسْلَامِ، وَالْإِيمَانِ، وَالْإِحْسَانِ، وَمِنْهُ الدُّعَاءُ، وَالْخَوْفُ، وَالرَّجَاءُ، وَالتَّوَكُّلُ، وَالرَّغْبَةُ، وَالرَّهْبَةُ، وَالْخُشُوعُ، وَالْخَشْيَةُ، وَالْإِنَابَةُ، وَالِاسْتِعَانَةُ، وَالِاسْتِعَاذَةُ، وَالِاسْتِغَاثَةُ،

① الأنبيآء 32:21. ② النحل 10:16. ③ النّٰزعٰت 33:79.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالذَّبْحُ، وَالنَّذْرُ، وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ الَّتِي أَمَرَ اللّٰهُ بِهَا، كُلُّهَا لِلّٰهِ تَعَالٰى، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ (الجن 72:18) فَمَنْ صَرَفَ مِنْهَا شَيْئًا لِغَيْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مُشْرِكٌ كَافِرٌ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ (المؤمنون 23:117)

اللہ تعالیٰ نے جن عبادات کا حکم دیا ہے ان کی سب انواع، جیسے: اسلام، ایمان، احسان، دعا، خوف، امید، توکل، رغبت، رہبت (ڈر)، خشوع، خشیت، انابت، استعانت، استعاذہ، استغاثہ، قربانی اور نذر وغیرہ اللہ پاک ہی کے لیے خاص ہیں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ”اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔“ اگر کوئی شخص ان عبادات کا رخ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف پھیرے گا تو وہ مشرک اور کافر ہوگا۔ اس کی دلیل اللہ پاک کا یہ فرمان ہے: ”اور جو کوئی اللہ کے سوا کسی اور کو پکارے جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے، ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پا سکتے۔“

عبادت کی اقسام

[وَأَنْوَاعُ الْعِبَادَةِ......] مؤلف رحمہ اللہ نے جب یہ بات بیان فرمائی کہ ہم پر واجب ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں تو اس کے بعد انھوں نے عبادت کی انواع و اقسام کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: جیسے: (1) اسلام (2) ایمان (3) احسان۔

اسلام، ایمان اور احسان یہ تینوں دین ہیں۔ ان کا ذکر اس مشہور حدیثِ جبریل میں ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جسے امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں بیان کیا ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ. فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ، وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَيُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ» قَالَ: صَدَقْتَ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ؟ قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: «مَا الْمَسْؤُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ» قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ؟» قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرَئِيلُ، أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ» ”ایک دن ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک ایک آدمی ہمارے پاس آیا۔ اس نے نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اس کے بال بالکل سیاہ تھے۔ اس پر سفر کا کوئی نشان نظر نہیں آتا تھا۔ ہم میں سے کوئی اسے نہیں جانتا تھا۔ مجلس میں آکر وہ نبی اکرم ﷺ کے گھٹنوں سے اپنے گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا، اپنے ہاتھ آپ ﷺ کی رانوں پر رکھ لیے (اور مؤدبانہ انداز میں مسائل پوچھنا شروع کر دیے۔) وہ کہنے لگا: اے محمد! مجھے اسلام کے بارے میں بتائیے کہ یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز پڑھے، زکاۃ دے، روزے رکھے اور حج بیت اللہ کرے اگر تجھے اس کی طاقت ہو۔" اس شخص نے کہا: آپ نے درست فرمایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ ایک طرف تو وہ سوال کر رہا ہے اور دوسری طرف یہ بھی کہہ رہا ہے کہ آپ نے درست فرمایا۔ پھر اس نے کہا: مجھے یہ بتائیے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر ایمان لائے اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان رکھے۔" اس نے کہا: آپ درست فرماتے ہیں۔ پھر وہ بولا: مجھے احسان کا مطلب سمجھائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "احسان (خالص عبادت) یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کی اس طرح بندگی کرے گویا تو اسے دیکھ رہا ہے، پس اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔"

اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "اس کے بارے میں مسئول (جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سائل (سوال کرنے والے) سے زیادہ نہیں جانتا۔" اس نے کہا: تو قیامت کی نشانیاں ہی بتا دیجیے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: "لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور جب تم دیکھو ننگے پاؤں رہنے والے، ننگے بدن رہنے والے، محتاج و قلاش، بکریوں کے چرواہے عمارتیں اور پلازے بنانے میں ایک دوسرے پر فخر جتلانے لگے ہیں (ایسے وقت میں قیامت کو قریب سمجھو۔") حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کے بعد وہ شخص چلا گیا، کچھ دیر کے بعد آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے دریافت فرمایا: "عمر! تم اس شخص کو پہچانتے ہو جو مجھ سے سوالات پوچھ رہا تھا؟" میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "وہ جبرئیل علیہ السلام تھے اور تمھیں تمھارا دین سکھلانے آئے تھے۔" [1]

اس حدیث شریف میں مذکور سب باتوں کو آپ ﷺ نے دین قرار دیا ہے اس لیے کہ

---

[1] صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام......، حدیث: 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سب باتیں سارے دین پر محیط ہیں۔

[لِلّٰهِ تَعَالٰی] عبادت کی یہ اور بقیہ تمام اقسام اکیلے اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں جس کا کوئی شریک نہیں، ان میں سے کوئی ایک قسم بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے جائز نہیں۔

[﴿ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا ﴾] مؤلف رحمہ اللہ نے عبادت کی اقسام میں سے چند ایک بیان فرمائی ہیں اور یہ بھی وضاحت کی ہے کہ جس نے عبادت کی کسی ایک قسم کو بھی اللہ کے سوا کسی اور کے لیے کیا تو وہ مشرک اور کافر ہے اور اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیش کیا ہے:
﴿ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ ''اور یہ کہ مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، لہٰذا (ان میں) اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''①

اسی طرح اس کی دلیل میں یہ آیت کریمہ پیش کی ہے: ﴿ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ''اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے، جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں، تو یقیناً اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے۔ بے شک کافر فلاح نہیں پائیں گے۔''②

پہلی آیت کریمہ اس طرح دلیل بنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مساجد (جو سجدہ کرنے کی جگہیں ہیں) کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ اللہ ہی کے لیے ہیں اور پھر فرمایا کہ ﴿ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴾ ''لہٰذا اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔''③

یعنی اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہ کرو مبادا تم اسے سجدہ ہی کرنے لگو۔

دوسری آیت میں وجہ دلالت اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ جو اللہ کے سوا کسی اور کو اس کے ساتھ پکارے گا، وہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ''بے شک کافر فلاح نہیں پائیں گے۔''④

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ﴾ ''جس کی اس کے پاس کوئی دلیل نہیں''

① الجن 18:72. ② المؤمنون 117:23. ③ الجن 18:72. ④ المؤمنون 117:23.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا متعدد معبود ہونے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ ﴿لَا بُرْهَانَ لَهُ بِهِ﴾ صفت کاشفہ ہے جو وضاحت کے لیے لائی جاتی ہے۔ یہ صفت مقیدہ نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس پر کوئی دلیل موجود ہو وہ معبود ہوسکتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے لیے الوہیت کی دلیل ممکن ہی نہیں۔

وَفِي الْحَدِيثِ: «اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ» وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ (المؤمن 60:40)

حدیث شریف میں ہے: ''دعا عبادت کی روح (مغز) ہے۔'' اس کی تائید اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے: ''اور تمھارے رب نے کہا ہے: مجھے پکارو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔''

④ دعا اور اس کی اقسام

اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ] مؤلف رحمہ اللہ نے عبادت کی جو اقسام بیان کی ہیں، ان میں سے پہلے دعا کے دلائل کا آغاز کر رہے ہیں۔ (اور عبادت کی پہلی تین قسموں:) اسلام، ایمان اور احسان کے دلائل آگے بیان فرمائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: «اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ» ''دعا عبادت کی روح ہے۔''[1]

اور آیت کریمہ: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ﴾ ''اور تمھارے رب نے فرمایا ہے: مجھے پکارو میں

[1] [ضعيف] جامع الترمذي، الدعوات، باب الدعاء مخ العبادة، حديث:3371.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھاری دعائیں قبول کروں گا، بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں. وہ عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔‘‘ ①

آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ دعا عبادت ہے ورنہ یہ کہنا صحیح نہ ہوتا: اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿﴾ ’’بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل وخوار ہوکر جہنم میں داخل ہوں گے۔‘‘ ②

اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو پکارتا ہے، چاہے وہ زندہ ہو یا مُردہ اور اس سے ایسی چیز طلب کرتا ہے جس پر صرف اللہ تعالیٰ کا اختیار ہے تو ایسا شخص کافر اور مشرک ہے۔ البتہ زندہ شخص کو اگر کوئی ایسا کام کہے جس پر وہ قدرت رکھتا ہے، مثلاً: اے فلاں! مجھے کھانا کھلاؤ، یا اے فلاں! مجھے پانی پلاؤ تو اس پر ایسا کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا اور نہ اسے گناہ یا حرام کہا جاسکتا ہے۔ لیکن ایسا ہی کام اگر کسی غائب کا نام لے کر یا کسی فوت شدہ سے مخاطب ہوکر کہے گا تو اس کے مشرک ہونے میں ہرگز کوئی شبہ نہیں ہوگا کیونکہ غائب یا فوت شدہ اس کام پر مطلق کوئی قدرت نہیں رکھتا۔ اسے پکارنا اور اس سے مدد طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ پکارنے والا سمجھتا ہے کہ کائنات میں پکارے جانے والے کو تصرف حاصل ہے، لہٰذا وہ مشرک ہوگا۔

دعا کی قسمیں

دعا کی دو قسمیں ہیں: ① کسی سوال کے لیے پکارنا۔ ② عبادت کے لیے پکارنا۔

سوال کے لیے کسی کو پکارنے کا مطلب اس سے اپنی حاجات طلب کرنا ہے۔ اگر بندہ اپنے رب سے اپنی حاجات طلب کررہا ہے تو یہ رب تعالیٰ کی عبادت ہے کیونکہ پکارنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے عجز اور محتاجی کے اظہار و اقرار کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کو قادر و کریم

① المؤمن 60:40. ② المؤمن 60:40.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور وسیع فضل و رحمت والا سمجھتا ہے۔ البتہ کوئی شخص مخلوق میں سے کسی سے ایسا کرتا ہے اور وہ اس کے سوال کو سننے اور اس کی حالت براری کی صلاحیت رکھتا ہے جیسے کوئی شخص کہے: مجھے کھانا کھلاؤ یا مجھے پانی پلاؤ تو یہ شرک نہیں ہوگا۔

دعائے عبادت: اس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کو اس سے ثواب کی طلب اور اس کی سزا اور پکڑ سے بچنے کے لیے بطور عبادت پکارنا۔ ایسا پکارنا صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خاص ہے، کسی دوسرے کو اس نیت سے پکارنا صریحاً شرک اکبر ہے۔ ایسا شخص ملت اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے بطور وعید فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾ ”بلاشبہ جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔“[1]

وَدَلِيلُ الْخَوْفِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ﴾ (آل عمران 175:3)

صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ڈرنا چاہیے۔ اس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”انسانوں سے نہ ڈرنا اور مجھ ہی سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو“

(5) خوف اور اس کی اقسام

الْخَوْفُ | خوف ایسا خطرہ ہے جس میں ہلاکت، نقصان یا کسی طرح کی ایذا پہنچنے کا احتمال ہو۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے دوستوں سے خوف رکھنے سے منع کرتے ہوئے صرف اپنا ہی خوف رکھنے کا حکم دیا ہے۔

خوف کی قسمیں: خوف کی تین قسمیں ہیں:

[1] المؤمن 60:40.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① طبعی خوف: جیسے انسان کا کسی درندے سے، آگ میں جلنے سے یا پانی میں ڈوبنے سے ڈرنا۔ ایسے خوف کی وجہ سے انسان قابل ملامت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا: ﴿فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِينَةِ خَائِفًا يَتَرَقَّبُ﴾ ''پھر موسیٰ نے شہر میں ڈرتے ڈرتے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے صبح کی۔''①

لیکن اگر ایسے خوف سے کسی واجب امر کا ترک یا کسی حرام فعل کا ارتکاب لازم آتا ہو تو ایسا خوف رکھنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ''پس تم ان سے نہ ڈرو اور صرف مجھ سے ڈرو اگر تم مومن ہو۔''②

اللہ کا خوف دو طرح سے ہے۔ ایک خوف قابل تعریف ہے اور دوسرا ناقابل تعریف۔ ایسا خوف جس کی وجہ سے انسان اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور معصیت سے بچ جائے اور نیکی کی طرف مائل ہو، پھر اسے قلبی سکون اور دلی راحت نصیب ہو، یقیناً ایسا خوف قابل تعریف ہے۔ اور وہ خوف جس سے انسان اللہ کی رحمت سے بالکل مایوس اور ناامید ہو کر غلط راستے پر چل نکلے اور یہ سمجھ لے کہ بس اب اللہ تعالیٰ تو مجھے معاف ہی نہیں کرے گا، پھر میں کیوں نہ دل کھول کر گناہ کر لوں، یقیناً ایسا خوف مذموم ہے۔

② خوفِ عبادت: خوف کی دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کا خوف اور ڈر رکھتے ہوئے، اس کی عبادت کرے ایسا خوف صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہونا چاہیے۔ کسی دوسرے سے ایسا خوف رکھنا شرک اکبر ہے۔

③ سِرّی خوف: پوشیدہ طور پر کسی کا ڈر رکھنا، مثلاً: انسان کسی صاحب قبر یا کسی ولی سے، جو دور رہتا ہے، پوشیدہ طور پر اس کا ڈر رکھے کہ کہیں وہ مجھے کوئی نقصان نہ پہنچا دے۔ علماء نے اسے بھی شرک قرار دیا ہے۔

① القصص 18:28. ② آل عمران 175:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَدَلِيلُ الرَّجَاءِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکہف 18:110)

اور اللہ پاک ہی سے امید قائم رکھنی چاہیے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ عالی ہے: ''پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کے ساتھ بندگی میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔''

⑥ امید و رجا

الرَّجاء | قریب الحصول چیز کی طمع رکھنے کو امید و رجا کہتے ہیں۔ اور بعید الحصول چیز کی طمع رکھنے کو بھی امید کہہ دیتے ہیں، یعنی بعید کو قریب کا درجہ دے دیتے ہیں۔

ایسی امید جو عجز و انکسار، تذلل اور خضوع کے ساتھ ہو، صرف اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنی چاہیے۔ کسی دوسرے سے امید رکھنا بعض صورتوں میں شرک اصغر ہے اور بعض صورتوں میں شرک اکبر۔ اور یہ بات امید رکھنے والے کی قلبی حالت پر منحصر ہے۔ اس کی دلیل میں مؤلف رحمہ اللہ نے یہ آیت کریمہ پیش کی ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا﴾ ''پھر جو شخص اپنے رب سے ملاقات کی امید رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔''[1]

جان لیجیے کہ قابل تعریف امید وہ ہے جس کا حامل اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرماں برداری کے عمل کرتا ہے اور ان کے ثواب کی امید رکھتا ہے۔ یا وہ شخص اللہ کی نافرمانی سے توبہ کرتے ہوئے اپنی توبہ قبول ہونے کی امید رکھتا ہے۔ لیکن کسی طرح کے اچھے عمل کے بغیر کوئی امید

[1] الکہف 18:110.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھنا محض دھوکا اور قابل مذمت آرزو ہے۔

وَدَلِيلُ التَّوَكُّلِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (المآئدۃ 5:23) وَقَالَ: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق 65:3)

صرف اللہ ہی پر توکل کرنا چاہیے، اللہ پاک کا فرمان ہے: ''اور اللہ ہی پر بھروسا رکھو اگر تم مومن ہو۔'' نیز فرمایا: ''اور جو اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔''

(7) توکل اور اس کی اقسام

| التَّوَكُّلِ | توکل کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا اور اعتماد کرنا۔ نفع کے حصول اور نقصان سے محفوظ رہنے کے لیے صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا کامل ایمان کی علامات میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ ''اور اللہ ہی پر بھروسا رکھو اگر تم مومن ہو۔''[1]

جب انسان اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد اور مکمل بھروسا رکھنے میں صادق ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بہت سے رنج وغم اور تفکرات سے محفوظ رکھتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ ''اور جو شخص اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہوگا۔''[2]

اور پھر اللہ پر توکل کرنے والے کے دل کو مطمئن کرنے کے لیے فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ اپنا کام پورا کرکے رہتا ہے (اسے کوئی عاجز نہیں کرسکتا۔)''[3]

---

(1) المآئدۃ 5:23. (2) الطلاق 65:3. (3) الطلاق 65:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

توکل کی اقسام: توکل کی کئی اقسام ہیں:

① **اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کرنا:** یہ کامل ایمان کی علامات میں سے ہے۔ ایسا توکل کرنا شرطِ لازم ہے، اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ دلیل اوپر بیان ہو چکی ہے۔

② **مخفی توکل:** نفع حاصل کرنے یا نقصان سے محفوظ رہنے کے لیے کسی فوت شدہ پر توکل اور اعتماد کرنا۔ ایسا توکل شرکِ اکبر ہے کیونکہ ایسا توکل کرنے والا عقیدہ رکھتا ہے کہ فوت شدہ کو دنیا میں مخفی طور پر تصرف کرنے، نفع پہنچانے اور نقصان سے بچانے کا اختیار حاصل ہے، یہی عقیدہ شرکِ اکبر ہے، چاہے وہ فوت شدہ (جس پر اس قسم کے توکل کا اظہار کیا جا رہا ہے) کوئی نبی ہو یا ولی، جن ہو یا طاغوت۔

③ کسی شخص کا اپنے آپ کو کم مرتبہ سمجھتے ہوئے کسی ایسے شخص پر توکل کرنا جو عالی مرتبت ہونے کی وجہ سے فی الواقع توکل کرنے والے کا کام کر سکتا ہو، مثلاً: کسی پر حصولِ روزگار کے معاملے میں بھروسا کر لینا تو یہ ایک طرح کا شرکِ اصغر ہے کیونکہ اس کے دل کا مضبوط تعلق اس کے ساتھ ہو چکا ہے اور اس نے اسی پر بھروسا کر لیا ہے۔ البتہ اگر وہ اسے ایک سبب سمجھ کر اس پر اعتماد کرے اور یہ سمجھے کہ اس کام کا ہونا اللہ نے اس کے ذریعے سے مقدر کر رکھا ہے، نیز جس پر اعتماد کیا جا رہا ہے اس کا اس کام میں کوئی عمل دخل بھی ہو تو ایسی صورت میں اس پر اعتماد کر لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

④ کسی ایسے کام میں دوسرے پر توکل کرنا جو کام انسان خود بھی کر سکتا ہے، کسی دوسرے کو اس کام کا اہل سمجھتے ہوئے اسے اپنا نائب اور وکیل مقرر کر لینا اور اس پر بھروسا کر لینا کہ وہ میرا سونپا ہوا کام احسن طریق سے انجام دے گا تو کتاب و سنت اور اجماع کی رو سے ایسا کرنا ممنوع نہیں ہے۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا: ﴿ يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ ﴾ ''اے میرے بیٹو! تم جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کو ڈھونڈو۔''[1]

---

[1] یوسف 87:12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ صدقات کی وصولی کے لیے عامل اور نگران مقرر فرمادیتے تھے۔ حدود کے نفاذ میں بھی آپ ﷺ دوسروں کو وکیل بنا لیتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کرنے اور ان کی کھالوں اور ان کے جھولوں (اونٹوں پر موجود گدی وغیرہ) کو صدقہ کردینے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل مقرر فرمایا تھا۔ آپ ﷺ نے اس موقع پر سو اونٹوں کی قربانی دی تھی۔ تریسٹھ (63) اونٹ اپنے دستِ مبارک سے ذبح کیے اور باقی سینتیس (37) اونٹ ذبح کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وکیل بنایا تھا۔

اجماعِ امت سے کسی کو کام سونپنے، وکیل بنانے یا نائب مقرر کرنے کے جواز کی دلیل بالکل عیاں ہے۔

وَ دَلِيلُ الرَّغْبَةِ وَالرَّهْبَةِ وَالْخُشُوعِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا ۖ وَكَانُوا لَنَا خَاشِعِينَ﴾ (الأنبیاء21:90)

اللہ تعالیٰ سے محبت و رغبت، رہبت (ڈر، خوف) اور اسی کے حضور خشوع (عجز و انکسار) اہلِ ایمان کی خاص خصوصیات ہیں، اس کی دلیل اللہ پاک کا یہ فرمان ہے: ''یہ لوگ نیکی کے کاموں میں دوڑ دھوپ کرتے تھے اور ہمیں رغبت اور خوف کے ساتھ پکارتے تھے۔ اور ہمارے لیے عاجزی کرنے والے تھے۔

⑧ رغبت، رہبت اور خشوع

[اَلرَّغْبَة] محبوب چیز کے حصول کا شوق ''رغبت'' کہلاتا ہے۔

[اَلرَّهْبَة] انسان کا کسی خوفناک چیز سے خوف کھاتے ہوئے دور بھاگنا 'رَهْبَتْ' سے موسوم ہوتا ہے۔

[اَلْخُشُوعِ] اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت کے سامنے عجز کا اظہار کرنا 'خشوع' کہلاتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کے تکوینی اور شرعی فیصلوں کو برضا و رغبت تسلیم کر لیتا ہے۔
فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّ رَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خٰشِعِيْنَ﴾ ''یقیناً وہ لوگ نیک کاموں کی طرف جلدی کرتے تھے اور ہمیں امید اور خوف سے پکارتے تھے اور ہمارے سامنے عجز کرنے والے تھے۔'' [1]

﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسٰرِعُوْنَ.....﴾ | اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کا حال بیان فرمایا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور اس سے ڈرتے ہوئے اس کے سامنے عجز کا اظہار کرتے ہیں۔ یَدْعُونَ میں جو دعا مانگنے اور پکارنے کا ذکر ہے وہ دعائے عبادت اور دعائے سوال دونوں کو محیط ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے اس میں رغبت رکھتے ہیں اور ثواب کی امید رکھتے ہیں جبکہ انھیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اپنے گناہوں پر پکڑ کا ڈر بھی ہے۔ ایک مومن شخص کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب کا ڈر رکھتے ہوئے زندگی گزارے، تاہم اطاعت گزاری والے کاموں میں امید کا پہلو غالب رکھے تاکہ انھیں دل کی خوشی سے انجام دے، ان کی قبولیت کی امید رکھے اور نافرمانی کے ارادے پر خوف کو غالب رکھے تاکہ اس معصیت سے دور رہے اور اس کی سزا سے بچے۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ انسان کو بیماری کی حالت میں رجا اور امید کو غالب رکھنا چاہیے کیونکہ بیمار ضعیف النفس اور درماندہ ہوتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی موت قریب آ چکی ہو اور وہ مر جائے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کا گمان اچھا ہونا چاہیے۔ ایسی صورت میں اس پر رحمت کی امید کا غلبہ ہونا چاہیے۔ اور صحت کی حالت میں اس پر خوف غالب ہونا چاہیے کیونکہ صحت و تندرستی میں انسان لمبی زندگی کی امید کے باعث غرور میں پڑ کر اعمالِ معصیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

[1] الأنبيآء 90:21.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض علماء کا کہنا ہے کہ انسان کے دل میں رجا اور خوف برابر برابر ہونا چاہیے تاکہ امید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بے خوف نہ ہو اور خوف کا غلبہ اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کر دے کیونکہ یہ دونوں باتیں انسان کی ہلاکت کا باعث ہیں۔

وَ دَلِيلُ الْخَشْيَةِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِي﴾ (البقرة 2:150)

خشیت کی دلیل اللہ پاک کے اس فرمان میں ہے: ''ان سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو۔''

(9) خشیت اور اس کی اقسام

[اَلْخَشْيَةُ] خشیت سے مراد کسی کی عظمت و جلالت اور کامل غلبے کا علم رکھتے ہوئے اس سے ڈرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَٰٓؤُا﴾ ''اللہ سے اس کے وہی بندے ڈرتے ہیں جو علم رکھتے ہیں۔''[1]

یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی کمال سلطنت کا علم رکھنے والے لوگ ہی اس سے ڈرتے ہیں۔

خشیت کا مفہوم خوف کے مفہوم سے خاص ہے۔ دونوں کا باہمی فرق اس مثال سے واضح ہو جاتا ہے کہ تو ایک شخص سے ڈرتا ہے لیکن تجھے اس بات کا کوئی علم نہیں کہ وہ تجھ پر قدرت رکھتا ہے یا نہیں تو یہ خوف ہے۔ اور جب تو کسی سے ڈرے اور تجھے علم بھی ہو کہ وہ تجھ پر قادر ہے تو یہ خشیت ہے۔

خشیت کے احکام کی تقسیم میں وہی باتیں کہی گئی ہیں جو خوف کے احکام کی تقسیم میں گزر چکی ہیں۔

[1] فاطر 28:35.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ دَلِيلُ الْإِنَابَةِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ﴾ (الزمر 54:39)

انابت کی دلیل اس آیت کریمہ سے واضح ہے: ''اور تم اپنے رب کی طرف پلٹ آؤ اور اُسی کے مطیع ہو جاؤ۔''

⑩ انابت

[اَلْإِنَابَة] انابت کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے کام کرتے ہوئے اور اس کی نافرمانی سے اجتناب کرتے ہوئے اس کی طرف رجوع کرنا۔ مفہوم کے اعتبار سے یہ لفظ توبہ کے قریب قریب ہے لیکن انابت کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر اعتماد رکھنا اور اس کے آگے محتاج ہونا شامل ہے۔ انابت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ﴾ ''اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے مطیع ہو جاؤ۔''①

﴿ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ ﴾ ''اور اس کے مطیع ہو جاؤ'' سے مراد اللہ تعالیٰ کے شرعی احکامات کو مان لینا ہے کیونکہ استسلام (قبول کر لینا، مطیع ہو جانا) دو طرح کا ہوتا ہے:

① امور تکوینی میں مطیع ہونا: یعنی اللہ تعالیٰ کی ان احکام میں فرمانبرداری کرنا جو کونی، یعنی فطری امور سے متعلق ہیں اور یہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی ہیں ان سب کے لیے عام ہے، خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، نیک ہوں یا بد۔ اور کسی کے لیے بھی اللہ کے ان احکام سے روگردانی کرنا ممکن نہیں۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝ ﴾ ''حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے، وہ چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اللہ کا فرماں بردار ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ

① الزمر 54:39.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر جاتا ہے۔''①

② شرعی طور پر مطیع ہونا: یعنی اللہ تعالیٰ کے شرعی احکام تسلیم کرنا۔ یہ اس شخص کے لیے خاص ہے جو انبیاء اور رسولوں کی لائی ہوئی تعلیمات پر دل و جان سے عمل کرتا ہے۔ قرآن کریم میں اس مفہوم کی بہت سی آیات ہیں۔ ایک آیت یہ بھی ہے جو مؤلف رحمہ اللہ نے درج کی ہے۔

وَدَلِيلُ الاسْتِعَانَةِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾ (الفاتحة1:4)، وَفِي الْحَدِيثِ: «إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ»

استعانت کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔'' حدیث پاک میں ہے: ''جب تو مدد مانگے تو اللہ پاک سے مدد مانگ۔''②

⑪ استعانت اور اس کی اقسام

اَلْاسْتِعَانَة | استعانت کے معنی مدد طلب کرنا ہیں۔ اس کی بہت سی اقسام ہیں:

① اللہ سے مدد مانگنا: اس کا مطلب ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے کامل طور پر اپنے عجز و درماندگی کا اظہار کرے، اپنے تمام معاملات اسی کو سونپ دے اور اُسی کے کافی ہونے کا اعتقاد رکھے۔ یہ استعانت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ۝﴾ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔''③

آیت کریمہ میں مفعول کی ضمیر «إِيَّاكَ» کو مقدم لانے سے معنی میں تخصیص پیدا ہوگئی ہے کیونکہ جس زبان میں قرآن نازل ہوا، یعنی عربی زبان کا اصول ہے کہ کلام میں جس کلمے کا

① آل عمران3:83. ② جامع الترمذي، حديث:2516. ③ الفاتحة1:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقام بعد میں ہوا سے پہلے ذکر کردیا جائے تو کلام میں حصر اور تخصیص پیدا ہوجاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کی استعانت اگر کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کرے گا تو وہ مشرک ہوگا اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوجائے گا۔

② امرِ مقدور پر مخلوق سے مدد مانگنا: ایسی استعانت جو کسی مخلوق سے مانگی جائے اور وہ ایسی مدد کرنے کی قدرت رکھتا ہو تو وہ مدد مانگنے والے کی نیت کے مطابق ہوگی، اگر وہ جائز اور مباح کام میں مدد مانگ رہا ہے تو مدد مانگنے والے کے لیے مدد مانگنا اور مدد کرنے والے کے لیے مدد کرنا جائز اور صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ ''اور تم نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔''①

اگر کسی ناجائز کام کے لیے مدد مانگی جارہی ہے تو مدد مانگنے والے اور مدد کرنے والے دونوں کے لیے یہ عمل حرام اور ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ ''اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''②

اگر مدد طلب کرنے والا کسی مباح کام میں مدد طلب کررہا ہے تو اس کے لیے اور مدد کرنے والے کے لیے ایسا کرنا جائز ہے۔ اور مدد کرنے والے کو دوسروں کے ساتھ احسان کرنے والوں کی طرح اجر وثواب حاصل ہوگا۔ اس اعتبار سے اس کے لیے مدد کرنا جائز ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ ''اور تم نیکی کرو، یقیناً اللہ نیکی کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''③

③ امرِ غیر مقدور پر مخلوق سے مدد مانگنا: کسی زندہ اور حاضر شخص سے ایسے کام میں مدد مانگنا جس کی وہ قدرت نہیں رکھتا۔ ایسی استعانت بالکل بے کار ہے، مثلاً: کسی ضعیف شخص سے بھاری بوجھ اٹھوانے کے لیے مدد مانگنا۔

④ مطلق طور پر مُردوں سے مدد مانگنا یا زندوں سے کسی امر غائب پر مدد مانگنا جبکہ وہ

① المآئدة 2:5. ② المآئدة 2:5. ③ البقرة 195:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

براہِ راست اس پر قدرت نہ رکھتے ہوں تو ایسی مدد مانگنا شرک ہے کیونکہ ایسا انسان پوشیدہ طور پر کائنات میں ان کے تصرف کا اعتقاد رکھتا ہے۔

⑤ ایسے اعمال اور احوال کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا جو اسے پسند ہیں، چنانچہ یہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے بموجب جائز ہے: ﴿اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ ''تم صبر اور نماز کے ذریعے سے مدد طلب کرو۔''①

مؤلف رحمہ اللہ نے استعانت کی پہلی قسم کی دلیل میں یہ آیت کریمہ درج کی ہے: ﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ ''ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔''②

مؤلف رحمہ اللہ نے یہ حدیث بھی بطور دلیل درج کی ہے: «إِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ» ''اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔''③

> وَ دَلِيلُ الاِسْتِعَاذَةِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ (الفلق 1:113) وَ ﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ (الناس 1:114)
>
> استعاذہ کی دلیل اللہ پاک کا یہ فرمان ہے: ''کہو: میں پناہ مانگتا ہوں صبح کے رب کی۔'' پھر یوں بھی فرمایا: ''کہو: میں پناہ مانگتا ہوں انسانوں کے رب کی۔''

⑫ پناہ حاصل کرنا اور استعاذہ کی اقسام

اَلْاِسْتِعَاذَة | استعاذہ: عَوْذٌ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں: پناہ طلب کرنا اور پناہ کا مطلب کسی ناپسندیدہ اور مکروہ چیز سے بچانا ہے، لہٰذا جس سے پناہ مانگی جا رہی ہو پناہ حاصل کرنے والا اس کی پناہ میں آجاتا اور اسی کے دامن سے وابستہ ہوجاتا ہے۔ استعاذہ کی

① البقرة 153:2. ② الفاتحة 4:1. ③ جامع الترمذي، صفة القيامة، باب حديث حنظلة.....، حديث: 2516، ومسند أحمد: 293/1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند اقسام ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا: اس میں پناہ مانگنے والا اس بات کا کامل یقین رکھتا ہے کہ وہ ہر معمولی یا بڑے خطرے اور شر سے بچاؤ کے لیے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مدد کا محتاج ہے اور وہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے جو درپیش یا مستقبل میں پیش آمدہ خطرے یا کسی بھی انسان یا کسی اور مخلوق کے ہر قسم کے شر، آفت اور مصیبت سے اسے بچا سکتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی حمایت و کفایت کا پورا یقین رکھتے ہوئے اس کی پناہ کا طلبگار ہوتا ہے اور اُس کے حضور اپنی احتیاج پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝﴾ ”(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا۔ اور اندھیرے کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکیں مارنے والیوں (جادوگرنیوں اور جادوگروں) کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگے۔“①

نیز فرمایا: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝﴾ ”(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں انسانوں کے رب کی پناہ میں آتا ہوں، انسانوں کے بادشاہ کی، انسانوں کے معبود کی، اس وسوسہ ڈالنے والے پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے (برے خیالات) ڈالتا ہے، چاہے وہ جنوں میں سے ہو یا انسانوں میں سے۔“②

② اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے ذریعے پناہ مانگنا: مثلاً اس کے کلام، اس کی عظمت اور اس کی عزت اور دیگر صفات کے ساتھ پناہ مانگنا۔ ایسا استعاذہ بھی جائز اور درست ہے۔

① الفلق 113:1-5. ② الناس 114:1-6.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث شریف میں ہے: «أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ» ''میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعے ہر اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جسے اس نے پیدا کیا ہے۔''①

ایک اور حدیث شریف میں ہے: «أَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي» ''میں تیری عظمت کی پناہ پکڑتا ہوں، اس بات سے کہ میں اپنے نیچے سے بے خبری میں ہلاک کیا جاؤں۔''②

اور درد یا تکلیف میں آپ ﷺ یہ دُعا کرتے تھے: «أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَ قُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَ أُحَاذِرُ» ''میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی پناہ پکڑتا ہوں، اس تکلیف کے شر سے جو میں پا رہا ہوں اور جس سے بچنا چاہتا ہوں۔''③

اور آپ ﷺ یوں بھی پناہ مانگا کرتے تھے: «أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ» ''اے اللہ! میں تیری رضا کے ذریعے تیری ناراضی سے پناہ مانگتا ہوں۔''④

جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ ﴾ ''کہہ دیجیے: وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمھارے اوپر سے نازل کر دے۔''⑤

اس وقت آپ ﷺ نے معاً اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کیا: «أَعُوذُ بِوَجْهِكَ» ''میں تیرے چہرے کی پناہ پکڑتا ہوں۔''⑥

---

① صحیح مسلم، الذکر والدعاء، باب في التعوذ من سوء القضاء......، حدیث: 2708. ② سنن أبي داود، الأدب، باب مایقول إذا أصبح؟ حدیث: 5074، وسنن النسائي، الاستعاذة، باب الاستعاذة من الخسف، حدیث: 5531، و مسند أحمد: 25/2. ③ سنن أبي داود، الطب، باب کیف الرقی، حدیث: 3891، و سنن ابن ماجه، الطب، باب ما عوّذ به النبي ﷺ......، حدیث: 3522. ④ صحیح مسلم، الصلاة، باب مایقال في الرکوع والسجود؟ حدیث: 486. ⑤ الأنعام 65:6. ⑥ صحیح البخاري، التفسیر، باب ﴿ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَ...... ﴾، حدیث: 4628 و 7313.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

③ مُردوں یا غیر موجود زندوں سے ایسے امور میں پناہ طلب کرنا حرام اور شرک ہے جن پر وہ کوئی قدرت نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَّاَنَّهٗ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْاِنْسِ يَعُوْذُوْنَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوْهُمْ رَهَقًا ۝﴾ ''اور یہ کہ بے شک انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے کچھ لوگوں کی پناہ پکڑتے تھے تو انھوں نے ان (جنوں) کو سرکشی میں اور بڑھا دیا۔''①

④ مخلوق میں سے انسانوں یا مقامات (مثلاً: حرم شریف، قلعے، مورچے، غار اور دیگر حفاظتی ذرائع) یا دیگر ایسی چیزوں سے پناہ طلب کرنا جن سے پناہ ممکن ہے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فتنوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: «مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهِ» ''جو شخص ان فتنوں کی طرف جھانکے گا وہ اسے اپنی طرف کھینچ لیں گے اور جو کوئی ان فتنوں میں کوئی جائے پناہ یا جائے نجات پا لے تو وہ اُسی جگہ پناہ پکڑ لے۔''②

اس طرح کی پناہ لینے کو آپ ﷺ نے یوں بھی بیان فرمایا ہے: «فَمَنْ كَانَ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ» ''جس کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے پاس رہے۔''③

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے: بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی جسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا تو وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی پناہ حاصل کرنے کے لیے چلی گئی۔④

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ایک روایت میں آپ ﷺ کا فرمان اس طرح ہے: «يَعُوذُ

① الجن 6:72. ② صحیح البخاري، المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، حدیث: 3601 و 7081، وصحیح مسلم، الفتن، باب نزول الفتن كمواقع القطر، حدیث: 2886. ③ صحیح مسلم، الفتن، باب نزول الفتن......، حدیث: 2887. ④ صحیح مسلم، الحدود، باب قطع السارق الشريف وغيره......، حدیث: 1689. اس حدیث مبارک میں مزید بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر چوری کرنے والی فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی ہوتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔'' پھر اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَائِذٌ بِالْبَيْتِ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ» ''ایک پناہ لینے والا بیت اللہ میں پناہ لے گا اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا۔''①

اگر کوئی شخص کسی ظالم کے شر سے تحفظ کے لیے پناہ طلب کرے تو اسے پناہ دینا واجب ہے اور بقدر استطاعت اس کی مدد کرنا ضروری ہے، لیکن اگر کوئی کسی حرام کام کی غرض سے یا کسی واجب کام سے بھاگنے کے لیے پناہ لینا چاہے تو اسے پناہ دینا حرام ہے۔

وَدَلِيلُ الِاسْتِغَاثَةِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ (الأنفال 8:9)

استغاثہ کی دلیل اللہ پاک کا یہ فرمان ہے: ''(اور وہ موقع یاد کرو) جبکہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمھاری فریاد قبول کر لی۔''

⑬ استغاثہ اور اس کی اقسام

اَلِاسْتِغَاثَة | استغاثہ کے معنی ہیں: کسی سے مدد طلب کرنا اور فریاد کرنا، یعنی سختی، مصیبت اور ہلاکت سے نجات پانے کے لیے کسی کو پکارنا۔

استغاثہ کی اقسام: اس کی چند قسمیں ہیں:

① اللہ تعالیٰ سے فریاد کرنا: یہ افضل و اکمل اعمال میں سے ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ اور آپ کے صحابہ آڑے وقتوں میں اللہ تعالیٰ سے فریاد کرتے رہے اور ہمیشہ اسی سے مدد مانگتے رہے ہیں۔ شیخ رحمہ اللہ نے اس کی دلیل میں یہ آیت کریمہ درج کی ہے: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ ''(یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمھاری فریاد قبول کر لی (اور کہا) کہ

① صحیح مسلم، الفتن، باب الخسف بالجیش......، حدیث: 2882.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے شک میں ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ایک ہزار فرشتوں سے تمھاری مدد کروں گا۔''①

غزوۂ بدر میں جب نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ مشرک ایک ہزار ہیں اور آپ کے ساتھی تقریباً تین سو تیرہ ہیں تو آپ ﷺ اپنے چھپر میں تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ سے انتہائی انکسار اور زاری کے ساتھ دعا مانگنے لگے۔ اس وقت آپ ﷺ کا چہرۂ مبارک قبلے کی طرف تھا، دونوں ہاتھ اوپر اُٹھے ہوئے تھے اور آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حضور عرض کر رہے تھے: «اَللّٰهُمَّ! أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، ...... اَللّٰهُمَّ! إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الْإِسْلَامِ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ» ''اے اللہ! تو نے (اپنی نصرت کا) مجھ سے جو وعدہ کیا ہے، اسے پورا فرما۔ ...... اے اللہ! اگر تو نے اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' آپ ﷺ ہاتھ اُٹھائے اپنے رب سے مسلسل استغاثہ کرتے رہے حتی کہ آپ ﷺ کی چادر کندھوں سے نیچے گر گئی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چادر اٹھا کر آپ ﷺ کے کندھوں پر ڈالی اور آپ ﷺ سے چمٹ گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے نبی! بس کیجیے، اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ کیا ہے، وہ ضرور پورا فرمائے گا، تب اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت مبارکہ نازل فرمائی۔ اور فرشتوں کے ذریعے سے ان کی مدد فرمائی۔②

② مردوں سے یا غیر حاضر زندوں سے فریاد کرنا، جو مدد کی طاقت بھی نہیں رکھتے، شرک ہے کیونکہ وہی شخص ایسا کرتا ہے جس کا اعتقاد یہ ہے کہ انھیں پوشیدہ طور پر کائنات میں تصرف کا اختیار ہے۔ ایسا شخص گویا انھیں ربوبیت میں شریک مانتا اور حصہ دار ٹھہراتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ

① الأنفال 8:9. ② صحيح مسلم، الجهاد، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر......، حديث: 1763.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝﴾ ”(کیا یہ بت بہتر ہیں) یا وہ (اللہ) جو مجبور و لاچار کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے، اور وہ اس کی تکلیف دور کر دیتا ہے، اور وہ تمھیں زمین میں جانشین بناتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ کوئی (اور) معبود ہے؟ تم کم ہی نصیحت حاصل کرتے ہو۔“①

③ کسی موجود زندہ شخص سے، جو استطاعت بھی رکھتا ہے، فریاد اور استغاثہ جائز ہے، جیسا کہ ان سے استعانت (مدد مانگنا) جائز ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ شِیْعَتِهٖ عَلَى الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ ۙ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَیْهِ ۤ﴾ ”پھر اس نے جو اس کے اپنے گروہ میں سے تھا، موسیٰ سے اس شخص کے خلاف مدد مانگی جو اس کے دشمنوں میں سے تھا، چنانچہ موسیٰ نے اسے گھونسا مارا تو اس کا کام تمام کر دیا۔“②

④ کسی زندہ مگر استطاعت نہ رکھنے والے شخص سے اس اعتقاد کے ساتھ استغاثہ کرنا کہ اسے کوئی مخفی قوت حاصل نہیں ہے، جیسے کوئی غرق ہونے والا کسی ایسے شخص سے بچانے کی فریاد کرے جو حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ یہ نہایت لغو فریاد ہے اور جس سے فریاد کی جا رہی ہے اس سے مذاق کرنے کے مترادف ہے۔ یہ استغاثہ بھی دو وجوہ کی بنا پر جائز نہیں۔ ایک وجہ تو بیان ہو چکی کہ وہ اسے مذاق سمجھے گا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ خود تو غرق ہو رہا ہے مگر شاید کوئی دوسرا سننے والا شخص یہ سمجھ بیٹھے کہ اپنی حرکت پر اختیار نہ رکھنے والے اس شخص کو مخفی طور پر کوئی طاقت حاصل ہے جس کی وجہ سے وہ سختی اور مصیبت سے نجات دلا سکتا ہے، لہٰذا یہ بات انتہائی گمراہ کن اور باعث ہلاکت ہوگی۔

وَدَلِیْلُ الذَّبْحِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ لَا شَرِیْكَ لَهٗ﴾ (الأنعام 163,162:6) وَ مِنَ السُّنَّةِ:

① النمل 62:27. ② القصص 15:28.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ»

ذبح اور قربانی کی عبادت بھی صرف اللہ پاک ہی کے لیے ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''کہہ دیجیے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔'' حدیث شریف میں ہے: ''جس نے اللہ کے سوا کسی اور کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔'' ①

⑭ ذبح کرنا اور اس کی اقسام

[اَلذَّبح] ذبح کے معنی ہیں: ایک مخصوص طریقے سے خون بہا کر جسم سے روح کا تعلق ختم کر دینا۔ اور ذبح کئی ایک اسباب اور وجوہ کی بنا پر کیا جاتا ہے:

① ذبح کا عمل عبادت کے طور پر ہو کہ جس کے لیے ذبح کیا جا رہا ہے اس کی عبادت، تعظیم اور اس کا قرب حاصل کرنا مقصود ہو۔ ایسا کرنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے درست ہے اور وہ بھی اُسی طریقے سے جسے اس نے جائز قرار دیا ہے۔ کسی دوسرے کے لیے ذبح کرنا شرک اکبر ہے۔ اس کی دلیل میں شیخ رحمہ اللہ نے یہ آیت کریمہ درج کی ہے: ﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ﴾ ''کہہ دیجیے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔'' ②

② مہمان کی عزت افزائی یا ولیمے وغیرہ کے لیے جانور ذبح کرنا۔ ایسا کرنے کا حکم ہے بلکہ بعض صورتوں میں یہ واجب اور مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے: «مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

① صحیح مسلم، حدیث: 1978. ② الأنعام 6:162، 163.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ» ''جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔''①

اور آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: «أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ» ''ولیمہ کرو، خواہ بکری ذبح کرو۔''②

③ محض گوشت حاصل کرنے کے لیے یا تجارت وغیرہ کی غرض سے جانور ذبح کرنا۔ ایسا کرنا بھی جائز ہے کیونکہ اشیاء میں اصل اباحت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝﴾ ''کیا انھوں نے دیکھا نہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں سے جو چیزیں بنائیں ان میں یقیناً ہم نے ان کے چوپائے بھی پیدا کیے، پھر وہ ان کے مالک (بن گئے) ہیں؟ اور ہم نے انھیں ان کے تابع کر دیا، چنانچہ ان میں سے کچھ ان کی سواریاں ہیں، اور ان میں سے کچھ کو وہ کھاتے ہیں۔''③

کبھی ذبح کرنا مطلوب ہوتا ہے اور کبھی ممنوع کیونکہ دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس ذبح کا سبب کیا ہے اگر مطلوب ہے تو جائز ہے ورنہ منع ہے۔

وَدَلِيلُ النَّذْرِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ۝﴾ (الدهر 76:7)

نذر کا ماننا بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے جائز اور درست ہے۔ اللہ پاک کے سوا کسی کی نذر نہیں مانی جاسکتی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو نذر پوری کرتے ہیں

① صحيح البخاري، الأدب، باب من كان يؤمن بالله......، حديث: 6018، وصحيح مسلم، الإيمان، باب الحث على إكرام الجار......، حديث: 47. ② صحيح البخاري، البيوع، باب 1، حديث: 2048، وصحيح مسلم، النكاح، باب الصداق وجواز كونه......، حديث: 1427. ③ يٰس 36:71، 72.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوگی۔"

⑮ نذر ماننا

اَلنَّذْر: نذر عبادت میں شامل ہے۔ (اس لیے یہ اللہ ہی کے لیے مانی جا سکتی ہے) نذر کے عبادت میں شامل ہونے کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: ﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝﴾ "جو اپنی نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے خوف کھاتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوگی۔"[1]

﴿يُوفُونَ بِالنَّذْرِ﴾] وجہ دلالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نذر پوری کرنے والے بندوں کی تعریف فرمائی ہے، اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ عمل اللہ تعالیٰ کو محبوب ہے اور ہر وہ عمل جو اللہ کو محبوب ہے وہ عبادت ہے۔ اس کی تائید اس ارشادِ الٰہی سے بھی ہوتی ہے: ﴿وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۝﴾ "اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوگی۔"[2]

وہ نذر جسے پورا کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ خود تعریف و توصیف فرما رہا ہے، یہ اُن عبادات میں سے ایک ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے فرض قرار دیا ہے۔ تو جب کوئی انسان کوئی فرض عبادت شروع کر دے تو اُسے پورا کرنا اس کے لیے لازم ہو جاتا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ثُمَّ لْيَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْيُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ ۝﴾ "چاہیے کہ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور چاہیے کہ اپنی نذریں پوری کریں اور چاہیے کہ قدیم گھر (بیت اللہ) کا طواف کریں۔"[3]

نذر، جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کا کسی بھی چیز کو اپنے لیے لازمی قرار دے لینا یا غیر واجب امور میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو واجب اور لازمی قرار دے لینا، مثلاً: اضافی

[1] الدھر 7:76. [2] الدھر 7:76. [3] الحج 29:22.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوافل یا نفلی روزے، یہ نذر بہر حال مکروہ ہے۔ اور بعض علماء کے قول کے مطابق حرام ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے نذر ماننے سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے: «إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ» ''نذر کوئی خیر اور بھلائی نہیں لاتی، اس کے ذریعے سے بخیل سے مال نکالا جاتا ہے۔''①

اس کے باوجود اگر انسان اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی نذر مان لے تو اسے پورا کرنا اس کے لیے واجب ہے کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ» ''جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی نذر مانے اسے چاہیے کہ وہ اس کی اطاعت کرے۔''②

بہر حال عام طور پر نذر کا اطلاق فرض عبادات پر ہوتا ہے اور اس کا اطلاق ایسی مخصوص نذر کے لیے بھی کیا جاتا ہے جسے انسان اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اوپر لازم کر لے۔ علماء نے اس مخصوص نذر کی کئی اقسام بیان کی ہیں جن کی تفصیل کتب فقہ میں دیکھی جا سکتی ہے۔

اَلْأَصْلُ الثَّانِي: مَعْرِفَةُ دِينِ الْإِسْلَامِ بِالْأَدِلَّةِ، وَهُوَ: اَلِاسْتِسْلَامُ لِلّٰهِ بِالتَّوْحِيدِ، وَالِانْقِيَادُ لَهُ بِالطَّاعَةِ، وَالْبَرَاءَةُ مِنَ الشِّرْكِ وَ أَهْلِهِ، وَ هُوَ ثَلَاثُ مَرَاتِبَ : اَلْإِسْلَامُ، وَالْإِيمَانُ، وَالْإِحْسَانُ، وَكُلُّ مَرْتَبَةٍ لَّهَا أَرْكَانٌ فَأَرْكَانُ الْإِسْلَامِ خَمْسَةٌ: شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَ إِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَحَجُّ بَيْتِ اللّٰهِ الْحَرَامِ، فَدَلِيلُ الشَّهَادَةِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿شَهِدَ اللّٰهُ أَنَّهُ لَا

① صحيح البخاري، القدر، باب إلقاء العبد النذر إلى القدر، حديث: 6608، وصحيح مسلم، النذر، باب النهي عن النذر وأنه لا يردّ شيئًا، حديث: 1639، واللفظ له. ② صحيح البخاري، الأيمان والنذور، باب النذر في الطاعة......، حديث: 6696 و 6700.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾ (آل عمران 3:18)

دوسرا اصول: دلائل کے ساتھ دین اسلام کی معرفت حاصل کرنا ہے۔ اسلام کا مطلب ہے اللہ کی توحید کو قبول کرتے ہوئے اپنے آپ کو اسی کے سپرد کر دینا اور اس کی اطاعت کرتے ہوئے اسی کی ماتحتی میں آ جانا، اور شرک اور مشرکین سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے۔ دین اسلام کے تین مراتب ہیں: اسلام، ایمان اور احسان۔ پھر ہر مرتبے کے کئی ارکان ہیں۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں: (1) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ پاک کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (2) نماز قائم کرنا۔ (3) زکاۃ ادا کرنا۔ (4) رمضان کے روزے رکھنا۔ (5) بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔ شہادت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اللہ نے خود اس بات کی شہادت دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں ہے۔ اور (یہی شہادت) فرشتوں اور سب اہل علم نے بھی دی ہے۔ وہ انصاف پر قائم ہے۔ اس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی الٰہ نہیں ہے۔''

دوسرا سوال: تیرا دین کیا ہے؟

| اَلْأَصْلُ الثَّانِي | تین اصولوں میں سے دوسرا اصول دلائل و براہین کے ذریعے سے دین اسلام کی معرفت ہے، یعنی انسان پر لازم ہے کہ قرآن و حدیث کے دلائل کے ساتھ دین اسلام کی معرفت حاصل کرے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اَلْاِسْتِسْلَام] دین اسلام سے مراد توحید کو قبول کرنا، فرماں برداری کے عملی مظاہر سے اللہ تعالیٰ کا مطیع ہونا اور شرک اور اہل شرک سے بیزاری کا اظہار کرنا ہے۔ اسلام ان تینوں امور پر مشتمل ہے۔

[بِالتَّوْحِيد] انسان اپنے رب کا شرعی طور پر مطیع و فرماں بردار ہو۔ ایسا اللہ تعالیٰ کی توحید کو ماننے اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنے سے ممکن ہے۔ اسی اسلام کی وجہ سے انسان قابل تعریف ٹھہرتا ہے اور اسی پر اجر و ثواب کا حقدار بنتا ہے۔ لیکن طبعی اور فطری اطاعت، جس میں انسان کی ذاتی کاوش کا کوئی عمل دخل نہیں، اس پر کوئی اجر و ثواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا وَّ اِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴾ ”حالانکہ آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہے وہ چاہتے اور نہ چاہتے ہوئے بھی اللہ کا فرماں بردار ہے اور اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے۔“[1]

[بِالطَّاعَةِ] اطاعت کا مطلب اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرنا اور نواہی سے دور بھاگنا ہے کیونکہ اللہ کے حکموں کو بجا لانے کا نام بھی اطاعت ہے اور اس کے منع کردہ امور سے اجتناب بھی اطاعت کہلاتا ہے۔

[وَالْبَرَاءَةُ مِنَ الشِّرْكِ] شرک سے بیزاری کا مفہوم یہ ہے کہ تمام شرکیہ باتوں سے دور رہے۔ جس کے نتیجے میں یہ بھی لازم آتا ہے کہ شرک کرنے والوں سے بھی بیزاری کا اظہار کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؗ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ ﴾ ”یقیناً تمھارے لیے بہترین نمونہ ہے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے، جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا: بے شک ہم تم سے اور ان سے بری ہیں جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اللہ

[1] آل عمران 83:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے، ہم تم سے منکر ہوئے، ہمارے اور تمھارے درمیان ہمیشہ کے لیے دشمنی اور بغض ظاہر ہوگیا ہے حتی کہ تم اللہ اکیلے پر ایمان لے آؤ۔''①

دین اسلام کے مراتب (اسلام، ایمان اور احسان)

[وَ هُوَ ثَلَاثُ مَرَاتِبَ] مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دین اسلام کے تین مراتب ہیں، جن میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے اور وہ ہیں: اسلام، ایمان اور احسان۔

[وَ كُلُّ مَرْتَبَةٍ لَهَا أَرْكَانٌ] اس کی دلیل سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی مشہور حدیث ہے کہ سیدنا جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں تشریف لائے۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان اور احسان کے بارے میں سوالات کیے۔ ان کے جانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «فَإِنَّهُ جِبْرَئِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ» ''یہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔''②

① اسلام اور ارکانِ اسلام

[فَأَرْكَانُ الْإِسْلَامِ خَمْسَةٌ] حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

① الممتحنة 4:60. ② صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان والإسلام......، حديث:8. یہ حدیث نہایت اہم حقائق کی خبر دیتی ہے۔ جبرئیل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نہایت ادب سے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے۔ انھوں نے اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں سے ملائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دیے۔ اس طرح ضمناً بتا دیا کہ حصولِ علم کے آداب کیا ہوتے ہیں۔ پھر انھوں نے مطلوبہ سوالات کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جواب مرحمت فرماتے رہے اور جبرئیل علیہ السلام ان کی تصدیق کرتے رہے۔ یوں انھوں نے ہمیشہ کے لیے بتا دیا کہ ہمارے رہبر اعظم صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انھی کی آواز سچائی کی ابدی آواز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: «بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ، وَحَجِّ الْبَيْتِ» ''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: (1) اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ (2) نماز قائم کرنا۔ (3) زکاۃ ادا کرنا۔ (4) رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (5) بیت اللہ شریف کا حج کرنا۔''[1]

لا الہ الا اللہ کی گواہی کا مفہوم

| شَهَادَةُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ | اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اگرچہ کلمہ شریف میں دو الگ الگ باتوں کی شہادت ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک ہی رکن ہے۔ اور دونوں ہی کی شہادت پر عبادات کی قبولیت کا انحصار ہے۔ ہر عبادت خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کی جائے تو قبول ہوتی ہے۔ کلمے کا پہلا حصہ ہے: «أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔'' یہ گواہی اسی اخلاص پر مشتمل ہے۔ اسی طرح وہ عبادت قبول ہوتی ہے جو نبی اکرم ﷺ کے اتباع میں ہو۔ کلمے کا دوسرا حصہ ہے: «أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ» ''میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں۔'' یہ گواہی اتباع رسول (ﷺ) ہی پر مشتمل ہے (گویا حقیقت میں یہ ایک ہی رکن ہے۔) ﴿شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ''اللہ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کے ساتھ (دنیا کو) قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے

[1] صحيح البخاري، الإيمان، باب: 2، حديث: 8، وصحيح مسلم، الإيمان، باب بيان أركان الإسلام......، حديث: 16، وجامع الترمذي، حديث: 2609.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لائق نہیں۔‘‘ (1)

﴿شَهِدَ اللّٰهُ﴾ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اس بات کی خود شہادت دے رہا ہے، اس کے فرشتے بھی اور اہلِ علم بھی کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور یہ بھی کہ وہ انصاف کے ساتھ حکومت کر رہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس فرمانِ عالی سے اس بات کو پختہ کیا ہے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ’’اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب ہے، خوب حکمت والا۔‘‘ (2)

اس آیت میں علماء کی بڑی فضیلت اور منقبت کا اظہار ہے کہ ان کی گواہی کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنی اور فرشتوں کی گواہی کے ساتھ کیا ہے۔ اہل علم سے مراد شریعت کا علم رکھنے والے ہیں اور انبیائے کرام علیہم السلام سب سے پہلے اس کا مصداق ہیں۔ یہ سب سے بڑی شہادت ہے کیونکہ شاہد اور مشہود بہ (جس کی گواہی دی گئی ہے) دونوں بڑی عظمت والے ہیں۔ شاہد خود اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم ہیں۔ اور جس کی گواہی دی گئی ہے وہ توحید الوہیت ہے اور پھر اس فرمان الٰہی سے اس کی مزید توثیق کر دی گئی ہے: ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ’’اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ غالب ہے، خوب حکمت والا۔‘‘ (3)

وَ مَعْنَاهَا: لَا مَعْبُودَ بِحَقٍّ إِلَّا اللّٰهُ؛ «لَا إِلٰهَ» نَافِيًا جَمِيعَ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُونِ اللّٰهِ «إِلَّا اللّٰهُ» مُثْبِتًا الْعِبَادَةَ لِلّٰهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي عِبَادَتِهِ، كَمَا أَنَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ فِي مُلْكِهِ، وَ تَفْسِيرُهَا الَّذِي يُوَضِّحُهَا، قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ﴾

(1) آل عمران 18:3. (2) آل عمران 18:3. (3) آل عمران 18:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝﴾ (الزخرف43:26-28) وَ قَوْلُهُ: ﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ ۚ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ ۝﴾ (آل عمران3:64)

اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں ہے۔ جب انسان «لَا إِلٰهَ» ''کوئی معبود نہیں'' کہتا ہے تو اس سے اللہ پاک کے غیر کی نفی ہوجاتی ہے اور «إِلَّا اللّٰهُ» ''مگر اللہ'' کہنے سے عبادت اللہ ہی کے لیے ثابت ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی عبادت کا استحقاق رکھنے میں اکیلا ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ جس طرح کہ بادشاہت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی وضاحت اللہ پاک کے اس فرمان میں ہے: ''اور (یاد کرو وہ وقت) جب ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پیدا کیا، بلاشبہ وہی میری راہنمائی کرے گا۔ اور ابراہیم یہی کلمہ اپنے پیچھے اپنی اولاد میں چھوڑ گیا تاکہ وہ (اس توحید کی طرف) لوٹ آئیں۔'' نیز فرمایا: ''(اے نبی!) کہہ دیجیے: اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمھارے درمیان کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے سوا کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ (یہ دعوت قبول کرنے سے) اگر وہ منہ موڑیں تو (صاف) کہہ دو کہ گواہ رہو کہ بلاشبہ ہم تو (صرف اللہ کی بندگی اور) اطاعت کرنے والے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ] کے معنی یہ ہیں کہ سچا اور حقیقی معبود اللہ کے سوا اور کوئی نہیں۔ اس گواہی کا مطلب یہ ہے کہ انسان زبان سے اس بات کا اقرار اور دل سے اس بات کی تصدیق کرے کہ حقیقی معبود صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ إِلٰہ کے معنی مَأْلُوہٌ (معبود) ہیں اور تَأَلَّہ کے معنی تَعَبُّد ''عبادت گزار ہونا'' ہے۔

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» نفی اور اثبات پر مشتمل ہے۔ «لَا إِلٰهَ» (کوئی معبود نہیں) میں الٰہ کی نفی ہے اور «إِلَّا اللّٰهُ» میں اللہ تعالیٰ کے لیے عبودیت کا اثبات ہے۔ «إِلَّا اللّٰهُ» میں جو اسم جلالت «اللّٰه» ہے «لا» کی محذوف خبر سے بدل ہے۔ تقدیر کلام اس طرح ہے: «لَا إِلٰهَ حَقٌّ إِلَّا اللّٰهُ» ''نہیں ہے کوئی سچا معبود مگر اللہ تعالیٰ۔'' خبر محذوف ماننے سے یہ اشکال ختم ہو جاتا ہے کہ «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» ''کوئی معبود نہیں مگر اللہ تعالیٰ۔'' کہنا کیونکر صحیح ہے؟ کیونکہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے معبودوں کی عبادت کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بھی انھیں «اٰلِهَةٌ» (معبودان) کا نام دیا ہے اور ان کی عبادت کرنے والے بھی انھیں اپنا معبود کہتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ﴾ ''تو ان کے وہ معبود جنھیں وہ اللہ کے سوا پکارتے تھے، ان کے کسی کام نہ آئے جب آپ کے رب کا حکم (عذاب) آ پہنچا۔''[1]

اور ایسا کیونکر ممکن ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے الوہیت ثابت کریں، جبکہ سب رسولوں نے اپنی اپنی قوموں سے کہا: ﴿اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ﴾ ''اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمھارا کوئی الٰہ نہیں ہے۔''[2]

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» میں «لَا إِلٰهَ حَقٌّ إِلَّا اللّٰهُ» خبر کو محذوف ماننے سے یہ اشکال ختم ہو جائے گا اور ہم کہیں گے کہ اللہ کے سوا معبودوں کی عبادت تو کی جاتی رہی ہے لیکن وہ سب باطل معبود تھے، سچے معبود نہ تھے کیونکہ وہ الوہیت کا ذرہ برابر بھی استحقاق نہیں رکھتے

---

[1] ھود 11:101. [2] الأعراف 7:59.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَالْبٰطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۝﴾ ''یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور بلاشبہ جسے وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہی باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی بلند تر، بہت بڑا ہے۔''①

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى۝ وَ مَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى۝ اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى۝ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى۝ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ؕ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْاَنْفُسُ ۚ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنْ رَّبِّهِمُ الْهُدٰى۝﴾ ''تم مجھے لات اور عزیٰ کی خبر دو اور تیسری (دیوی) مناۃ کی جو گھٹیا ہے۔کیا تمھارے لیے بیٹے ہیں اور اللہ کے لیے بیٹیاں؟ یہ تو بڑی ہی بے انصافی کی تقسیم ہے۔ یہ تو محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ داداؤں نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی، وہ لوگ تو گمان ہی کی پیروی کرتے ہیں اور اس چیز کی جو ان کے دل چاہتے ہیں، حالانکہ ان کے رب کی طرف سے ان کے پاس یقیناً ہدایت آچکی ہے۔''②

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے قول کا حوالہ دیا ہے: ﴿ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ﴾ ''تم اس کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ نام ہی تو ہیں جو خود تم نے اور تمھارے باپ داداؤں نے رکھ لیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔''③

بہرحال «لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ» کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ رہے دوسرے معبود جن کی مشرک لوگ پرستش کرتے ہیں، ان کی الوہیت سچی نہیں بلکہ باطل ہے۔

[﴿ اِبْرٰهِيْمُ ﴾] سیدنا ابراہیم علیہ السلام، اللہ کے خلیل اور موحدین کے امام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء اور رسولوں سے افضل ہیں۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہے۔

① الحج 62:22. ② النجم 53:19-23. ③ یوسف 40:12.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَرَاءٌ] بَرَاءَةٌ سے صفت مشبہ ہے۔ یہ لفظ اپنے اندر بَرِيءٌ سے زیادہ بلاغت رکھتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ﴿اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ﴾ معنی میں «لَا إِلٰهَ» کے مطابق ہے۔

﴿اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ﴾] کے معنی ہیں: جس نے ابتداءً مجھے فطرت پر پیدا کیا۔ یہ کلمہ «إِلَّا اللّٰهُ» کے ہم معنی ہے۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے جس طرح بادشاہت میں اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں، اسی طرح عبادت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۗ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ﴾ ''آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے۔ اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔''[1]

آیت کریمہ میں حصر ہے، یعنی خلق بھی اللہ ہی کے لیے اور تکوینی اور شرعی امر بھی اللہ ہی کے لیے ہے جو اکیلا ہی تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

﴿سَیَهْدِیْنِ﴾] کے معنی ہیں: وہ مجھے حق کی راہ سمجھائے گا اور مجھے اس کی توفیق بخشے گا۔

﴿وَجَعَلَهَا﴾] یعنی یہ کلمہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر معبود سے بیزاری کا اظہار کرنا۔

﴿فِیْ عَقِبِهٖ﴾] کے معنی ہیں: فِي ذُرِّيَّتِهِ اپنی ذریت اور اولاد میں۔

﴿لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ﴾] شاید وہ لوٹ آئیں، یعنی شرک چھوڑ کر توحید قبول کر لیں۔

﴿قُلْ﴾] یہ خطاب نبی اکرم ﷺ کو یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ مناظرہ کرنے کے لیے کیا گیا ہے۔

﴿تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ﴾][2] سے مراد یہ بات ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی بھی اللہ کو چھوڑ کر کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔ ہم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں۔ «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کے معنی یہی ہیں۔ اور ﴿سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ﴾ کا مطلب ہے کہ ہم اور تم اس بات میں یکساں ہیں۔

[1] الأعراف 54:7. [2] آل عمران 64:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[﴿ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾] ہم آپس میں ایک دوسرے کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب نہ مانیں کہ کسی کی اس طرح تعظیم کی جائے جس طرح اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی جاتی ہے اور کسی کی پوجا اس طرح کی جائے جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جاتی ہے اور حاکمیت اعلیٰ کا اختیار اس کے علاوہ کسی اور کو دے دیا جائے۔

[﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا ﴾] ''اگر وہ منہ موڑ لیں'' یعنی جس دعوت کی طرف تم انھیں بلا رہے ہو، وہ اس سے اعراض کریں۔

[﴿ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴾] تم اس بات کا اعلان کردو اور اس پر انھیں گواہ بنا لو کہ ہم تو اللہ کے فرماں بردار ہیں اور ہم اس عناد اور روگردانی سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں جو تم اس عظیم کلمے «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ» کی نسبت اختیار کر رہے ہو۔

وَ دَلِيلُ شَهَادَةِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴾ (التوبة 128:9)

اس بات کی گواہی دینا کہ بے شک محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: ''البتہ تحقیق تم لوگوں کے پاس ایک رسول آیا جو خود تم میں سے ہے تمھارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے، تمھاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لانے والوں کے لیے وہ شفیق و رحیم ہے۔''

[﴿ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ﴾] ''تمھی میں سے'' یعنی تمھارا ہم جنس ہے بلکہ تمھی میں سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴾ ''وہی ہے جس نے اَن پڑھوں میں ایک رسول بھیجا انھی میں سے، وہ اُنھیں اس کی آیات

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے، اور اس سے پہلے تو وہ کھلی گمراہی میں پڑے تھے۔''①

| ﴿مَا عَنِتُّمْ﴾] اُن پر ہر وہ بات گراں اور شاق ہے جو تم پر گراں اور شاق ہے۔

| ﴿حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ﴾] وہ تمھیں نفع پہنچانے اور تمھیں نقصان سے بچانے پر حریص ہیں۔

| ﴿رَءُوفٌ رَّحِيمٌ﴾] ایمانداروں کے ساتھ مشفق، رحم دل اور مہربان ہیں۔ آپ ﷺ کے مشفق اور مہربان ہونے کو کفار اور منافقین کو چھوڑ کر صرف مومنوں کے لیے اس لیے خاص کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ کو کفار اور منافقین کے ساتھ تو جہاد کرنے اور سختی برتنے کا حکم دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے ان اوصاف سے واضح طور پر پتا چلتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ﴾ ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔''②

نیز فرمایا: ﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾ ''(اے محمد!) کہہ دیجیے: اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔''③

رسول مقبول ﷺ برحق اور سچے رسول ہیں، متعدد آیات میں اس کا ذکر ہے۔

وَمَعْنَى شَهَادَةِ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ: طَاعَتُهُ فِيمَا أَمَرَ، وَ تَصْدِيقُهُ فِيمَا أَخْبَرَ، وَاجْتِنَابُ مَا عَنْهُ نَهَى وَ زَجَرَ، وَ أَنْ لَّا يُعْبَدَ اللّٰهُ إِلَّا بِمَا شَرَعَ.

''بے شک محمد اللہ کے رسول ہیں'' کی گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ جن باتوں کا آپ حکم دیں ان پر عمل کریں اور جن باتوں کی آپ نے خبر دی ہے ان کی تصدیق کریں۔ اور جن کاموں سے منع کریں ان سے رک جائیں اور

① الجمعة 2:62. ② الفتح 29:48. ③ الأعراف 158:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہ اللہ پاک کی بندگی ٹھیک اُسی طرح کی جائے جس طرح آپ ﷺ نے حکم دیا اور مشروع قرار دیا ہے۔

نبی کریم ﷺ کی رسالت کی گواہی کا مفہوم

﴿ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﴾ ''محمد اللہ کے رسول ہیں۔'' کی گواہی کا مطلب یہ ہے کہ زبان سے اقرار کرنا اور دل سے اس بات کی تصدیق کرنا کہ محمد بن عبداللہ قریشی ہاشمی ﷺ اللہ عزوجل کی طرف سے تمام جنوں اور انسانوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ ''میں نے جنوں اور انسانوں کو پیدا ہی اس لیے کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''[1]

اور اللہ کی بندگی صرف وہی ہے جو آپ ﷺ پر نازل ہونے والی وحی کی روشنی میں ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ﴾ ''وہ ذات بڑی ہی بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تاکہ وہ جہان والوں کے لیے ڈرانے والا بنے۔''[2]

اس گواہی کا تقاضا ہے کہ تو نبی اکرم ﷺ کی ان تمام باتوں کی تصدیق کرے جن کی آپ ﷺ نے خبر دی ہے، جن باتوں کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اُن کی تعمیل کرے، جن باتوں سے آپ ﷺ نے منع کیا ہے، ان سے اجتناب کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اسی طریقے سے کرے جسے آپ ﷺ نے مشروع ٹھہرایا ہے۔

اس گواہی کا یہ تقاضا بھی ہے کہ یہ عقیدہ نہ رکھا جائے کہ رسول اللہ ﷺ کا الوہیت، ربوبیت، عبودیت اور تصرف کائنات میں کسی طرح کا کوئی حق ہے۔ بلکہ آپ ﷺ اللہ کے بندے ہیں، آپ کی عبادت نہیں کی جائے گی، آپ ﷺ رسول ہیں، آپ کی تکذیب نہیں

---

[1] الذّٰریٰت 56:51. [2] الفرقان 1:25.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی جائے گی اور آپ ﷺ اللہ کی مرضی کے بغیر اپنے یا دوسروں کے نفع ونقصان کے مالک بھی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اسی چیز کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''①

آپ ﷺ اللہ کے بندے ہیں جس بات کا آپ ﷺ کو حکم دیا جاتا ہے آپ ﷺ اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ۙ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝﴾ ''کہہ دیجیے: بلاشبہ میں تمھارے لیے کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ بھلائی کا۔ کہہ دیجیے: یقیناً مجھے اللہ (کے عذاب) سے کوئی پناہ نہ دے گا اور اس کے سوا میں ہرگز کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا۔''②

نیز فرمایا: ﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝﴾ ''کہہ دیجیے: میں اپنی جان کے لیے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔''③

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا مستحق نہ اللہ کا رسول ہے اور نہ آپ ﷺ کے سوا مخلوق میں سے کوئی اور۔ عبادت صرف تن تنہا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ

① الأنعام 50:6. ② الجن 22,21:72. ③ الأعراف 188:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ﴾ ''کہہ دیجیے: بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت، (سب کچھ) اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی بات (توحید) کا حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔''①

اللہ کے رسول ﷺ کا حق یہ ہے کہ ان کا وہی مرتبہ رکھا جائے جو مرتبہ اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا فرمایا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے پایاں رحمتیں اور سلامتی ہو۔

وَ دَلِيلُ الصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ، وَ تَفْسِيرُ التَّوْحِيدِ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ وَذٰلِكَ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ (البيّنة 5:98)

اور نماز اور زکاۃ کی دلیل اور توحید کی وضاحت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں، اپنے دین کو اس کے لیے خالص کر کے، بالکل یک سو ہو کر۔ اور نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں اور یہی نہایت صحیح اور درست دین ہے۔''

نماز اور زکاۃ

[دَلِيلُ الصَّلَاةِ، وَالزَّكَاةِ] یعنی نماز اور زکاۃ دین میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ﴾

''حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ بندگی کو اللہ کے لیے خالص کر کے، یکسو ہو کر، اس کی عبادت کریں، اور وہ نماز قائم کریں اور زکاۃ دیں۔''②

① الأنعام 6:162، 163. ② البيّنة 5:98.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت نے عبادت کی تمام قسموں کو جمع کر دیا ہے۔ انسان کو چاہیے کہ وہ خالص اور یک سو ہوکر اور اس کی شریعت کی اتباع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرے۔

| ﴿ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ ﴾ | یہ خاص کا عام پر عطف ہے کیونکہ نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا عبادت کے مفہوم میں داخل ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو الگ الگ اس لیے بیان فرمایا ہے کہ ان دونوں کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ نماز بدنی عبادت ہے اور زکاۃ مالی عبادت ہے۔ اسی لیے نماز اور زکاۃ قرآن کریم میں ساتھ ساتھ مذکور ہیں۔

| ﴿ ذٰلِكَ ﴾ | "اور یہ" سے مراد یک سو ہوکر اللہ کی خالص عبادت کرنا، نماز قائم کرنا اور زکاۃ ادا کرنا ہے۔

| ﴿ دِيْنُ الْقَيِّمَةِ ﴾ | جس میں کوئی ٹیڑھ اور کجی نہیں کیونکہ یہ اللہ کا دین ہے اور اللہ کا دین صحیح اور مستقیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ﴾ "اور یقیناً یہ میرا راستہ سیدھا ہے، لہٰذا تم اسی کی پیروی کرو اور تم دوسرے راستوں کی پیروی مت کرو، وہ تمھیں اللہ کے راستے سے الگ کر دیں گے۔"[1]

یہ آیت کریمہ جس طرح عبادت اور نماز کے تذکرے پر مشتمل ہے اسی طرح اس میں حقیقت توحید بھی موجود ہے۔ توحید کا مطلب یہ ہے کہ شرک کی طرف مائل ہوئے بغیر اللہ عزوجل کی خالص عبادت کی جائے۔ جو اللہ تعالیٰ کی خالص عبادت نہیں کرتا وہ توحید کا حامل نہیں ہوسکتا اسی طرح جو اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرتا ہے وہ بھی موحد نہیں ہوسکتا۔

وَدَلِيلُ الصِّيَامِ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (البقرة 2:183)

---

[1] الأنعام 6:153.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزہ رکھنے (کی فضیلت) کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے: ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا، توقع ہے کہ اس سے تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو جائے گی۔

روزہ

[وَدَلِيلُ الصِّيَامِ] رمضان کے روزوں کے وجوب کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴾ ''اے ایمان والو! تم پر روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جس طرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''[1]

﴿ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ ﴾ ''جس طرح ان لوگوں پر روزہ رکھنا فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے تھے'' سے چند باتیں ثابت ہوتی ہیں:

① روزوں کی اہمیت کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی قوموں پر بھی روزے فرض کیے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روزے پسند ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ہر قوم پر لازمی طور پر روزے فرض کیے۔

② یہ کہہ کر اس امت کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ صرف اسی امت پر روزے فرض نہیں کیے گئے، اس لیے کہ روزہ رکھنا نفس اور بدن کے لیے مشقت کا کام ہے۔

③ اس بات کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے اپنے دین کو اس طرح مکمل کر دیا ہے کہ سابقہ تمام امتوں کی فضیلت کا باعث بننے والی خوبیاں بھی اس امت کو عطا کر دی گئی ہیں۔

---

[1] البقرة 183:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾] اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں روزوں کی حکمت بیان کرتے ہوئے ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ کے الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ روزے رکھنے سے تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہوگی۔ نبی اکرم ﷺ نے اس فائدے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: «مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِي أَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ» ''جو شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑتا تو اللہ تعالیٰ کو کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (روزہ رکھے چاہے نہ رکھے۔)''[1]

وَ دَلِيلُ الْحَجِّ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ (آل عمران 97:3)

حج کی فرضیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ''اور لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس کے گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو (اسے معلوم ہو جانا چاہیے کہ) اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔''

ر حج

[وَ دَلِيلُ الْحَجِّ] حج کے واجب ہونے کی دلیل یہ آیت کریمہ ہے: ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ ''اور اللہ کے لیے لوگوں پر بیت اللہ کا حج فرض ہے جو اس کی طرف سفر کرنے کی طاقت رکھتا ہو اور جس نے کفر کیا تو بے شک اللہ ساری دنیا سے بے پروا ہے۔''[2]

یہ آیت سن 9 ہجری میں نازل ہوئی اور اس کے ساتھ حج فرض ہوا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا

[1] صحيح البخاري، الصوم، باب من لم يدع......، حديث:1903. [2] آل عمران 97:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے: ﴿مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا﴾ ''جو اس کی طرف سفر کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔''
اس سے ثابت ہوتا ہے جو شخص حج بیت اللہ کی طاقت نہیں رکھتا اس پر حج فرض نہیں ہے۔

﴿وَمَنْ كَفَرَ﴾ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ''اور جو کوئی (اس حکم کی پیروی سے) کفر کرے تو بے شک اللہ ساری دنیا والوں سے بے پروا ہے۔''①

اس مذکورہ فرمانِ باری تعالیٰ میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص وسعت اور استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا وہ کافر ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک اس کفر سے وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہوگا کیونکہ عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں: «كَانَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ ﷺ لَا يَرَوْنَ شَيْئًا مِّنَ الْأَعْمَالِ تَرْكُهُ كُفْرٌ غَيْرَ الصَّلَاةِ» ''حضرت محمد ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے علاوہ کسی بھی عمل کے ترک کرنے کو کفر شمار نہیں کرتے تھے۔''②

> اَلْمَرْتَبَةُ الثَّانِيَةُ: اَلْإِيمَانُ: وَهُوَ بِضْعٌ وَّ سَبْعُونَ شُعْبَةً، فَأَعْلَاهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذٰى عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْإِيمَانِ،
>
> دوسرا مرتبہ ایمان کا ہے۔ اور اس کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں۔ سب سے بلند شاخ لا إله إلا الله ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں'' کا اقرار و اعلان ہے اور کم ترین شاخ ایذا والی چیز کو راستے سے ہٹا دینا ہے۔ اور حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

(2) ایمان اور اس کے شعبے اور ارکان

اَلْمَرْتَبَةُ الثَّانِيَةُ یعنی دین کے مراتب میں سے دوسرا مرتبہ ایمان ہے۔

① آل عمران 3:97. ② جامع الترمذي، الإيمان، باب ماجاء في ترك الصلاة، حديث: 2622.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[اَلْإِیمانُ] ایمان کے معنی ہیں: تصدیق کرنا۔ شریعت کی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے: دل سے یقین رکھنا، زبان سے اقرار کرنا اور ہاتھ پاؤں (جوارح) کے ساتھ (ایمان کے تقاضے کے مطابق) عمل کرنا۔ اس کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں۔

[بِضْعٌ] متن میں «بِضْعٌ وَّسَبْعُونَ» ہے۔ بضع باء مکسورہ کے ساتھ تین سے نو تک کے عدد پر بولا جاتا ہے۔

[شُعْبَةٌ] متن کے لفظ «شعبة» کے معنی شاخ یا حصہ ہیں۔

[الأذى] میں ہر وہ چیز شامل ہے جو گزرنے والوں کے لیے ایذا رسانی کا سبب بنتی ہے، جیسے: پتھر، کانٹے، گندگی، نجاست اور بدبودار چیز وغیرہ۔

[اَلْحیاءُ] حیا ایک انفعالی صفت ہے۔ یہ شرمندگی والا کام کرتے وقت پیدا ہوتی ہے جس سے انسان مروت کے خلاف کام کرنے سے رک جاتا ہے۔

ارکانِ ایمان

مصنف رحمہ اللہ نے حدیث کے حوالے سے فرمایا ہے کہ ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور ایمان کے چھ ارکان ہیں تو اس میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ایمان ایک عقیدہ ہے، اس کے چھ ارکان ہیں جن کا بیان حدیث جبریل میں ہے، جب جبریل علیہ السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ایمان کیا ہے؟ تو اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اَلْإِیمانُ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ، وَمَلَائِكَتِهِ وَ كُتُبِهِ وَرُسُلِهِ، والْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ» ''ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر اور اچھی یا بری تقدیر پر ایمان لائے۔''[1] لیکن وہ ایمان جو اعمال اور ان کی تمام اقسام پر مشتمل ہے اس کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں۔ اسی لیے

[1] صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان الإیمان......، حدیث: 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے نماز کو بھی ایمان فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد عالی ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيعَ إِيمَٰنَكُمْ﴾ ''اور اللہ ایسا نہیں کہ تمھارا ایمان ضائع کر دے۔''①

مفسرین کا کہنا ہے کہ آیت کریمہ میں ﴿إِيمَٰنَكُمْ﴾ سے مراد وہ نمازیں ہیں جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھی تھیں، بعدازاں انھیں بیت اللہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

وَ أَرْكَانُهُ سِتَّةٌ: أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ،

ایمان کے چھ ارکان ہیں: ① تو اللہ پاک کی ذات پر ایمان لائے۔

پہلا رکن: اللہ پر ایمان

[أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ] اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان چار باتوں پر مشتمل ہے:

❖ اول: اللہ تعالیٰ کی ذات (وجود) پر ایمان لانا۔

اللہ تعالیٰ کے وجود پر ① فطرت ② عقل ③ شرع اور ④ حس بھی دلالت کرتی ہے۔

① فطرت کی دلالت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر مخلوق کی فطرت میں یہ بات شامل ہے کہ وہ بغیر کسی پیشگی تعلیم یا غور وفکر کے اپنے خالق پر ایمان لائے۔ اگر باطل افکار و خیالات انسان کو متاثر نہ کریں تو وہ اپنی اسی فطرت پر قائم رہتا ہے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنْ مَوْلُودٍ إِلَّا يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ، أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، أَوْ يُمَجِّسَانِهِ» ''ہر بچہ فطرت (ایمان) پر پیدا ہوتا ہے، پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔''②

① البقرة 143:2. ② صحيح البخاري، الجنائز، باب إذا أسلم الصبي فمات هل يُصلّى عليه......، حديث: 1358، وصحيح مسلم، القدر، باب معنى كل مولود يولد على الفطرة......، حديث: 2658.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

② عقل بھی اللہ تعالیٰ کے وجود پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگلی اور پچھلی تمام مخلوقات کے لیے خالق کا ہونا لازمی ہے جس نے انھیں وجود بخشا کیونکہ کسی چیز کا خود بخود پیدا ہونا محال ہے۔ اسی طرح حادثاتی طور پر اچانک وجود میں آنا بھی ناممکنات میں سے ہے۔ یہ ہے بھی ناممکن کہ یہ مخلوقات خود بخود پیدا ہو جائیں کیونکہ کوئی بھی چیز خود اپنی خالق نہیں ہو سکتی، جبکہ وہ وجود میں آنے سے پہلے کچھ نہ تھی، الغرض ایسی معدوم چیز اپنی خالق کس طرح ہو سکتی ہے؟ کائنات بھی اچانک وجود میں نہیں آئی کیونکہ ہر حادث (وجود میں آنے والی چیز) کے لیے ایک مُحدِث (وجود میں لانے والا) ضروری ہے۔

کائنات کا یہ وسیع و عریض نظام جس حسن ترتیب، نہایت یکسانیت و موزونیت اور کمال منظم صورت میں چل رہا ہے اور اسباب و مسبّبات کے درمیان جو گہرا تعلق پایا جاتا ہے، اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس کا اچانک ظہور نہیں ہوا کیونکہ اچانک وجود میں آنے والی اشیاء تو خود منظّم طور پر اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکتیں تو یہ کیونکر ممکن ہے کہ وہ بڑے نظم و نسق سے اپنے حال پر باقی بھی رہیں اور ان میں پھلنے پھولنے کی صلاحیت بھی ہو!

لہٰذا جب مخلوقات خود بخود ظہور میں آئی ہیں نہ ہی اچانک پیدا ہوئی ہیں تو اس سے یہ بات عقلی طور پر متعین ہو جاتی ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے اور وہ اللہ رب العالمین ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ عقلی دلیل اور برہان قاطع سورۂ طور میں اس طرح بیان فرمائی ہے:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ﴾ ''کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود بخود پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟''①

یعنی وہ اپنے خالق کے بغیر خود بخود پیدا نہیں ہو گئے۔ اس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ ان کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سورۂ طور سنی،

① الطور 35:52.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ ﷺ ان آیات پر پہنچے: ﴿ أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝ ﴾ ''کیا وہ بغیر کسی خالق ہی کے پیدا ہو گئے ہیں، یا وہ ہی (خود اپنے) خالق ہیں؟ کیا انھوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ وہ یقین نہیں رکھتے۔ کیا انھی کے پاس آپ کے رب کے خزانے ہیں؟ یا وہ (ان پر) داروغہ مقرر ہیں؟''①

یہ آیات سن کر سیدنا جبیر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: «كَادَ قَلْبِي أَنْ يَطِيرَ وَذٰلِكَ أَوَّلُ مَا وَقَرَ الْإِيمَانُ فِي قَلْبِي» ''قریب تھا کہ میرا دل اڑ جائے۔ یہی پہلا موقع تھا کہ ایمان میرے دل میں جاگزیں ہو گیا۔''②

ہم اس کی وضاحت ایک مثال سے کرتے ہیں۔ تمھیں ایک شخص بتلاتا ہے کہ میں نے ایک مضبوط محل دیکھا ہے جو باغات میں گھرا ہوا ہے جن کے درمیان نہریں بہتی ہیں، وہ بچھے ہوئے پلنگوں اور قیمتی سامان سے آراستہ ہے، اس میں آرائش کی تمام ممکنہ چیزیں سلیقے سے رکھی ہوئی ہیں۔ اور پھر کہتا ہے کہ وہ محل اور اس میں موجود سب کچھ ازخود پیدا ہو گیا ہے یا کہتا ہے کہ وہ کسی بنانے والے کے بغیر ہی اچانک ظہور میں آ گیا ہے۔ تم فوراً اس کی تکذیب کرو گے اور کہو گے: جاؤ پہلے اپنے دماغ کا علاج کرا کے آؤ۔ بھلا وہ اچانک کسی بنانے والے کے بغیر خود بخود کیسے بن گیا؟ کیا اس مثال کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ وسیع و عریض زمین، یہ حدِ نظر تک پھیلا ہوا آسمان اور یہ کائنات پورے حسن ترتیب، کامل نسق، عجیب و غریب کاریگری اور مضبوط و مسلسل نظام کے ساتھ خود بخود پیدا ہو گئی ہے یا کسی بنانے والے کے بغیر اچانک وجود میں آ گئی ہے۔

③ وجود باری تعالیٰ پر شرع کی دلالت یہ ہے کہ تمام کتب سماویہ پکار پکار کر اس کے وجود کی خبر دے رہی ہیں۔ اور ان میں ایسے احکام درج ہیں جن میں مخلوق کے لیے ابدی ہدایات

---

① الطور 52:35-37. ② صحيح البخاري، المغازي، باب: 12، حديث: 4023 و 4854.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں جو ان کے لیے دنیا و آخرت کی فوز و فلاح کی ضامن ہیں۔ یہ سب کچھ اس بات کی دلیل ہے کہ نوعِ انسانی کے لیے ایسے مفید ترین احکام اللہ رب العالمین کی طرف سے ہیں جو بڑی حکمت والا اور مخلوق کی مصلحتوں کو جاننے والا ہے۔ اور ان کتابوں میں جس قدر کائناتی اخبار و احوال ہیں ان کی ہمہ جہت سچائی انسان کو یہ ماننے پر مجبور کر دیتی ہے کہ انھیں رب قدیر ہی نے نازل فرمایا ہے۔

④ حسی دلائل (مشاہدات اور مسموعات) اس کثرت کے ساتھ موجود ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کے موجود ہونے کا قطعی یقین حاصل ہوتا ہے اور یہ حسی دلائل دو طریقوں سے اللہ کے وجود پر دلالت کرتے ہیں:

(1) دعا کرنے والوں کی دعاؤں کی قبولیت کے اثرات اور مصیبت زدہ لوگوں کی غیبی اعانت کے متعلق ہم سنتے دیکھتے رہتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود پر قطعی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَنُوحًا إِذْ نَادَىٰ مِن قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ﴾ ''اور نوح (کو یاد کرو) جبکہ ان (سب انبیاء) سے پہلے اس نے (ہمیں) پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کی۔''①

نیز فرمایا: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ﴾ ''(یاد کرو) جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمھاری فریاد قبول کر لی۔''②

صحیح بخاری میں ہے: «عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا أَنْ يَّسْقِيَنَا، قَالَ: فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ وَمَا فِي السَّمَاءِ قَزَعَةٌ؟ قَالَ: فَثَارَ السَّحَابُ أَمْثَالُ الْجِبَالِ، ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتّٰى رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ، قَالَ: فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَمِنَ الْغَدِ، وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِي يَلِيهِ إِلَى الْجُمُعَةِ الْأُخْرَى،

① الأنبياء 76:21. ② الأنفال 9:8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَقَامَ ذٰلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ رَجُلٌ غَيْرُهُ فَقَالَ: يَارَسُولَ اللّٰهِ! تَهَدَّمَ الْبِنَاءُ وَغَرِقَ الْمَالُ، فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا. فَرَفَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدَيْهِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ! حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا، فَمَا جَعَلَ يُشِيرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّمَاءِ إِلَّا تَفَرَّجَتْ»انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے میں لوگوں پر قحط سالی آ گئی۔ نبی اکرم ﷺ منبر پر جمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ ایک اعرابی کھڑا ہو گیا، کہنے لگا: اللہ کے رسول! مویشی ہلاک ہو گئے اور لوگ بھوکے مر گئے۔ اللہ پاک سے دعا کریں وہ بارش نازل کرے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھا لیے، اس وقت آسمان پر کوئی بدلی تک نہ تھی۔ فوراً آسمان پر پہاڑوں کے مانند بادل نمودار ہو گئے۔ ابھی آپ ﷺ اپنے منبر سے نیچے تشریف نہیں لائے تھے کہ بارش شروع ہو گئی اور آپ کی داڑھی مبارک تر ہو گئی۔ صحابی کہتے ہیں: پھر اس دن بھی بارش ہوئی، اگلے دن بھی، اس کے بعد والے اور اس سے اگلے دن بھی، یہاں تک کہ اگلے جمعے تک بارش ہوتی رہی۔

پھر (اگلے جمعۃ المبارک کے خطبے میں) وہی اعرابی یا کوئی اور شخص کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا: اللہ کے رسول! بارش کی کثرت کی وجہ سے مکان گر رہے ہیں اور مال مویشی پانی میں ڈوب رہے ہیں۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں (کہ بارش رک جائے۔) آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ اٹھائے اور دعا کی: اے اللہ! ہمارے اردگرد بارش برسا، ہم پر سے بارش ختم کر دے۔ آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک سے آسمان پر جس جس طرف اشارہ فرمایا وہاں وہاں سے بادل چھٹتے گئے۔ [1]

دعا کرنے والوں کی قبولیت کی مثالیں اس قدر کثرت سے ہیں کہ شمار سے باہر ہیں۔ آج بھی جو شخص صدقِ دل، عجز و انکسار اور زاری سے اللہ کے حضور دعا کرتا ہے اللہ پاک

[1] صحيح البخاري، الاستسقاء، باب من تمطر في المطر حتى يتحادر على لحيته، حديث: 1033، و صحيح مسلم، صلاة الاستسقاء، باب الدعاء في الاستسقاء، حديث: 897.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول فرماتا ہے۔

② انبیاء علیہم السلام کے معجزات جنھیں لوگوں نے دیکھا یا سنا یہ معجزے اللہ تعالیٰ کے وجود اطہر پر قطعی اور یقینی براہین ہیں کیونکہ وہ خرق عادت ہیں، اسباب سے ماورا ہیں اور انسانی طاقت سے باہر ہیں۔ انھیں اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی تصدیق اور تائید کے لیے انھی کے ہاتھوں ظاہر فرماتا ہے۔ اس کی مثال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ اپنی لاٹھی دریا پر مارو۔ لاٹھی مارتے ہی بہتا ہوا دریا رک گیا، پانی پہاڑوں کی طرح کھڑا ہوگیا، بارہ راستے بن گئے اور ان کی قوم خشک راستوں پر چلتی ہوئی صحیح سلامت دریا سے گزر گئی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ۭ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ﴾ ''تب ہم نے موسیٰ کی طرف وحی کی کہ اپنا عصا سمندر پر مار تو وہ پھٹ گیا، پھر (سمندر کا) ہر ٹکڑا یوں ہوگیا جیسے عظیم پہاڑ۔''①

دوسری مثال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہے۔ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے اور ان کو قبروں سے باہر نکالتے تھے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ان کا قول ذکر فرمایا: ﴿وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ ''اور میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔''②

ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ﴾ ''اور جب تو مردوں کو میرے حکم سے (زندہ) نکالتا تھا۔''③

---

① الشعرآء 63:26. کسی نے کتنی سچی بات کہی ہے ؎

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن...... اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

''مظلوم کی بددعا سے ڈرتے رہو کیونکہ جب مظلوم دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبولیت اس کا استقبال کرتی ہے۔'' (عبدالحلیم رحمہ اللہ)

② آل عمران 49:3. ③ المآئدة 110:5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری مثال: رسول اللہ ﷺ سے کفار قریش نے معجزہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے انگلی مبارک کے ساتھ چاند کی طرف اشارہ فرمایا، اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ لوگوں نے یہ معجزہ دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ۝﴾ ''قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا۔ اور اگر وہ (مشرک) کوئی معجزہ دیکھیں تو منہ موڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (یہ) جادو تو ہمیشہ سے چلا آتا ہے۔''①

یہ وہ حسی معجزات ہیں جو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کی تائید کے لیے ظاہر فرماتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے۔ یہ معجزے صریحاً اللہ پاک کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔

❊ دوم: اللہ کی ربوبیت پر ایمان لانا: یعنی وہ اکیلا پروردگار ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ نہ کوئی اس کا مددگار ہے۔ رب اسے کہتے ہیں جو مخلوق کو پیدا کرتا ہے، اس کو اپنی ملکیت میں رکھتا اور اس پر اپنا حکم چلاتا ہے۔ خالق اور مالک اللہ پاک ہی ہے اور امر بھی اسی کے لیے ہے۔ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ ''آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے۔''②

نیز فرمایا: ﴿ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝﴾ ''یہی اللہ تمھارا رب ہے، اسی کی بادشاہی ہے اور اس کے سوا تم جنھیں پکارتے ہو، وہ کھجور کی گٹھلی کی باریک جھلی پر بھی ملکیت نہیں رکھتے۔''③

آج تک مخلوق میں سے کسی نے بھی اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا انکار نہیں کیا، سوائے ان لوگوں کے جو غرور اور تکبر میں مبتلا تھے۔ وہ اپنی بات پر ذاتی طور پر خود بھی اعتقاد نہیں رکھتے تھے۔ ایسا ہی ایک مغرور و متکبر فرعون تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا: ﴿اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى﴾ ''میں تمھارا سب سے بڑا رب ہوں۔''④

پھر اس نے کہا: ﴿يٰاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ﴾ ''اے درباریو! میں

① القمر 54:1، 2. ② الأعراف 7:54. ③ فاطر 35:13. ④ النّٰزعٰت 79:24.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اپنے سوا تمھارا کوئی معبود نہیں جانتا۔''①

تو یہ ساری باتیں اس کی لاف زنیاں تھیں، اور اس نے محض تکبر اور غرور کی وجہ سے یہ کہا تھا۔ وہ اس بات کا بذاتِ خود عقیدہ نہیں رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا ﴾ ''اور انھوں نے ظلم اور تکبر کی وجہ سے ان (نشانیوں) کا انکار کر دیا، جبکہ ان کے دلوں نے ان کا یقین کر لیا تھا۔''②

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے فرمایا: ﴿ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ يٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ﴾ ''تو یقیناً جان چکا ہے کہ یہ چیزیں آسمانوں اور زمین کے رب ہی نے، بصیرت بنا کر (غور کرنے کے لیے) نازل کی ہیں اور اے فرعون! میں تو تجھے ہلاک کیا ہوا سمجھتا ہوں۔''③

اسی لیے مشرکین الوہیت میں شرک کرنے کے باوجود اللہ پاک کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلْ لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ قُلْ مَنْۢ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ سَيَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ۚ قُلْ فَاَنّٰى تُسْحَرُوْنَ ۝ ﴾ ''(اے نبی!) آپ (ان سے) پوچھیں: اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ) کس کی ہے یہ زمین اور جو کچھ اس میں ہے؟ وہ ضرور کہیں گے: اللہ ہی کی ہے، کہہ دیجیے: کیا پھر تم نصیحت نہیں پکڑتے؟ آپ پوچھیں: ساتوں آسمانوں کا رب اور عرشِ عظیم کا رب کون ہے؟ وہ ضرور کہیں گے: (یہ) اللہ ہی کے ہیں، کہہ دیجیے: کیا پھر تم ڈرتے نہیں؟ آپ (پھر) پوچھیں: کس کے ہاتھ میں ہے ہر چیز کی بادشاہی، جبکہ وہی پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابل کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی، اگر تم جانتے ہو (تو بتاؤ؟) وہ ضرور کہیں گے: (بادشاہی) اللہ ہی کی ہے، کہہ دیجیے: پھر کہاں سے تم پر جادو کیا جاتا ہے؟''④

① القصص 38:28. ② النمل 14:27. ③ بنیٓ إسرآءیل 102:17. ④ المؤمنون 23:84-89.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴾ ''اور اگر آپ ان لوگوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو یقیناً وہ یہی کہیں گے کہ انھیں نہایت غالب، خوب جاننے والے نے پیدا کیا۔''[1]

نیز فرمایا: ﴿ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴾ ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انھیں کس نے پیدا کیا؟ تو یہ ضرور کہیں گے: اللہ نے! پھر وہ کہاں بھٹک جاتے ہیں؟''[2]

اللہ سبحانہ کا امر، امرِ تکوینی اور امرِ شرعی دونوں پر محیط ہے۔ اللہ تعالیٰ کائنات کی تدبیر کرنے والا اور جس طرح اس کی حکمت تقاضا کرتی ہے، اُمورِ کائنات کا فیصلہ کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی نے عبادات اور معاملات کے احکام جاری فرمائے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو عبادات مشروع کرنے والا باور کرتا یا معاملات میں کسی کو حاکم سمجھتا ہے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا اور اس کا ایمان یقینی نہیں ہے۔

سوم: اللہ پاک کی الوہیت پر ایمان: اللہ تعالیٰ ہی سچا معبود ہے۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ الٰہ اسے کہتے ہیں: جس کی محبت اور تعظیم کے ساتھ عبادت کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَاِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴾ ''اور تمھارا معبود ایک ہی معبود ہے اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ نہایت مہربان، بہت رحم کرنے والا ہے۔''[3]

نیز فرمایا: ﴿ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴾ ''اللہ نے گواہی دی ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں فرشتوں اور اہل علم نے بھی (گواہی دی ہے) درآں حالیکہ وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ انتہائی غالب، خوب حکمت والا ہے۔''[4]

ہر وہ چیز یا شخص جسے کسی نے اللہ کے سوا اپنا معبود بنایا اس کی الوہیت باطل ہے۔

---

[1] الزخرف 9:43. [2] الزخرف 87:43. [3] البقرۃ 163:2. [4] آل عمران 18:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَ اَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبٰطِلُ وَ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴾ ''یہ اس لیے کہ بے شک اللہ ہی حق ہے اور بلا شبہ جسے وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہی باطل ہے اور بلاشبہ اللہ ہی ہے بلند تر، بہت بڑا۔''①

ان معبودان باطلہ کو محض الٰہ کے نام سے موسوم کر دینے سے وہ الٰہ نہیں بن جاتے۔

اللہ تعالیٰ نے لات، منات اور عزّیٰ کے بارے میں فرمایا: ﴿ اِنْ هِيَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ﴾ ''یہ تو محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ دیے ہیں، اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔''②

اللہ تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کا قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا: ﴿ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْۤ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ﴾ ''کیا تم مجھ سے ان ناموں کے بارے میں جھگڑتے ہو جو تم نے اور تمھارے آباء واجداد نے رکھ لیے ہیں۔ اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔''③

حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ انھوں نے قید خانے میں اپنے دو قیدی ساتھیوں کو تبلیغ کرتے ہوئے کہا تھا: ﴿ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ﴾ ''بھلا کئی جدا جدا معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ زبردست؟ تم اس کے سوا جن کی عبادت کرتے ہو وہ نام ہی تو ہیں جو خود تم نے اور تمھارے آباء واجداد نے رکھ دیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نازل نہیں کی۔''④

اسی لیے سب رسولوں نے اپنی اپنی قوم سے کہا: ﴿ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴾ ''تم اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمھارے لیے کوئی معبود نہیں۔ کیا پھر تم اس سے نہیں ڈرتے۔''⑤

① الحج 62:22. ② النجم 23:53. ③ الأعراف 71:7. ④ یوسف 40,39:12. ⑤ المؤمنون 23:23.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن مشرکوں نے اس بات کا انکار کرتے ہوئے اللہ کے سوا کچھ دوسرے معبود بنا لیے، ان کی عبادت کرنے لگے، ان سے مدد مانگنے اور مصیبتوں میں ان کو پکارنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے جھوٹے معبودوں کے رد میں دو عقلی دلیلیں پیش کی ہیں:

پہلی دلیل: جنھیں ان مشرکین نے معبود بنا رکھا ہے ان میں الوہیت کی کوئی خصوصیت نہیں۔ وہ خود مخلوق ہیں کچھ پیدا نہیں کر سکتے۔ اپنے ماننے والوں کو کچھ نفع دے سکتے ہیں نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ نہ ان کی زندگی اور موت کے مالک ہیں۔ وہ آسمانوں میں کسی چیز کے شریک ہیں نہ مالک۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝ ﴾ ”اور لوگوں نے اس کے سوا (اور) معبود بنا لیے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کرتے اور وہ تو (خود) مخلوق ہیں اور وہ خود اپنے کسی نفع اور نقصان کا کچھ اختیار نہیں رکھتے اور نہ موت وحیات کا، نہ دوبارہ جی اٹھنے ہی کا اختیار رکھتے ہیں۔“ ①

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ۝ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ ”(اے نبی!) آپ کہہ دیجیے: انھیں پکارو جنھیں تم نے اللہ کے سوا (معبود) خیال کیا تھا، وہ آسمانوں اور زمینوں میں ذرہ برابر اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کا ان دونوں میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔ اور اس کے ہاں صرف اس شخص کی سفارش نفع دے گی جسے اللہ اجازت دے گا۔“ ②

نیز فرمایا: ﴿ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ۝ ﴾ ”کیا وہ انھیں (اللہ کا) شریک ٹھہراتے ہیں جو کوئی چیز بھی پیدا نہیں کرتے جبکہ وہ خود پیدا کیے جاتے ہیں اور وہ ان (مشرکین) کی مدد کرنے کی طاقت

① الفرقان 3:25. ② سبا 23,22:34.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں رکھتے۔ نہ اپنی مدد ہی کر سکتے ہیں۔'' ①

جب ان معبودان باطلہ کا یہ حال ہے تو انھیں معبود سمجھنا سب سے بڑی حماقت، سب سے بڑا باطل اور سب سے بڑا دھوکا ہے۔

دوسری دلیل: اس بات کا مشرکین کو بھی اقرار تھا کہ اللہ پاک اکیلا ہی خالق اور پروردگار ہے جس کے قبضے میں ہر چیز کی بادشاہت ہے۔ وہ پناہ دیتا ہے۔ اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ اس کو الوہیت میں بھی اکیلا سمجھیں جس طرح انھوں نے ربوبیت میں اسے اکیلا مانا ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا: ﴿يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝﴾ ''اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمھیں پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، وہ (رب) جس نے تمھارے لیے زمین کو بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت (بنایا) اور اس نے آسمان سے پانی نازل کیا، پھر اس کے ذریعے سے (کئی قسم کے) پھلوں سے تمھارے لیے رزق نکالا، پس تم اللہ کے ساتھ (اوروں کو) شریک نہ ٹھہراؤ، اس حال میں کہ تم جانتے ہو۔'' ②

نیز فرمایا: ﴿وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ۝﴾ ''اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ انھیں کس نے پیدا کیا؟ تو وہ ضرور کہیں گے: اللہ نے! پھر وہ کہاں بہکائے جاتے ہیں؟'' ③

نیز فرمایا: ﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚ

① الاعراف 7:191،192. ② البقرة 2:21،22. ③ الزخرف 43:87.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ﴾ ”(اے نبی!) کہہ دیجیے: تمھیں آسمان اور زمین سے کون رزق دیتا ہے؟ یا کانوں اور آنکھوں کا مالک کون ہے؟ اور کون زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور کون ہے جو (دنیا کے) کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ تو وہ (کافر) ضرور کہیں گے: اللہ! تو کہہ دیجیے: کیا پھر تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟ یہی تو ہے اللہ، تمھارا رب سچا، پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے؟ پھر تم کدھر پھیرے جاتے ہو؟“①

✱ چہارم: اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفات پر ایمان لانا: یعنی وہ اسماء و صفات جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے قرآن میں یا اس کے رسول ﷺ نے حدیث میں اللہ تعالیٰ کے لیے بیان فرمایا ہے۔ کسی قسم کی تحریف (صفات الٰہی کو بدلنے)، تمثیل (صفات الٰہی کی تشبیہ بیان کرنے)، تعطیل (صفات کا انکار کرنے) اور تکییف (صفات کی کیفیت بیان کرنے) کے بغیر ان پر ایمان لانا چاہیے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَ ذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْۤ اَسْمَآىِٕهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ ”اور اللہ ہی کے لیے سب سے اچھے نام ہیں، لہٰذا تم اسے ان (ناموں) سے پکارو، اور چھوڑ دو ان لوگوں کو جو اس کے ناموں میں کج روی اختیار کرتے ہیں۔ وہ جو کچھ کر رہے ہیں، جلد اس کی سزا پائیں گے۔“②

سورۂ روم میں فرمایا: ﴿وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ ”اور آسمانوں اور زمین میں اسی کی صفت اعلیٰ ہے۔ اور وہ نہایت غالب، حکمت والا ہے۔“③

سورۂ شوریٰ میں فرمایا: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ﴾ ”اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سننے والا، خوب دیکھنے والا ہے۔“④

اسماء وصفات کے ماننے میں دو گروہ گمراہ ہوگئے ہیں:

پہلا گروہ 'مُعَطِّلہ' ہے۔ اس فرقے نے کلی یا جزوی طور پر اسماء وصفات کا انکار کیا ہے۔

① یونس 10:31، 32. ② الأعراف 7:180. ③ الروم 30:27. ④ الشوریٰ 42:11.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے خیال میں اللہ کی صفات ثابت کرنے سے مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے مشابہ ہو جاتا ہے۔ لیکن ان کا یہ قول کئی ایک وجوہ کی بنا پر باطل ہے:

(1) اس سے بعض باطل چیزیں لازم آتی ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ کے کلام میں تناقض کا ثابت ہونا کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے اسماء و صفات ثابت کیے ہیں۔ اور اس بات کی نفی فرمائی ہے کہ کوئی چیز اُس سے مشابہت رکھتی ہے۔ اگر ان اسماء و صفات کو ثابت کرنے سے مخلوق کے ساتھ تشبیہ لازم آتی ہو تو اس سے قرآن کریم میں تناقض ثابت ہوتا ہے اور لازم آتا ہے کہ قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے حصے کی تکذیب کر رہا ہے۔

(2) اگر دو اشیاء اسم اور صفت میں متفق ہوں تو ضروری نہیں ہے کہ ان میں مماثلت ہو۔ تم دو شخصوں کو دیکھتے ہو کہ وہ سننے، دیکھنے اور بولنے والے ہیں لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دونوں وصف انسانیت، سننے، دیکھنے اور بولنے میں مساوی بھی ہوں۔ اسی طرح حیوانات کے بھی کان، آنکھیں اور ہاتھ پاؤں ہیں لیکن اس خدشے کے پیش نظر انسانوں کے کانوں، آنکھوں اور ہاتھ پاؤں کی نفی نہیں کی جاتی کہ کہیں وہ جانوروں سے مشابہہ نہ ہو جائیں۔ جب مخلوقات کی صفات میں لفظی مماثلت کے باوجود یہ واضح فرق موجود ہے تو خالق اور مخلوق کے درمیان ایسے اسماء و صفات میں فرق تو اس سے بھی کہیں زیادہ واضح اور نمایاں ہوگا۔

دوسرا گروہ "مُشبّہہ" ہے جو پہلے گروہ کے برعکس مخلوقات کو اسماء اور صفات میں اللہ تعالیٰ کے مشابہ سمجھتے ہیں۔ ان کے خیال میں (صفاتِ الٰہیہ کے سلسلے میں وارد ہونے والی) نصوص کا تقاضا یہی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس اسلوب سے مخاطب کرتا ہے جس کا وہ فہم و ادراک رکھتے ہوں۔ لیکن ان کا یہ خیال کئی وجوہ سے باطل ہے:

(1) اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق سے مشابہت رکھنا ایک امر باطل ہے۔ اسے عقل اور شرع بھی باطل قرار دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ناممکن ہے کہ قرآن و سنت کی نصوص کا مقتضی ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باطل امر ہو۔

② اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ایسے کلمات کے ساتھ خطاب فرمایا ہے جس کے اصل معنی وہ سمجھتے ہیں لیکن جن الفاظ کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات سے ہے ان کا حقیقی مفہوم اور اصل حقیقت صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ اپنے لیے سمیع ہونا ثابت فرماتا ہے تو اس میں ہم سمع، یعنی سُننے اور آوازوں کا ادراک کرنے کے معنی تو جانتے ہیں لیکن جب اس لفظ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوجاتی ہے تو اس کے حقیقی معنی ہم نہیں جانتے کیونکہ سمع کی حقیقت کا اختلاف تو مخلوقات میں بھی موجود ہے۔ پھر خالق اور مخلوق کے درمیان یہ فرق کس قدر نمایاں اور عظیم تر ہوگا؟

جب اللہ تعالیٰ نے اپنے بارے میں بتایا ہے کہ وہ عرش پر مستوی ہے۔ تو اصل معنی کے اعتبار سے ہم استوا کا مطلب سمجھتے ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت ہوجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے تو اس کی اصل حقیقت اور صحیح تعبیر ہم نہیں جانتے کیونکہ مخلوق کے بارے میں بھی استوا کی حقیقت میں اختلاف ہے۔ ایک انسان کا آرام دہ کرسی پر مستوی ہونا اور ایک تیز رفتار سرکش اونٹ پر مستوی ہونا یکساں نہیں ہوتا۔ جب مخلوق کے استوا کی کیفیات میں فرق ہے تو خالق اور مخلوق کے استوا میں کتنا فرق ہوگا؟ یہ بات محتاجِ وضاحت نہیں۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ثمرات

مذکورہ شرائط اور انداز سے اللہ پر ایمان لانے سے ایماندار لوگوں کو مندرجہ ذیل نہایت اعلیٰ ثمرات حاصل ہوسکتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی توحید کا یقین حاصل ہونے سے رجا (رحمت کی امید) اور خوف (عذاب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ڈر) اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ خاص ہو جاتا ہے۔ اس طرح صرف اس کی بندگی ہی اصل مقصود ٹھہرتی ہے۔

(2) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کے تقاضوں کے مطابق اس کی محبت اور تعظیم میں کمال حاصل ہوتا جاتا ہے۔

(3) اللہ تعالیٰ کے اوامر ونواہی پر عمل پیرا ہو کر انسان اللہ تعالیٰ کی بندگی کی اصل روح اور لذت حاصل کرتا ہے۔

> وَمَلَائِكَتِهٖ
>
> (2) اس کے فرشتوں پر ایمان لائے۔

دوسرا رکن: فرشتوں پر ایمان

[وَمَلَائِكَتِهٖ] فرشتے ایک غیبی مخلوق ہیں۔ وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں۔ ان میں الوہیت اور ربوبیت کی کوئی خاصیت نہیں پائی جاتی۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں نور سے پیدا کیا ہے، اپنے حکم کا مکمل اطاعت گزار بنایا ہے اور انھیں اپنا حکم نافذ کرنے کی قوت عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ عِنْدَهٗ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَلَا يَسْتَحْسِرُوْنَ ۝ يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝﴾ ”اور جو (فرشتے) اس کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت کرنے سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے (اکتاتے) ہیں، وہ رات دن اس کی عبادت کرتے ہیں، سست نہیں پڑتے۔“ (1)

فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ انھیں اللہ کے سوا کوئی شمار نہیں کرسکتا۔ صحیحین میں

(1) الأنبیآء 21:19، 20.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سیدنا انس رضی اللہ عنہ معراج کے قصے میں روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت المعمور لایا گیا، اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ نماز پڑھتے ہیں جب وہ نماز پڑھ کر بیت المعمور سے نکل جاتے ہیں تو قیامت تک ان کی دوبارہ باری نہیں آتی۔" ①

فرشتوں پر ایمان لانا چار باتوں پر مشتمل ہے:

- اول: ان کے وجود پر ایمان لانا۔
- دوم: جن فرشتوں کے نام ہم جانتے ہیں ان پر بھی ایمان لانا، جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام اور دیگر فرشتے ہیں اور جن کے نام ہم نہیں جانتے، اجمالاً ان پر بھی ایمان لانا۔
- سوم: ان کی جن صفات کا ہمیں علم ہے ان پر ایمان لانا، جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں ہے: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اُس کی اصل خلقی صورت میں دیکھا، اس کے چھ سو پر تھے اور اس نے (اپنے وجود سے پورے) افق کو گھیر رکھا تھا۔" ②

اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ کبھی انسانی صورت اختیار کر لیتا ہے، جیسے حضرت جبرئیل علیہ السلام انسانی شکل و صورت میں سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس آئے۔ ③ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ ایک آدمی وہاں آیا۔ اس نے انتہائی سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اس کے بال انتہائی سیاہ تھے، اس پر سفر کے آثار بھی نہیں تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے اسے کوئی نہیں جانتا تھا۔ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ لیے۔ پھر اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام، ایمان، احسان، قیامت اور اس کی نشانیوں کے بارے میں سوالات کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سوالوں کا جواب مرحمت فرما دیا تو وہ چلا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم

---

① صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، حديث: 3207، وصحيح مسلم، الإيمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ إلى السموات……، حديث: 162. ② صحيح البخاري، بدء الخلق، باب إذا قال أحد كم آمين ……، حديث: 3232-3235. ③ مريم 19:17.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا:«فَإِنَّهُ جِبْرَئِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ»"بلاشبہ یہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے، جو تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔"[1]

اسی طرح وہ فرشتے بھی، جو حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہما السلام کے پاس آئے تھے، انسانی شکل وصورت میں تھے۔[2]

✤ چہارم: فرشتوں کے جن اعمال کے بارے میں ہمیں علم ہے ان پر ایمان لانا، جیسے ان کا تسبیح و تقدیس میں مشغول ہونا۔ کسی اکتاہٹ اور توقف کے بغیر دن رات عبادت میں مصروف رہنا۔ بعض فرشتے مخصوص کام انجام دیتے ہیں، مثلاً:

حضرت جبرئیل علیہ السلام انبیاء اور رسل علیہم السلام پر وحی لے کر نازل ہوتے رہے۔

حضرت میکائیل علیہ السلام بارش اور نباتات پر مقرر ہیں۔

حضرت اسرافیل علیہ السلام کو قیامت کے قائم ہونے اور مخلوق کو دوبارہ زندہ کرنے کے وقت صور پھونکنے کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔

ملک الموت علیہ السلام موت کے وقت جان قبض کرتے ہیں۔

مالک علیہ السلام جہنم کے داروغہ ہیں۔

کچھ فرشتے شکمِ مادر میں بچے پر مامور ہیں، یعنی جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتا ہے جو اس بچے کا رزق، عمر، عمل اور نیک یا بد ہونا لکھتا ہے۔

کچھ فرشتے انسانوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں۔ دو دو فرشتے ہر انسان کے اعمال لکھنے پر مامور ہیں۔ ایک دائیں جانب مقرر ہے اور دوسرا بائیں جانب، انھیں "کراماً کاتبین" کہتے ہیں۔

---

[1] صحیح مسلم، الإیمان، باب بیان الإیمان والإسلام……، حدیث: 8. [2] الذّٰریٰت 24:51، والحجر 51:15-64.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کچھ فرشتے قبر میں میت سے سوال کرنے پر مقرر ہیں، جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو وہ آ کر پوچھتے ہیں: تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟

فرشتوں پر ایمان لانے کے ثمرات

فرشتوں پر ایمان لانے سے مندرجہ ذیل نہایت عظیم الشان ثمرات و فوائد مرتب ہوتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ کی عظمت، قوت اور شوکت کا پتا چلتا ہے کیونکہ مخلوق کی عظمت سے خالق کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔

② اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاتا ہے کہ اس نے ہم انسانوں کی حفاظت کے لیے، ہمارے اعمال لکھنے اور دیگر امور کی انجام دہی کے لیے فرشتے مقرر فرمائے ہیں۔

③ فرشتوں سے محبت بڑھتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے ہیں۔

فرشتوں کا انکار کرنے والوں کی تردید

کچھ باطل عقیدہ لوگوں نے فرشتوں کے وجود کا انکار کیا ہے، وہ کہتے ہیں: فرشتوں سے مراد مخلوقات میں نیکی کی پوشیدہ قوت ہے۔ لیکن یہ عقیدہ قرآن کریم، حدیث اور اجماعِ امت کے سراسر منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ﴾ ”تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اور فرشتوں کو پیغام رساں مقرر کرنے والا ہے۔ (ایسے فرشتے) جو دو دو، تین تین اور چار چار پروں والے ہیں۔“①

سورۂ انفال میں فرمایا: ﴿ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ كَفَرُوا الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

① فاطر 35:1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ﴾ ''اور کاش! آپ دیکھیں، جب فرشتے کافروں کی جان قبض کرتے ہیں، وہ ان کے منہ اور ان کی پیٹھ پر مارتے ہیں۔''(1)

سورۂ انعام میں اس طرح فرمایا: ﴿وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْۤا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْۤا اَنْفُسَكُمْ﴾ ''اور کاش! آپ ظالموں کو اس حال میں دیکھیں جب وہ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں۔''(2)

سورۂ سبا میں فرشتوں کی ایک حالت کو یوں بیان فرمایا: ﴿حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۝﴾ ''حتی کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کر دی جاتی ہے تو وہ (باہم) کہتے ہیں: تمھارے رب نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں: حق (سچ کہا) اور وہ بہت بلند، بہت بڑا ہے۔''(3)

اہل جنت کے متعلق فرمایا: ﴿وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ۝ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ۝﴾ ''اور فرشتے (جنت کے) ہر دروازے سے ان کے پاس آئیں گے (اور کہیں گے:) تم پر سلام ہو، اس لیے کہ تم نے صبر کیا، لہٰذا آخرت کا گھر بہت خوب ہے۔''(4)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ» ''اللہ تعالیٰ جب کسی بندے سے محبت کرنے لگتا ہے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ندا کر کے کہتا ہے کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آسمان کے

(1) الأنفال 50:8. (2) الأنعام 93:6. (3) سبا 23:34. (4) الرعد 24,23:13.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے والوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو۔ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اسے زمین میں قبولِ عام حاصل ہو جاتا ہے۔''①

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلَى كُلِّ بَابٍ مِّنْ أَبْوَابِ الْمَسْجِدِ مَلَائِكَةٌ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، فَإِذَا جَلَسَ الْإِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ، وَجَاءُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ» ''جمعے کے دن مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں جو پہلے اور پھر اس کے بعد آنے والوں کے نام لکھتے ہیں جب امام (خطبے کے لیے منبر پر) بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور آ کر ذکر سنتے ہیں۔''②

ان نصوص سے صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ملائکہ کے اجسام ہیں۔ وہ معنوی قوتیں نہیں ہیں جیسا کہ باطل نظریات کے حامل ان کے بارے میں بے اصل اور فضول باتیں کرتے ہیں۔ مذکورہ نصوص کے تقاضے کے مطابق ہی مسلمانوں کا اجماع ہے۔

وَكُتُبِهٖ

③ اس کی کتابوں پر ایمان لائے۔

تیسرا رکن: کتب سماویہ پر ایمان

[وَكُتُبِهٖ] متن میں «الْكُتُب» کتاب کی جمع ہے جو مکتوب، یعنی لکھی ہوئی کے معنی میں ہے۔ ان سے مراد وہ کتابیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق پر رحمت کرتے ہوئے ان کی ہدایت

① صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، حديث :3209، وصحيح مسلم، البروالصلة، باب إذا أحب الله عبدًا......، حديث: 2637. ② صحيح البخاري، بدء الخلق، باب ذكر الملائكة صلوات الله عليهم، حديث :3211، و صحيح مسلم، الجمعة، باب فضل التهجير يوم الجمعة، حديث: 850.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اپنے رسولوں پر اتاریں تاکہ وہ دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کر سکیں۔

کتابوں پر ایمان چار باتوں کو شامل ہے

کتابوں پر ایمان لانا چار باتوں پر مشتمل ہے:

- اول: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کتب کا نزول برحق ہے۔
- دوم: جن کتب کے نام ہم جانتے ہیں ان پر بھی ایمان لانا، جیسا کہ قرآن کریم اللہ نے ہمارے رہبر اعظم حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا، تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی اور زبور حضرت داود علیہ السلام کو عطا کی گئی اور جن کتب کے نام ہم نہیں جانتے ان پر بھی اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے۔
- سوم: ان واقعات کی صحت پر ایمان لانا جن کے بارے میں ان کتابوں میں خبر دی گئی ہے، جیسے قرآن کریم کے واقعات اور تورات و انجیل کے غیر تحریف شدہ واقعات۔
- چہارم: ان میں بیان کردہ اُن احکام پر عمل کرنا جو منسوخ نہیں ہوئے۔ ان پر رضا اور تسلیم کا اظہار کرنا، چاہے ان کی حکمت ہم جانیں یا نہ جانیں۔

قرآن کریم کے نازل ہونے کے بعد پہلی تمام کتابیں منسوخ ہوگئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ﴾ ”اور (اے نبی!) ہم نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ نازل کی، یہ تصدیق کرنے والی ہے ان کتابوں کی جو اس سے پہلے تھیں اور ان پر نگہبان ہے۔“[1]

ہمارے لیے پہلی کتابوں کے کسی بھی حکم پر عمل کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک قرآن کریم اس کی تصدیق نہ کردے۔

[1] المآئدة 48:5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کے ثمرات

ان کتابوں پر ایمان لانے کے درج ذیل عمدہ اثرات مرتب ہوتے ہیں، مثلاً:

① اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت اور مہربانی کا علم حاصل ہوتا ہے کہ اس نے ہر قوم کی راہنمائی کے لیے ایک کتاب اتاری۔

② ہمیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کا علم ہوتا ہے کہ اس نے ہر قوم کے لیے ایسی شریعت نازل کی جو ان کے حالات کے مطابق ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا﴾ ''ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے ایک دستور اور طریقہ بنایا۔''①

وَرُسُلِهٖ

④ اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔

چوتھا رکن: رسولوں پر ایمان

[وَرُسُلِهٖ] الرسل: رسول کی جمع ہے جو مُرسل، یعنی رسول بنا کر بھیجا گیا کے معنوں میں ہے۔ اور رسول کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ ایسا انسان جس پر اللہ تعالیٰ شریعت کی وحی نازل کرے اور اسے تبلیغ کے لیے مقرر کرے۔ سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول (ہمارے رہبر اعظم حضرت) محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ ''(اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی۔''②

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ شفاعت کی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ

① المآئدة 5:48. ② النسآء 4:163.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: ''لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ ہمارے لیے سفارش کریں، وہ عذر کریں گے اور کہیں گے: نوح کے پاس جاؤ جو پہلے رسول ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے اہل دنیا کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔ پھر مکمل حدیث بیان کی۔''(1)

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی محمد ﷺ کے متعلق فرمایا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ ''محمد (ﷺ) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔''(2)

اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں یا تو مستقل شریعت دے کر اپنا رسول بھیجا ہے، یا کسی نبی کی طرف سابقہ شریعت کی وحی کی تاکہ وہ اس کی تجدید کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''(3)

ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ﴾ ''اور کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔''(4)

نیز فرمایا: ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا﴾ ''بے شک ہم نے تورات نازل کی، اس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ انبیاء جو اللہ کی اطاعت کرنے والے تھے اس کے مطابق یہودیوں کے فیصلے کرتے تھے۔''(5)

تمام رسول بشر اور مخلوق ہیں، ان میں ربوبیت اور الوہیت کی کوئی خاصیت نہیں پائی جاتی۔ ہمارے نبی محمد رسول اللہ ﷺ سب رسولوں سے افضل ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ کا مرتبہ سب سے بڑھ کر ہے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(1) صحيح البخاري، التوحيد، باب كلام الرّب تعالى يوم القيامة مع الأنبياء و غيرهم، حديث: 7510، وصحيح مسلم، الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، حديث: 193. (2) الأحزاب 40:33. (3) النحل 36:16. (4) فاطر 24:35. (5) المآئدة 44:5.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْۗءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ﴾ ''کہہ دیجیے: میں اپنی جان کے لیے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔''①

ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿قُلْ اِنِّىْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۝ قُلْ اِنِّىْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ ڏ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۝﴾ ''کہہ دیجیے: بلاشبہ میں تمھارے لیے کسی نقصان کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ بھلائی کا، کہہ دیجیے: یقیناً مجھے اللہ (کے عذاب) سے کوئی پناہ نہ دے گا اور اس کے سوا میں ہرگز کوئی جائے پناہ نہیں پاؤں گا۔''②

ان رسولوں میں تمام بشری خصوصیات پائی جاتی تھیں۔ وہ بیمار پڑتے تھے، انھیں موت آتی تھی، کھانے اور پینے کی ضروریات میں دوسرے انسانوں کی طرح وہ بھی محتاج تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کرتے ہوئے یہ بھی کہا: ﴿وَالَّذِيْ هُوَ يُطْعِمُنِيْ وَيَسْقِيْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ۝ وَالَّذِيْ يُمِيْتُنِيْ ثُمَّ يُحْيِيْنِ ۝﴾ ''اور وہی مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے، اور وہی مجھے موت دے گا، پھر دوبارہ مجھے زندہ کرے گا۔''③

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ، أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ، فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي» ''میں تمھاری طرح بشر ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو میں بھی بھول جاتا ہوں۔ جب میں بھول جایا کروں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔''④

① الأعراف 188:7. ② الجن 22,21:72. ③ الشعرآء 79:26-81. ④ صحيح البخاري، الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان، حديث: 401، و صحيح مسلم، المساجد، باب السهو في الصلاة والسجود له، حديث: 572.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے انبیاء کے اعلیٰ اوصاف بیان فرمائے ہیں اور ان کی توصیف فرماتے ہوئے انھیں اپنے مخلص بندے قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿ إِنَّهُۥ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا ۝ ﴾ ''اور وہ (نوح) ایک شکر گزار بندہ تھا۔''①

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا: ﴿ تَبَارَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَىٰ عَبْدِهِۦ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا ۝ ﴾ ''وہ ذات بڑی ہی با برکت ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان (قرآن) نازل کیا تا کہ وہ جہان والوں کے لیے ڈرانے والا بنے۔''②

حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کے متعلق فرمایا: ﴿ وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝ وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝ ﴾ ''اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب کو یاد کیجیے جو قوت و بصیرت والے تھے، بے شک ہم نے انھیں ایک خاص وصف، آخرت کی یاد کے ساتھ چن لیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک یقیناً برگزیدہ، نیکوکاروں میں سے تھے۔''③

حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق فرمایا: ﴿ إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِّبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ ﴾ ''وہ (عیسیٰ) تو صرف ایک بندہ ہے جس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے (اپنی قدرت کا) ایک نمونہ بنا دیا۔''④

رسولوں پر ایمان لانا چار باتوں کو شامل ہے

رسولوں پر ایمان لانے میں مندرجہ ذیل چار باتیں شامل ہیں:

❊ اول: اس بات پر ایمان لانا کہ ان کی رسالت اللہ تعالیٰ کی طرف سے برحق ہے اور کسی ایک رسول کا کفر کرنا سب رسولوں کا کفر کرنے کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ ﴾ ''قوم نوح نے رسولوں کو جھٹلایا۔''⑤

① بنيٓ إسرآء يل 3:17. ② الفرقان 1:25. ③ صٓ 45:38-47. ④ الزخرف 59:43. ⑤ الشعرآء 105:26.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ نے قومِ نوح کے بارے میں فرمایا کہ اس قوم کے لوگوں نے سب رسولوں کو جھٹلایا، حالانکہ اس وقت ان کے علاوہ کوئی دوسرا رسول نہیں تھا، انھوں نے صرف حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔ اسی طرح عیسائی لوگ جنھوں نے ہمارے آقا و سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی نہیں کی انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی پیروی نہیں کی، حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں خاص طور پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت دی تھی۔ اس بشارت کا یہی مطلب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کی طرف اللہ کے رسول ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انھیں ضلالت اور گمراہی سے نکال کر صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے گا۔

✧ دوم: جن رسولوں کے نام قرآن کریم میں مذکور ہیں ان پر بھی ایمان لانا، جیسے: محمد، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور نوح علیہم السلام اور یہ پانچوں اولوالعزم رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔ سورۂ احزاب میں فرمایا: ﴿ وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنكَ وَمِن نُّوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ ﴾ ”اور (اے نبی! یاد کریں) جب ہم نے تمام نبیوں سے اُن کے عہد لیے اور آپ سے بھی اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ ابن مریم سے بھی۔“ [1]

سورۂ شوریٰ میں فرمایا: ﴿ شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ ۖ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ﴾ ”اس نے تمھارے لیے وہی دین مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جو ہم نے (اے نبی!) آپ کی طرف وحی کی ہے اور جس کا تاکیدی حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ تم اس دین کو قائم رکھو اور تم اس میں فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ۔“ [2]

اور جن پیغمبروں کے نام ہم نہیں جانتے ان پر بھی اجمالاً ایمان لانا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

---

[1] الأحزاب 7:33. [2] الشورىٰ 13:42.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ﴾ ''آپ سے پہلے ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں، بعض کے حالات ہم نے آپ کو بتائے ہیں اور بعض کے نہیں بتائے۔''[1]

- سوم: ان سے ثابت شدہ واقعات پر ایمان لانا۔
- چہارم: ان رسولوں میں سے جو رسول ہماری طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں، ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرنا۔ اور وہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ ہیں جو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴾ ''چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔''[2]

انبیاء و رسل علیہم السلام پر ایمان لانے کے فوائد وثمرات

رسولوں پر ایمان لانے کے یہ جلیل القدر فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1. اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت اور شفقت کا پتا چلتا ہے کہ کس کمال مہربانی کے باعث ان کی طرف اللہ نے اپنے رسول بھیجے تاکہ انھیں صراط مستقیم کی ہدایت کریں اور انھیں بتائیں کہ وہ اپنے رب کی عبادت کس طرح کریں کیونکہ صرف انسانی عقل اس کا ادراک نہیں رکھتی۔
2. اس نعمت کبریٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔
3. رسولوں سے محبت اور ان کی تعظیم کی جائے۔ ان کے شایانِ شان ان کی توصیف کی

---

[1] المؤمن 78:40. [2] النسآء 65:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کیونکہ وہ اللہ کے رسول ہیں، انھوں نے اللہ کے احکام کی تبلیغ کی، اللہ کی عبادت کا حق ادا کیا اور انسانوں کی بھلائی اور خیر خواہی کے لیے کوشاں رہے۔

رسولوں سے عداوت رکھنے والے لوگوں نے محض عناد اور حسد کی وجہ سے ان کی تکذیب کی اور کہنے لگے: رسول بشر نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قولِ باطل کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝﴾ ''اور لوگوں کے پاس ہدایت آجانے کے بعد انھیں ایمان لانے سے صرف اس چیز نے روکا کہ انھوں نے کہا: کیا اللہ نے بشر رسول بھیجا ہے؟ کہہ دیجیے: اگر زمین میں فرشتے ہوتے جو یہاں مطمئن ہوکر چلتے پھرتے تو ہم ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ ہی رسول بنا کر نازل کرتے۔'' [1]

اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو باطل قرار دیا ہے چونکہ زمین پر انسان بستے ہیں، اس لیے ان کی طرف ایک انسان ہی کو پیغمبر بنا کر بھیجنا ضروری تھا۔ اگر زمین پر فرشتے آباد ہوتے تو ان کی طرف فرشتے کو پیغمبر بنا کر بھیجا جاتا تاکہ وہ اُنھی جیسا ہوتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کے قول کا حوالہ دے کر فرمایا: ﴿اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ﴾ ''(وہ کہنے لگے:) تم ہمارے جیسے بشر ہی تو ہو، تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان (معبودوں) سے روک دو جن کی ہمارے باپ دادا عبادت کرتے تھے، لہٰذا ہمارے پاس کوئی کھلی دلیل (معجزہ) لے آؤ۔ ان کے رسولوں نے ان سے کہا: واقعی ہم تمھارے جیسے بشر ہی ہیں، لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس پر احسان کرتا

[1] بنیٓ إسرآءیل 95,94:17.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور ہمیں یہ اختیار نہیں کہ ہم اللہ کے حکم کے بغیر تمھارے پاس کوئی معجزہ لا سکیں۔''①

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ

⑤ آخرت کے دن پر ایمان لائے۔

پانچواں رکن: آخرت کے دن پر ایمان

[وَالْيَوْمِ الْآخِرِ] آخرت کے دن سے مراد قیامت کا دن ہے جس روز لوگوں کو حساب اور جزا کے لیے اٹھایا جائے گا۔ اس کا نام «الْيَوْمُ الْآخِر» ''آخری دن'' اس لیے ہے کہ اس دن کے بعد کوئی دن نہیں ہے کیونکہ اہل جنت اپنی منازل میں قرار پکڑ لیں گے اور اہل جہنم اپنی منازل میں۔

قیامت پر ایمان تین باتوں کو شامل ہے

قیامت کے دن پر ایمان رکھنے میں تین باتیں شامل ہیں:

✧ اول: مرنے کے بعد جی اٹھنے پر ایمان: اور وہ ہے مُردوں کو زندہ کرنا، یعنی جب دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ اللہ رب العالمین کے حضور پیش ہونے کے لیے قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، دراں حالیکہ وہ بغیر جوتوں کے ننگے پاؤں ہوں گے، بغیر کپڑوں کے ننگے بدن ہوں گے اور ختنے کے بغیر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴾ ''جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے (یہ) ہمارے ذمے وعدہ ہے اور بے شک ہم اسے پورا کرنے والے ہیں۔''②

مرنے کے بعد جی اٹھنا برحق ہے۔ کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت اس پر

① إبراهيم 14:10،11. ② الأنبيآء 21:104.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلالت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ﴾ ''پھر بے شک تم اس کے بعد مرنے والے ہو، پھر قیامت کے روز یقیناً تم دوبارہ اٹھائے جاؤ گے۔''[1]

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا» ''قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کے اٹھائے جائیں گے۔''[2]

مسلمانوں کا اس کے حق سچ اور ثابت ہونے پر اجماع ہے۔ عقل و حکمت کا بھی یہی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس مخلوق کو دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے اور رسولوں اور پیغمبروں نے انھیں جو احکام دیے ان پر عمل کرنے والوں کو جزا دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ﴾ ''کیا تم نے یہ سمجھا تھا کہ ہم نے تمھیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے۔''[3]

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا: ﴿اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ﴾ ''بلاشبہ وہ (اللہ) جس نے آپ پر قرآن نازل کیا، یقیناً وہ آپ کو لوٹنے کی جگہ کی طرف لوٹانے والا ہے۔''[4]

✵ دوم: حساب کتاب اور جزا پر ایمان: بندے سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور اس پر اسے جزا دی جائے گی۔ کتاب و سنت اور مسلمانوں کا اجماع اس پر دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اِنَّ اِلَيْنَآ اِيَابَهُمْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا حِسَابَهُمْ﴾ ''بے شک ہماری ہی طرف ان کی واپسی ہے، پھر بے شک ان کا حساب لینا ہمارے ہی ذمے ہے۔''[5]

[1] المؤمنون 23:15، 16. [2] صحیح البخاري، الرقاق، باب الحشر، حدیث: 6524، 6525، وصحیح مسلم، الجنة ونعیمها، باب فناء الدنیا...... حدیث: 2859 واللفظ لہ. [3] المؤمنون 23:115. [4] القصص 28:85. [5] الغاشیة 88:25، 26.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ﴿مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ﴾ ''جو شخص (وہاں) ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے دس گنا (ثواب) ہوگا، اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا تو اسے بس اس کے برابر ہی سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔''①

سورۂ انبیاء میں یوں فرمایا: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۚ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ﴾ ''اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، پھر کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہوگا، اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (عمل) ہوگا تو ہم اسے (تولنے کے لیے) لے آئیں گے، اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں۔''②

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهُ وَ يَسْتُرُهُ، فَيَقُولُ: أَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا؟ أَتَعْرِفُ ذَنْبًا كَذَا؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ! أَيْ رَبِّ! حَتّٰى إِذَا قَرَّرَهُ بِذُنُوبِهِ وَرَأٰى فِي نَفْسِهِ أَنَّهُ هَلَكَ، قَالَ: سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ، فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهِ وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيُنَادِي بِهِمْ عَلٰى رُءُوسِ الْأَشْهَادِ......» ''بے شک اللہ تعالیٰ ایک ایماندار شخص کو اپنے قریب بلائے گا۔ اس پر اپنا پردہ ڈال کر اسے (دوسروں سے) چھپائے گا اور فرمائے گا: کیا تو نے فلاں گناہ کیا تھا؟ کیا تو نے یہ گناہ بھی کیا تھا؟ (وہ گناہ بھی کیا تھا؟) وہ کہے گا: جی ہاں، اے میرے پروردگار! جب وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے گناہوں کا اقرار کرلے گا تو اپنے دل میں سوچے گا کہ اب تو میں ہلاک ہو گیا، تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا: دنیا میں میں نے تجھ پر پردہ ڈالے رکھا (تیرا گناہ ظاہر نہیں کیا، جا) آج بھی میں تجھے معاف کیے دیتا ہوں۔ اس کے بعد اسے اس کی نیکیوں کا صحیفہ دے دیا جائے گا (پھر اللہ کی رحمت سے وہ جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔)''

① الأنعام 160:6. ② الأنبیاء 47:21.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبکہ کافروں اور منافقوں کے بارے میں گواہی دینے والے کہیں گے: ﴿ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝﴾ ''یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اپنے رب پر جھوٹ گھڑا تھا، سن لو! ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''①

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: ''جو کوئی کسی نیک کام کا ارادہ کرتا ہے اور کر گزرتا ہے اللہ تعالیٰ دس نیکیوں سے لے کر سات سو نیکیوں تک بلکہ (اخلاص وتقویٰ کے مطابق) اس سے بھی زیادہ اسے جزا دیتا ہے۔ اور جب کوئی کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور گناہ کر لیتا ہے، اس کے ذمے صرف ایک گناہ لکھا جاتا ہے۔''②

حساب کتاب اور اعمال کی جزا پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی حکمت بھی اسی کا تقاضا کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں سے کتابیں نازل فرمائیں، رسول مبعوث فرمائے اور بندوں پر ان کی اطاعت واتباع واجب قرار دی۔ ان کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری قرار دیا۔ مخالفت کرنے والوں اور جھٹلانے والوں کے ساتھ جہاد کرنا واجب کیا، انھیں قتل کرنے اور ان کے خون بہانے کو جائز قرار دیا، ان کی عورتوں کو لونڈیاں بنانے، ان کے بچوں کو قیدی بنانے اور ان کے مال قبضے میں لینے کو جائز قرار دیا۔ اگر حساب کتاب اور جزا وسزا کا تصور ہی ختم کر دیا جائے اور اس کا انکار کر دیا جائے تو یہ سب کچھ فضول اور کارِ بے خیر ٹھہرتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر اور دانا وحکیم ہے اُس کا کوئی عمل بے کار نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿ فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيْهِمْ بِعِلْمٍ وَّمَا كُنَّا غَآئِبِيْنَ ۝﴾ ''چنانچہ ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے تھے اور ہم رسولوں سے بھی ضرور

① هود 11: 18، صحيح البخاري، المظالم، باب قوله تعالى: ﴿ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ﴾، حديث: 2441، وصحيح مسلم، التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى......، حديث: 2768.

② صحيح البخاري، الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة، حديث: 6491، وصحيح مسلم، الإيمان، باب إذا هم العبد......، حديث: 131.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال کریں گے، پھر ہم (سب کچھ اپنے) علم سے ان کے سامنے ضرور بیان کریں گے، اور ہم (دنیا میں) غائب (غیر حاضر) تو نہ تھے۔''①

❁ سوم: جنت اور دوزخ پر ایمان: انسان کا دائمی ٹھکانا جنت ہے یا دوزخ۔ جنت دارِ نعیم (نعمتوں کا گھر) ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن اور متقی بندوں کے لیے تیار کیا ہے جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی واجب کردہ چیزوں پر ایمان لانے کے بعد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی، نیک عمل کیے اور رسول ﷺ کی پیروی اختیار کرتے ہوئے اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بندگی کی۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کے لیے انواع و اقسام کی نعمتیں تیار کیں، چنانچہ فرمایا: «مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ، وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ» ''جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال تک گزرا ہے۔''②

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاؤُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝﴾ ''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کیے، وہی لوگ مخلوق میں بہترین ہیں۔ ان کی جزا ان کے رب کے ہاں ہمیشہ رہنے والے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے ابد تک، اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، یہ اس کو ملتا ہے جو اپنے رب سے ڈر گیا۔''③

ایک دوسری جگہ فرمایا: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ ''کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے اعمال کے بدلے میں ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کی کون کون سی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں۔''④

---

① الأعراف 7:6,7۔ ② صحيح البخاري، التفسير، باب: قوله: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ......﴾، حديث: 4780,4779۔ ③ البينة 98:7,8۔ ④ السجدة 32:17۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوزخ دارِ عذاب (عذاب کا گھر) ہے جو اللہ تعالیٰ نے کافروں اور ظالموں کے لیے تیار کیا ہے جنھوں نے اللہ کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی۔ اس میں طرح طرح کے عذاب اور سزائیں ہیں جو کسی کے تصور میں نہیں آ سکتیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِيٓ أُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِينَ﴾ ''اور اس آگ سے بچو (ڈرو) جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔''[1]

نیز فرمایا: ﴿إِنَّآ أَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِينَ نَارًا أَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۚ وَإِن يَسْتَغِيثُوا يُغَاثُوا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ يَشْوِي الْوُجُوهَ ۚ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا﴾ ''بلاشبہ ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتوں نے ان کا احاطہ کر رکھا ہے اور اگر وہ فریاد کریں گے تو ایسے پانی کے ساتھ ان کی فریاد رسی کی جائے گی جو تیل کی تلچھٹ کے مانند ہوگا، وہ (ان کے) چہرے بھون ڈالے گا، وہ برا مشروب ہے اور وہ بری آرام گاہ ہے۔''[2]

سورۂ احزاب میں فرمایا: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خٰلِدِينَ فِيهَآ أَبَدًا ۖ لَّا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَآ أَطَعْنَا اللّٰهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا﴾ ''بلاشبہ اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے خوب بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے وہ اس میں ہمیشہ ابد تک رہیں گے، وہ (اپنا) کوئی دوست اور کوئی مددگار نہ پائیں گے۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے تو وہ کہیں گے: اے کاش! ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔''[3]

یوم آخرت پر ایمان لانے میں ان تمام احوال و واقعات پر ایمان لانا بھی شامل ہے جو موت کے بعد پیش آنے والے ہیں، جیسے:

① قبر کا فتنہ: میت کو قبر میں دفن کرنے کے بعد قبر میں اس سے رب، رسول اور دین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کون سا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟

---

[1] آل عمران 3:131. [2] الکھف 18:29. [3] الأحزاب 33:64-66.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایمانداروں کو اللہ تعالیٰ صحیح جواب کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے۔ مومن جواب دیتا ہے کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے، میرے نبی محمد ﷺ ہیں اور میرا دین اسلام ہے۔

ظالموں اور کافروں سے کوئی جواب بن نہیں آتا۔ کافر کہتا ہے: ہائے ہائے افسوس! مجھے تو کچھ پتا نہیں۔ منافق اور شک و شبہے میں پڑا ہوا شخص کہتا ہے: لوگ ایک بات کہا کرتے تھے، میں بھی ایمان اور تصدیق کے بغیر وہ بات کہہ دیتا تھا۔

② قبر کے عذاب اور قبر کی نعمتوں پر ایمان لانا: ظالموں، منافقوں اور کافروں کو عذابِ قبر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ ٱلظَّٰلِمُونَ فِى غَمَرَٰتِ ٱلْمَوْتِ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ بَاسِطُوٓا۟ أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوٓا۟ أَنفُسَكُمُ ۖ ٱلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ ٱلْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى ٱللَّهِ غَيْرَ ٱلْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ ءَايَٰتِهِۦ تَسْتَكْبِرُونَ﴾ ”اور کاش! آپ ظالموں کو اس حال میں دیکھیں جب وہ موت کی سختیوں میں گرفتار ہوتے ہیں اور فرشتے (یہ کہتے ہوئے) اپنے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمھیں بدلے میں ذلت کا عذاب دیا جائے گا کیونکہ تم اللہ پر ناحق باتیں گھڑتے تھے اور اس کی آیتیں سن کر تکبر کرتے تھے۔“ [1]

آلِ فرعون کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ٱلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ ٱلسَّاعَةُ أَدْخِلُوٓا۟ ءَالَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ ٱلْعَذَابِ﴾ ”(وہ دوزخ کی) آگ ہے جس پر انھیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے، اور جس دن قیامت قائم ہوگی (کہا جائے گا:) آلِ فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔“ [2]

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: «فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِّنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ» ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ. فَقَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ» فَقَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ. فَقَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» فَقَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ،

---

[1] الأنعام 93:6. [2] المؤمن 46:40.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ. قَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ» قَالُوا: نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ» ''اگر اس بات کا خیال نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن نہیں کرو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ تم کو قبر کا عذاب سنائے جو میں سن رہا ہوں۔'' پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''آگ کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم آگ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ مانگو ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور ان فتنوں سے جو باطن ہیں۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ان فتنوں سے جو ظاہر ہیں اور ان فتنوں سے جو پوشیدہ ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔''

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا: ہم دجال کے فتنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں۔[1]

قبر کی نعمتیں اور آسائشیں مومنین صادقین کے لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝﴾ ''بلاشبہ جن لوگوں نے کہا: ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں (اور ان سے کہتے ہیں) کہ نہ تم ڈرو، نہ غم کرو اور اس جنت سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔''[2]

[1] صحیح مسلم، الجنة وصفة نعيمها......، باب عرض مقعد الميت......، حديث:2867. [2] حٰم السجدة 41:30.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ ۝ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِيْنِيْنَ ۝ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ۝ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ۝﴾ ''پھر کیوں نہیں (تم روح کو پھیر لیتے) جب وہ حلق تک پہنچتی ہے اور تم اس وقت دیکھ رہے ہوتے ہو اور ہم تمھاری نسبت اس کے زیادہ قریب ہوتے ہیں، لیکن تم دیکھتے نہیں۔ پھر اگر تم کسی کے محکوم نہیں تو کیوں نہیں اس (روح) کو پھیر لیتے، اگر تم سچے ہو؟ لیکن اگر وہ (مردہ) مقربین میں سے ہوا تو (اس کے لیے) راحت اور خوشبو اور نعمتوں والا باغ ہے۔''①

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کرتے ہیں کہ جب مومن بندہ قبر میں فرشتوں کے سوالوں کا جواب دے دیتا ہے، «فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ»، قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَ طِيبِهَا وَ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ» ''تو آسمان سے پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ اس کے لیے جنت کا بستر بچھادو، اسے جنت کا لباس پہنادو اور اس کے لیے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قبر میں اس مومن بندے کو جنت سے تازہ ہوا کے جھونکے اور خوشبو آنے لگتی ہے اور تاحد نگاہ اس کی قبر فراخ کردی جاتی ہے۔''②

یومِ آخرت پر ایمان لانے کے فوائد وثمرات

یومِ آخرت پر ایمان لانے سے بڑے اہم فوائد حاصل ہوتے ہیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

① الواقعة 56:83-89. ② سنن أبي داود، السنة، باب المسألة في القبر وعذاب القبر، حديث: 4753، ومسند أحمد: 287/4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

① اطاعت اور نیکی کے کاموں میں رغبت پیدا ہوتی ہے اور اس دن (آخرت) کا ثواب حاصل کرنے کی طلب اور تڑپ میں اضافہ ہوتا ہے۔

② اس دن کے عذاب سے ڈرتے ہوئے گناہ کے ارتکاب کے وقت خوف طاری رہتا ہے۔

③ آخرت کی نعمتوں کے حصول کی امید رکھتے ہوئے دنیا کے چندروزہ انعامات سے محرومی کا احساس ختم ہوجاتا ہے۔

یومِ آخرت کا انکار کرنے والوں کی شرعی، حسی اور عقلی دلائل سے تردید

کافر اور منکر لوگ مرنے کے بعد جی اٹھنے کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ایسا ناممکن ہے لیکن ان کا یہ خیال باطل ہے۔ شرع، مشاہدہ اور عقل اس کے باطل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

شرعی دلائل سے تردید: شریعت نے بعث بعد الموت کو بطور عقیدہ قبول کرنے کا حکم دیا ہے اور تمام آسمانی کتب اس پر متفق ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا أَن لَّن يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝﴾ ”کافروں نے دعویٰ کیا کہ وہ (قبروں سے) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ (اے نبی!) کہہ دیجیے: کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تمھیں ضرور اٹھایا جائے گا، پھر تمھیں ضرور بتائے جائیں گے جو تم نے عمل کیے، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔“[1]

مشاہدات کی روشنی میں تردید: اللہ تعالیٰ نے اسی دنیا میں مُردوں کو زندہ کرکے دکھلایا ہے۔ سورۂ بقرہ میں اس کی پانچ مثالیں موجود ہیں:

مثال ①: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: ”ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کو سامنے دیکھ لیں۔“ اللہ تعالیٰ نے انھیں مار ڈالا، پھر انھیں

---

[1] التغابن 64:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا کی وجہ سے) زندہ کر دیا۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: ﴿ وَاِذْ قُلْتُمْ يٰمُوْسٰى لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى نَرَى اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْكُمُ الصّٰعِقَةُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝﴾ ''یاد کرو جب تم نے کہا: اے موسیٰ! ہم ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ ہم اللہ کو سامنے دیکھ لیں تو تمھیں بجلی نے پکڑ لیا اور تم دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے تمھیں زندہ کیا تمھاری موت کے بعد تاکہ تم شکر کرو۔''[1]

مثال ②: ایک مقتول کے بارے میں بنی اسرائیل نے جھگڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ایک گائے ذبح کرو اور اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا مقتول کو مارو، وہ زندہ ہو کر اپنے قاتل کی خبر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق فرمایا: ﴿ وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا ۭ وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ۝ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا ۭ كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى ۙ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝﴾ ''اور جب تم نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا، پھر تم نے اس کے بارے میں جھگڑا کیا اور اللہ اسے ظاہر کرنے والا تھا جسے تم چھپاتے تھے، چنانچہ ہم نے کہا: تم اس (گائے کے گوشت) کا ایک ٹکڑا اس مردے کو مارو، اللہ اسی طرح مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ تمھیں اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھاتا ہے تاکہ تم سمجھو۔''[2]

مثال ③: اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا قصہ بیان فرمایا ہے جو موت سے ڈر کر نکل بھاگے، ان کی تعداد کئی ہزار تھی، اللہ تعالیٰ نے انھیں مار ڈالا، پھر انھیں زندہ کیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ ۠ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ۣ ثُمَّ اَحْيَاھُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ۝﴾ ''(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکلے اور وہ کئی ہزار تھے، پس اللہ نے ان سے کہا: تم مر جاؤ! پھر اس نے

---

[1] البقرۃ 2:55،56. [2] البقرۃ 2:72،73.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کو زندہ کر دیا، بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے، لیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔''①

مثال ④: اس شخص کا قصہ جو ایک ویران بستی کے پاس سے گزرا جس کے رہنے والے سب مرچکے تھے۔ انھوں نے ان کے دوبارہ زندہ ہونے کو بعید خیال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں موت دے دی، پھر ایک سو سال کے بعد انھیں زندہ کیا۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿ اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰى قَرْیَةٍ وَّهِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰى یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ ''یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی سے گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی؟ اس نے کہا: اللہ اس بستی کو اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اسے ایک سو سال کے لیے موت دے دی، پھر اسے زندہ کیا۔ اللہ نے پوچھا: تو کتنی دیر (یہاں) رہا ہے؟ اس نے کہا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ نے فرمایا: (نہیں!) بلکہ تو (موت کی حالت میں) سو سال رہا، البتہ تو اپنے کھانے اور پینے (کے سامان) کی طرف دیکھ وہ بالکل سڑا بسا نہیں، نیز دیکھ اپنے گدھے (کے ڈھانچے) کو، اور (یہ سب اس لیے ہوا ہے کہ) ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں اور تو (گدھے کی) ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم کیسے انھیں ابھار کر جوڑتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، پھر جب اس کے سامنے (یہ سب) واضح ہو گیا تو اس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''②

① البقرۃ 2:243. ② البقرۃ 2:259.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثال ⑤: حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا: مجھے دکھلا کہ تو مُردوں کو کس طرح زندہ کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ چار پرندے پکڑ لیں، انھیں ذبح کریں (ان کا گوشت ایک دوسرے کے ساتھ ملا دیں) پھر انھیں الگ الگ تقسیم کر کے اپنے قریب پہاڑوں پر رکھ دیں، پھر انھیں آواز دیں تو ہر ایک پرندے کے سارے اجزا باہم مل کر زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے آپ کی طرف آئیں گے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ۭ قَالَ بَلٰي وَلٰكِنْ لِّيَطْمَىِٕنَّ قَلْبِيْ ۭ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰي كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ۭ وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ ''اور جب ابراہیم نے کہا: اے میرے رب! مجھے دکھا تو مردوں کو کیسے زندہ کرے گا؟ اللہ نے کہا: کیا تو (اس پر) ایمان نہیں لایا؟ ابراہیم نے کہا: کیوں نہیں! (ایمان تو رکھتا ہوں) لیکن میں قلبی اطمینان چاہتا ہوں۔ اللہ نے فرمایا: پھر تو چار پرندے لے اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے، پھر ان کو بلا، وہ تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے اور جان لے کہ بے شک اللہ غالب، خوب حکمت والا ہے۔''[1]

یہ حسی اور مشاہداتی مثالیں ہیں جو مردوں کے زندہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس سے قبل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات میں بھی اس امر کی طرف اشارہ گزر چکا ہے کہ وہ اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کر دیتے تھے اور اللہ ہی کے حکم سے انھیں قبروں سے باہر نکالتے تھے۔

عقلی دلائل سے تردید: عقل بھی موت کے بعد زندگی کے وجود پر دو انداز سے دلالت کرتی ہے:

① اللہ تعالیٰ زمین و آسمان اور دونوں کے درمیان موجودات کا خالق ہے۔ جب اس نے

---

① البقرۃ 260:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتداءً یہ سب کچھ پیدا کر دکھایا ہے تو اسے دوبارہ زندہ کرنے اور لوٹانے سے وہ کیسے عاجز رہ جائے گا؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ﴾ ''اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔''①

نیز فرمایا: ﴿ كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ ﴾ ''جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی تھی اسی طرح ہم اس کا اعادہ کریں گے۔ ہمارے ذمے وعدہ ہے، بے شک ہم اسے پورا کرنے والے ہیں۔''②

جو شخص بوسیدہ ہڈیوں کے دوبارہ زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے، اس کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴾ ''آپ کہہ دیجیے: انھیں وہی (اللہ) زندہ کرے گا جس نے انھیں پہلی بار پیدا کیا اور وہ ہر طرح کے پیدا کرنے کو خوب جانتا ہے۔''③

② زمین بالکل مردہ اور بے آب و گیاہ ہوتی ہے، اس میں کوئی سبزہ دکھائی نہیں دیتا، بارش برستی ہے تو اس سے مردہ زمین زندہ ہو جاتی ہے اور ہر طرف سبزہ لہلہانے لگتا ہے۔ اسی طرح مردہ زمین کو زندہ کرنے والا رب تعالیٰ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴾ ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آپ زمین کو دبی ہوئی (خشک اور بنجر) دیکھتے ہیں، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے (پھلنے پھولنے) لگتی ہے، بلاشبہ وہ (اللہ) جس نے اس (زمین) کو زندہ کیا، وہ مردوں کو ضرور زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''④

① الروم 27:30. ② الأنبیاء 104:21. ③ یٰسٓ 79:36. ④ حٰمٓ السجدة 39:41.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ قٓ میں فرمایا: ﴿ وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً مُّبٰرَكًا فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ جَنّٰتٍ وَّحَبَّ الْحَصِيْدِ ۝ وَالنَّخْلَ بٰسِقٰتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝ رِّزْقًا لِّلْعِبَادِ ۙ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۭ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ ۝ ﴾ ''اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی نازل کیا، پھر ہم نے اس کے ذریعے سے باغات اور اناج کی کٹنے والی فصل اگائی اور کھجور کے بلند و بالا درخت (پیدا کیے) جن کے شگوفے تہ بہ تہ ہیں بندوں کی روزی کے لیے، اور ہم نے اس (پانی) کے ذریعے سے مردہ زمین کو زندہ کیا، اسی طرح (مرنے کے بعد قبروں سے) نکلنا ہے۔''[1]

قبر کے عذاب یا نعمتوں کا انکار کرنے والوں کی تردید

باطل اور فاسد عقیدے کے کچھ لوگ عذاب قبر اور قبر کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں ایسا ناممکن ہے۔ ان کے بقول اگر کسی کی قبر کھولی جائے تو اس میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی، وہ کشادہ یا تنگ بھی نہیں ہوتی۔

اس طرح کا عقیدہ شرع کے بھی خلاف ہے اور مشاہدات اور عقل کے بھی۔

شرعی نصوص، جن سے قبر کا عذاب یا قبر کی نعمتیں ثابت ہوتی ہیں، یوم آخرت کے بیان میں گزر چکی ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ کے کسی باغ سے باہر تشریف لائے، آپ ﷺ نے دو انسانوں کی آوازیں سنیں، جنھیں ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا...... پھر تفصیلاً ساری روایت بیان کی، اس میں یہ بھی مذکور ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: «كَانَ أَحَدُهُمَا لَا يَسْتَتِرُ مِنَ الْبَوْلِ وَكَانَ الْآخَرُ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ» ''ان میں سے ایک پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا۔''[2]

---

[1] قٓ 50:9-11. [2] صحيح البخاري، الأدب، باب النميمة من الكبائر، حديث: 6055، وصحيح مسلم، الطهارة، باب الدليل على نجاسة البول و وجوب الاستبراء منه، حديث: 292.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشاہدہ بھی عذاب قبر پر دلالت کرتا ہے، جیسے: کوئی انسان نیند کی حالت میں خواب دیکھتا ہے کہ وہ ایک سرسبز و شاداب باغ میں سیر کر رہا ہے اس میں طرح طرح کے پھل ہیں اور وہ کھا پی رہا ہے یا وہ نہایت تنگ اور وحشت ناک جگہ میں دکھ اور درد محسوس کر رہا ہوتا ہے۔ بسا اوقات وہ خواب کی وجہ سے بیدار بھی ہو جاتا ہے، حالانکہ وہ اپنے گھر میں اپنے ہی بستر پر ہوتا ہے۔ اور نیند بھی موت کی مثل ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نیند کو ''وفات'' کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ﴾ ''اللہ ہی موت کے وقت جانوں کو فوت کرتا ہے اور جس کی موت نہیں آئی ہوتی، اسے اس کی نیند میں (فوت کرتا ہے) پھر وہ اس (روح) کو روک لیتا ہے جس پر اس نے موت کا فیصلہ کر دیا ہو، اور دوسری کو ایک مقررہ وقت تک (واپس) بھیج دیتا ہے۔''[1]

عقل بھی عذاب قبر پر دلالت کرتی ہے۔ سونے والا نیند میں ایک خواب دیکھتا ہے اور وہ بعض اوقات واقعے کے مطابق سچا ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت کی سعادت حاصل کرتا ہے اور جو شخص آپ ﷺ کا حلیہ مبارک جانتا ہے وہ سمجھتا ہے کہ واقعتاً سچا خواب ہے اور اس نے آپ ﷺ ہی کو دیکھا ہے، حالانکہ سونے والا بہت دور اپنے کمرے میں اپنے بستر پر سویا ہوا ہے۔ اگر دنیا میں ایسا ممکن ہے تو پھر احوالِ آخرت میں کیوں ممکن نہیں؟

باقی رہا ان لوگوں کا یہ اعتراض کہ اگر قبر کو کھولا جائے تو وہ اپنی پہلی جیسی حالت ہی میں ہوتی ہے۔ فراخ یا تنگ نہیں ہوتی۔ اس کے جواب میں کئی باتیں کہی جا سکتی ہیں:

(1) شریعت نے جن باتوں کا اثبات کیا ہے اُن کا ایسے بودے اور رکیک شبہات سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس قسم کا شک کرنے والا شخص اس معاملے پر غور و فکر کرے گا تو اسے

[1] الزمر 42:39.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لازماً ان شبہات کے باطل ہونے کا یقین ہو جائے گا۔ کسی شاعر کا شعر ہے۔

وَكَمْ مِّنْ عَائِبٍ قَوْلًا صَحِيحًا
وَآفَتُهُ مِنَ الْفَهْمِ السَّقِيمِ

''بہت سے لوگ سچی اور فصیح بات میں بھی عیب نکالتے ہیں، حالانکہ اصل قصور ان کے ناقص فہم کا ہوتا ہے۔''

(2) برزخ کے احوال کا تعلق امورِ غیب سے ہے۔ یہ اُمور کسی حس کے ذریعے سے معلوم نہیں کیے جاسکتے۔ اگر کسی حس کے ذریعے سے انھیں معلوم کرنا ممکن ہوتا تو ایمان بالغیب کی حکمت فوت ہو جاتی، پھر ان پر ایمان لانے والے اور ان کا انکار کرنے والے دونوں ہی تصدیق میں برابر ہوتے (اور یہ بات محال ہے۔)

(3) قبر کے عذاب یا قبر کی نعمتوں کا تعلق، اسی طرح قبر کے فراخ یا تنگ ہونے کا معاملہ میت کے ساتھ ہے، دوسروں کو اس کا کچھ علم نہیں ہوسکتا، بالکل اُسی طرح جس طرح اپنے بستر پر سویا ہوا شخص اچھے خواب میں سیر و تفریح کرتا ہے، نعمتوں سے شاد کام ہوتا اور طرح طرح کے پھل اور عمدہ مشروبات کھاتا پیتا ہے لیکن دوسروں کو اس کا مطلق احساس نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ صحابہ کے درمیان تشریف فرما ہوتے تھے، آپ پر وحی نازل ہوتی تھی اور آپ ﷺ وحی کو سن رہے ہوتے تھے لیکن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دیکھتے تھے نہ ان کی باتیں سُن پاتے تھے۔

(4) انسان بس ایک حد تک ہی کسی بات کا ادراک کرسکتا ہے، وہ بھی اُسی قدر جس قدر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، لیکن ہر موجود کا ادراک اس کی طاقت سے باہر ہے۔ یہ ساتوں آسمان، ساتوں زمینیں اور ان میں موجود کائنات کی ہر چیز حقیقی طور پر اللہ کی تسبیح بیان کررہی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے کبھی سنا بھی دیتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ سب کچھ ہم سے چھپا ہوا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۚ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۗ ﴾ ''اس کی تسبیح کرتے ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور جو (مخلوق) ان میں ہے، اور کوئی چیز ایسی نہیں جو اس کی حمد کے ساتھ تسبیح نہ کرتی ہو، لیکن تم ان کی تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔''①

اسی طرح دنیا میں شیاطین اور جن چل پھر رہے ہیں، آرہے ہیں جا رہے ہیں۔ ایک موقع پر جنات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر بھی ہوئے تھے اور انھوں نے آپ سے قرآن کریم بھی سنا تھا اور اپنی قوم کو جا کر (اللہ کے عذابوں سے) ڈرایا بھی تھا۔ اس کے باوجود وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَآ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا ۗ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ۗ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ ''اے بنی آدم! کہیں شیطان تمھیں فتنے میں نہ ڈال دے جس طرح اس نے تمھارے ماں باپ کو جنت سے نکلوایا تھا۔ جب اس نے ان دونوں کا لباس اتروایا تھا تاکہ ان کو ان کی شرم گاہیں دکھادے۔ بے شک وہ اور اس کا قبیلہ تمھیں دیکھتا ہے جہاں سے تم انھیں نہیں دیکھ سکتے۔ بے شک ہم نے شیطانوں کو ان لوگوں کے دوست بنادیا جو ایمان نہیں لاتے۔''②

جب مخلوق ہر موجود کا ادراک نہیں کرسکتی تو پھر یہ بات کس طرح صحیح ہوسکتی ہے کہ شریعت نے غیب کی جو باتیں بتائی ہیں ان کا ادراک نہ ہوسکے تو ان کا انکار کردیا جائے؟

① بنیٓ إسرآء یل 44:17. ② الأعراف 27:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ. وَالدَّلِيلُ عَلٰى هٰذِهِ الْأَرْكَانِ السِّتَّةِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ﴾ (البقرة 2:177)

وَدَلِيلُ الْقَدَرِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى: ﴿اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ﴾ (القمر 54:49)

بھلی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔ ان چھ ارکان کی دلیل اللہ پاک کا یہ ارشاد ہے: ''نیکی یہ نہیں ہے کہ تم پھیر لو اپنے چہرے مشرق کی طرف یا مغرب کی (طرف)، بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ، یومِ آخر، ملائکہ، (اللہ کی نازل کی ہوئی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔'' تقدیر کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک یہ ہے: ''ہم نے ہر چیز ایک تقدیر (اندازے) کے ساتھ پیدا کی ہے۔''

چھٹا رکن: تقدیر پر ایمان

[وَ تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَ شَرِّهِ] تقدیر یا قدر (دال کی زبر کے ساتھ): اللہ تعالیٰ نے اپنے سابق علم اور حکمت و ارادے کے مطابق کائنات کی جو قسمت مقرر کر کے لکھ دی ہے، اسے تقدیر کہتے ہیں۔

تقدیر پر ایمان کی جزئیات

تقدیر پر ایمان میں چار باتیں شامل ہیں:

- اول: اللہ تعالیٰ ہر شے کا اجمال اور تفصیل کے ساتھ علم رکھتا ہے۔ اور اس کا یہ علم ازلی اور ابدی ہے، خواہ اس کا تعلق اس کے اپنے افعال کے ساتھ ہو یا بندوں کے افعال کے ساتھ۔
- دوم: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ لوحِ محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں باتوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ فِیْ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ﴾ ''کیا آپ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے، بلاشبہ یہ (سب کچھ) کتاب (لوحِ محفوظ) میں (درج) ہے، بے شک یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔''①

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: «كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ» ''اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے ہی خلائق کی تقدیر لکھ دی تھی۔''②

❖ سوم: اس بات پر ایمان لانا کہ کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے اللہ کی مشیت کے تحت ہوتا ہے، چاہے اس کا تعلق اس کے اپنے فعل کے ساتھ ہو یا مخلوق کے عمل کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فعل کے متعلق ارشاد فرمایا: ﴿وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ وَیَخْتَارُ ؕ﴾ ''اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔ اور (جسے چاہتا ہے) پسند کر لیتا ہے۔''③

سورۂ ابراہیم میں فرمایا: ﴿وَیَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ﴾ ''اور اللہ جو چاہے کرتا ہے۔''④

سورۂ آل عمران میں فرمایا: ﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ﴾ ''وہی ہے جو تمھاری ماؤں کے پیٹ میں تمھاری صورتیں جیسی چاہتا ہے بناتا ہے۔''⑤

اور مخلوق کے فعل کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَیْكُمْ فَلَقٰتَلُوْكُمْ ۚ﴾ ''اور اگر اللہ چاہتا تو انھیں تم پر مسلط کر دیتا، پھر وہ تم سے یقیناً لڑتے۔''⑥

سورۂ انعام میں فرمایا: ﴿وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا یَفْتَرُوْنَ﴾ ''اور (اے نبی!) اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ کام نہ کرتے، چنانچہ آپ ان لوگوں کو اور جو کچھ یہ

① الحج 70:22. ② صحیح مسلم، القدر، باب ذکر حجاج آدم و موسیٰ علیہما السلام، حدیث: 2653. ③ القصص 68:28. ④ إبراهيم 27:14. ⑤ آل عمران 6:3. ⑥ النسآء 90:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جھوٹ گھڑ رہے ہیں، (اُسی میں پڑا) رہنے دیجیے۔''[1]

✣ چہارم: اس بات پر ایمان لانا کہ تمام مخلوقات اور ان کی صفات اور حرکات کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَللّٰهُ خٰلِقُ كُلِّ شَیْءٍ ؗ وَّهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ۝ ﴾ ''اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے۔''[2]

سورۂ فرقان میں فرمایا: ﴿ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ۝ ﴾ ''اور اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا۔''[3]

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں فرمایا کہ انھوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ ﴾ ''حالانکہ اللہ ہی نے تمھیں اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔''[4]

تقدیر پر ایمان لانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ انسان کو اپنے اختیاری افعال میں قدرت اور مشیت حاصل نہیں رہتی، اس لیے کہ شریعت اور واقعات ومشاہدات یہ ثابت کرتے ہیں کہ انسان کو ارادے کا اختیار اور قوت حاصل ہے۔

شرعی دلالت ان آیات سے ثابت ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشیت اور ارادے کے متعلق فرمایا: ﴿ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰی رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ ﴾ ''چنانچہ جو چاہے اپنے رب کے پاس ٹھکانہ بنا لے۔''[5]

نیز فرمایا: ﴿ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ ؗ ﴾ ''پس تم جس طرح چاہو اپنی کھیتی میں (بیوی کے پاس) آؤ۔''[6]

اور قدرت وطاقت کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا ﴾ ''چنانچہ جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو اور سنو اور اطاعت کرو۔''[7]

سورۂ بقرہ میں فرمایا: ﴿ لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا

---

[1] الأنعام 112:6. [2] الزمر 62:39. [3] الفرقان 2:25. [4] الصّٰفّٰت 96:37. [5] النبا 39:78. [6] البقرة 223:2. [7] التغابن 16:64.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَكْتَسَبَتْ ۭ﴾ ''اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا، کسی شخص نے جو نیکی کمائی اس کا پھل اسی کے لیے ہے اور جو اس نے برائی کی اس کا وبال بھی اسی پر ہے۔''①

مشاہدہ اور واقعاتی شہادت بھی اس امر کی غماز ہے اور ہر انسان جانتا ہے کہ اسے کسی کام کو کرنے یا نہ کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ ایک کام جو انسان خود کرتا ہے اور ایک کام جو خود بخود اس سے سرزد ہو جاتا ہے اس کے فرق کو وہ خوب جانتا ہے، جیسے انسان خود ہی اپنے ارادے کے تحت کسی طرف چلنا شروع کر دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اپنے ارادے ہی سے رک جاتا ہے۔ اسی طرح بغیر ارادے کے اس کے جسم پر جب لرزہ اور کپکپی طاری ہوتی ہے، وہ جانتا ہے کہ جسم کی یہ حرکت غیر ارادی طور پر ہے اور میری مرضی کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

ہاں، البتہ یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ انسان کی مشیت اور قدرت اللہ تعالیٰ ہی کی مشیت کے ماتحت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝﴾ ''تم میں سے اس کے لیے جو بھی سیدھی راہ پر چلنا چاہے اور اللہ رب العالمین کے چاہے بغیر تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے۔''②

لامحالہ یہ بات بھی ہے کہ جب تمام کائنات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے تو اس کی ملکیت میں کوئی چیز بھی اس کے علم اور مشیت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

''عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ''

سابقہ بیان کے مطابق تقدیر پر ایمان لانا انسان کے لیے واجبات کو ترک کرنے اور معصیت کے کام کرنے کی حجت نہیں بنتا۔ اس سے اس طرح کی حجت پکڑنا بوجوہ باطل ہے:

① اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا لَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَآ اَشْرَكْنَا وَلَآ اٰبَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ حَتّٰى ذَاقُوْا بَاْسَنَا ۭ قُلْ هَلْ

① البقرۃ 286:2. ② التکویر 29,28:81.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنۡدَكُمۡ مِّنۡ عِلۡمٍ فَتُخۡرِجُوۡهُ لَنَا ؕ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا تَخۡرُصُوۡنَ ۞﴾

''جن لوگوں نے شرک کیا وہ جلد ہی کہیں گے: اگر اللہ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہم کوئی چیز حرام کرتے۔ اسی طرح ان لوگوں نے (حق کو) جھٹلایا تھا جو ان سے پہلے تھے یہاں تک کہ انھوں نے ہمارا عذاب چکھ لیا۔ کہہ دیجیے: کیا تمھارے پاس کچھ علم ہے تو اسے ہمارے سامنے پیش کرو؟ تم تو گمان ہی کی پیروی کرتے ہو، اور اٹکل پچو ہی سے کام لیتے ہو۔''①

مذکورہ آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر تقدیر ان کے لیے حجت قرار پاسکتی تو اللہ تعالیٰ انھیں عذاب کا مزہ نہ چکھاتا۔

② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيۡنَ وَمُنۡذِرِيۡنَ لِئَلَّا يَكُوۡنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعۡدَ الرُّسُلِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيۡزًا حَكِيۡمًا ۞﴾ ''خوشخبری دینے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اور اللہ بڑا زبردست، خوب حکمت والا ہے۔''②

اگر تقدیر منکرینِ رسالت کے لیے دلیل بنتی، پھر تو رسولوں کے آنے سے یہ دلیل ختم نہ ہوتی، جبکہ یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسولوں کے آنے کے بعد ان لوگوں کے پاس کوئی دلیل باقی نہ رہے۔

③ امام بخاری اور مسلم رحمہ اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے (روایت کے الفاظ صحیح بخاری کے ہیں) کہ نبی ﷺ نے فرمایا: «مَا مِنۡكُمۡ مِّنۡ أَحَدٍ إِلَّا وَ قَدۡ كُتِبَ مَقۡعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوۡ مِنَ الۡجَنَّةِ» قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ: «اِعۡمَلُوا فَكُلٌّ مُّيَسَّرٌ» ''تم میں سے ہر ایک کی جگہ جنت یا دوزخ میں لکھ دی گئی ہے۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! (پھر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے؟) ہم لکھے ہوئے ہی

① الأنعام 148:6. ② النسآء 165:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بھروسا کر لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عمل کرو۔ ہر انسان کو اسی کی توفیق حاصل ہوتی ہے (جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے۔)'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ۝ فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝﴾ ''پس لیکن جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اور بھلائی کو سچ مانا۔ یقیناً ہم اُسے عنقریب آسان راہ کی توفیق بخشیں گے۔''①

مسلم کی روایت میں ہے: «فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَهُ» ''ہر کوئی جس کے لیے پیدا کیا گیا ہے اس کی توفیق اسے حاصل ہو جاتی ہے۔''②

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور تقدیر پر بھروسا کر کے عمل چھوڑنے سے منع فرمایا ہے۔

④ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بعض کام کرنے کا حکم دیا ہے اور بعض کاموں سے منع فرمایا ہے، البتہ اسے (امر اور نہی میں) صرف اُس بات کا مکلف ٹھہرایا ہے جو اس کی قدرت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ﴾ ''چنانچہ جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرو۔''③

نیز فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ''اللہ کسی کو اس کی برداشت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔''④

لہٰذا اگر انسان فعل کے کرنے پر مجبور مانا جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اسے ایسے کام کی تکلیف دی جا رہی ہے جسے کر گزرنے کی وہ استطاعت نہیں رکھتا۔ یہ بات سراسر باطل ہے۔ اسی لیے جب کسی انسان سے جہالت، نسیان یا جبر کی وجہ سے کوئی معصیت کا کام سرزد

---

① الّيل 92:5-7. صحيح البخاري، التفسير، باب: ﴿فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ ۝﴾، حديث: 4946.
② صحيح مسلم، القدر، باب كيفية خلق الآدمي......، حديث: 2647. ③ التغابن 16:64. ④ البقرة 286:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں کیونکہ وہ مجبور و معذور ہے۔

⑤ تقدیر اللہ تعالیٰ کا ایک پوشیدہ راز ہے جس کا علم کسی کام کے کر لینے کے بعد ہوتا ہے، جبکہ انسان کا ارادہ اس کے فعل سے پہلے ظہور میں آتا ہے۔ وہ جب کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اس بات کا علم نہیں ہوتا کہ میری تقدیر میں کیا لکھا ہوا ہے۔ گویا اس کے ارادے کی بنیاد تقدیر پر نہیں ہوتی، لہٰذا اپنے کسی عمل یا بے عملی کی ذمہ داری سے بری ہونے کے لیے اس کا تقدیر کو حجت پکڑنا باطل ٹھہرتا ہے کیونکہ انسان جس بات کو جانتا ہی نہیں وہ اس کے لیے حجت کیسے بن سکتی ہے!

⑥ ہم اکثر دیکھتے ہیں انسان دنیاوی امور میں جو کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے حاصل کر کے رہتا ہے اور محض تقدیر کا بہانہ بنا کر عملی اقدامات سے نہیں رکتا مگر دینی امور، جن میں اس کے لیے نفع ہی نفع ہے، ان میں وہ تقدیر کو بہانہ بنا لیتا ہے۔ اس طرح وہ اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔ کیا دین اور دنیا کا معاملہ ایک سا نہیں ہونا چاہیے؟

ہم ایک مثال سے اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ انسان کے سامنے دو راستے ہیں، ایک راستہ کسی ایسے شہر کی طرف جاتا ہے جہاں لاقانونیت ہے، قتل و غارت ہے، چوری ہے، ڈاکہ زنی ہے، وہاں عزتیں محفوظ نہیں، خوف اور بھوک عام ہے۔ دوسرا راستہ ایک ایسے شہر کی طرف جاتا ہے جس کے بارے میں اُسے معلوم ہے کہ وہاں قانون کی بالادستی ہے، امن اور سلامتی ہے، مزے کی زندگی ہے، وہاں جان و مال اور عزت بھی محفوظ ہے اور ہر طرح کے عیش وعشرت کا سامان ہے۔ اب آپ خود ہی بتلائیں وہ کس راستے پر چلے گا؟ ظاہر ہے وہ اس راستے پر چلے گا جو اسے ایسے شہر کی طرف لے جاتا ہے جہاں قانون کی بالادستی ہے اور امن کا دور دورہ ہے اور مال و جان محفوظ ہیں۔ وہ تقدیر کو حجت بنا کر اس راستے پر نہیں چلے گا جو اُس شہر کی طرف جا نکلتا ہے جہاں لاقانونیت، خوف، غارتگری، بدامنی اور فساد کا راج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب آپ سوچیں کہ آخرت کے معاملے میں انسان آخر جنت کے راستے کو چھوڑ کر دوزخ کے راستے پر کیوں چلتا ہے اور تقدیر کا بہانہ کیوں بناتا ہے؟

ایک دوسری مثال لیجیے! ہم دیکھتے ہیں ایک مریض مرض سے شفا حاصل کرنے کے لیے کڑوی سے کڑوی دوا پیتا ہے، حالانکہ وہ اسے بالکل بھی پینا نہیں چاہتا اسی طرح اسے ایسا کھانا کھانے سے روک دیا جاتا ہے جو اسے نقصان پہنچائے باوجودیکہ مریض کو وہ کھانا مرغوب ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ بیماری سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ ایسا ممکن نہیں ہے کہ مریض دوا استعمال کرنے سے رک جائے اور ایسا کھانا کھائے جو اس کے مرض میں شدت پیدا کرنے کا باعث ہو۔ پھر اپنی تقدیر کو حجت بنائے اور کہے کہ اگر مجھے شفا ملنی ہے تو مل جائے گی۔

اگر ایک مریض ایسا نہیں کرتا تو پھر کیا وجہ ہے کہ انسان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام سے منہ موڑ لے اور جن کاموں سے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے ان کا ارتکاب کرے اور تقدیر کا بہانہ تراش لے؟

⑦ جو شخص واجبات کو چھوڑ دیتا ہے اور نافرمانیوں کا ارتکاب کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میری تقدیر میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے، اس سے پوچھیے: اگر کوئی شخص اس پر حملہ کر دے، اس کا مال چھین لے اور پھر کہے کہ بھائی صاحب! آپ مجھے ملامت نہ کریں، میں نے جو کچھ آپ کے ساتھ کیا ہے یہ تو آپ کی تقدیر میں لکھا ہُوا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ شخص اس کی حجت کو صحیح نہیں مانے گا اور اس کا عذر ہرگز قبول نہیں کرے گا، چنانچہ جب وہ کسی دوسرے کی زیادتی کو تقدیر کے نام پر قبول نہیں کرتا تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں خود ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو کر اپنے لیے تقدیر کو حجت کیوں ٹھہراتا ہے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک چور پکڑ کر لایا گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ وہ کہنے لگا: امیر المومنین! رکیے! میں نے جو چوری کی ہے، تقدیر الٰہی میں اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح لکھا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فوراً فرمایا: ہم بھی تمھارا ہاتھ اللہ ہی کی تقدیر کے تحت کاٹ رہے ہیں۔

تقدیر پر ایمان لانے کے نتائج وثمرات

تقدیر پر ایمان لانے کے نتیجے میں مندرجہ ذیل بہترین ثمرات ظاہر ہوتے ہیں:

① جب کوئی شخص اسباب اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ پر اعتماد اور توکل حاصل ہوتا ہے، اس لیے کہ اسے معلوم ہے کہ بجائے خود اسباب کی اپنی کوئی تاثیر نہیں بلکہ ان اسباب میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی نے رکھی ہے۔

② مقصد حاصل ہونے پر انسان خود پسندی اور تکبر میں مبتلا نہیں ہوتا بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اس لیے کہ مقصد کا حصول اللہ تعالیٰ ہی کی عطا کردہ نعمت ہے جو اس نے خیر اور کامیابی کے اسباب کے ساتھ مقدر فرمادی ہے۔ اگر انسان کسی نعمت پر خود پسندی اور تکبر کا مظاہرہ کرے تو وہ اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا فرض بھلا بیٹھتا ہے۔

③ اللہ کی تقدیر پر ایمان لانے سے انسان کے دل میں طمانیت اور راحت کا احساس بیدار ہوتا ہے۔ اس کے زیر اثر اگر اُسے اس کی مطلوبہ اور پسندیدہ چیز نہ بھی ملے یا کوئی مکروہ صورت پیش آجائے تو انسان دل برداشتہ نہیں ہوتا کیونکہ اسے معلوم ہے کہ میرے ساتھ جو معاملہ بھی پیش آرہا ہے وہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے جو زمین وآسمان کا مالک ہے۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ۝ لِّكَیْلَا تَاْسَوْا عَلٰی مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۝﴾ ”زمین میں اور تمھاری جانوں پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ تو کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں۔ یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے تاکہ تم اس (چیز) پر غم نہ کھاؤ جو (تمھارے ہاتھ سے) جاتی رہے اور نہ تم اس پر اتراؤ جو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمھیں عطا کرے اور اللہ ہر اترانے والے، فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''①

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ، وَ إِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَّهُ» ''مومن کا معاملہ بڑا ہی تعجب خیز ہے۔ اس کا کوئی معاملہ بھی خیر اور خوبی سے خالی نہیں ہوتا اور مومن کے علاوہ کسی کو یہ اعزاز نصیب نہیں، اگر اسے خوشی حاصل ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے۔ یہ بھی اس کے لیے خیر اور بھلائی ہے اور اگر اسے دکھ اور پریشانی آئے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے۔ اس میں بھی اس کے لیے بھلائی ہے۔''②

تقدیر کے بارے میں دو گمراہ فرقے اور ان کی تردید

① جبریہ: ان کا عقیدہ ہے کہ انسان مجبور محض ہے، نہ اس کا کوئی ارادہ ہے نہ اسے کسی کام کی قدرت ہے۔

② قدریہ: ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ انسان جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے ہی ارادے اور اپنی ہی قدرت سے کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور مشیت کو اس میں کوئی دخل نہیں۔

جبریہ فرقے کے عقیدے کی شرع اور مشاہدے سے تردید

① شرعاً اللہ تعالیٰ نے انسان کے ارادے اور اس کی مشیت کو ثابت کیا ہے اور عمل کی نسبت خود انسان کی طرف فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَمِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ ۚ﴾ ''تم میں سے کچھ لوگ دنیا چاہتے تھے اور کچھ آخرت کی خواہش رکھتے تھے۔''③

نیز فرمایا: ﴿وَقُلِ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ ۚ اِنَّآ

① الحدید 23,22:57. ② صحیح مسلم، الزھد والرقائق، باب المؤمن أمره كله خير، حدیث: 2999. ③ آل عمران 152:3.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا﴾ ''اور کہہ دیجیے: حق تو تمھارے رب کی طرف سے ہے، پھر جو چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کردے۔ بلاشبہ ہم نے (انکار کرنے والے) ظالموں کے لیے آگ تیار کررکھی ہے جس کی قناتوں نے ان کا احاطہ کررکھا ہے۔''①

ایک جگہ یوں فرمایا: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ ''جس نے نیک عمل کیا تو اپنے ہی لیے کیا، اور جس نے برائی کی تو (اس کا) وبال اسی پر ہے۔ اور آپ کا رب بندوں پر ذرا بھی ظلم کرنے والا نہیں ہے۔''②

② مشاہدہ بھی اس بات کی تائید کرتا ہے کہ انسان اپنے ارادے کا خود مالک ہے۔ اپنے اختیاری افعال جیسے کھانا، پینا اور خرید و فروخت کرنا وغیرہ اور غیر اختیاری افعال جیسے بخار کی وجہ سے بدن پر لرزہ طاری ہونا، کسی بلند جگہ سے اچانک گر پڑنا اور اس کے نتیجے میں اذیت جھیلنا ان دونوں طرح کے افعال و اعمال میں واضح فرق ہے، جسے ہر انسان بخوبی سمجھتا ہے۔ پہلی صورت میں انسان اپنے اختیار اور ارادے سے بلا جبر افعال انجام دیتا ہے اور دوسری صورت میں اسے مطلق کوئی اختیار نہیں ہوتا نہ وہ ان افعال کا ارادہ کرتا ہے۔

شرعی اور عقلی دلائل سے فرقۂ قدریہ کا رد

① کتاب و سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر شے اس کی مشیت سے وجود پاتی اور ظہور میں آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں صاف فرما دیا ہے کہ بندوں کے افعال کا وہی خالق ہے اور ان کا صدور بھی اُسی کی مشیت کے تابع ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ ۚ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾ ''اور اگر اللہ چاہتا تو ان (رسولوں) کے بعد آنے والے

① الکہف 29:18. ② حٰمٓ السجدة 46:41.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگ باہم نہ لڑتے جبکہ ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکی تھیں، لیکن انھوں نے (باہم) اختلاف کیا، چنانچہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جو ایمان لائے اور کچھ وہ ہیں جنھوں نے انکار کیا اور اگر اللہ چاہتا تو وہ باہم نہ لڑتے، لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔''①

نیز فرمایا: ﴿وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ﴾ ''اور اگر ہم چاہتے تو ہم ہر شخص کو اس کی ہدایت دے دیتے، لیکن میری طرف سے قول (وعدہ) ثابت ہو چکا کہ میں جنوں اور انسانوں سب سے جہنم کو ضرور بھروں گا۔''②

② عقل بھی یہ بات بتاتی ہے کہ جب ساری کائنات اللہ تعالیٰ ہی کی ملکیت ہے اور انسان بھی اسی کائنات کا ایک حصہ ہے، اس لیے وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا مملوک ہے، پھر کسی مملوک کے لیے کیسے ممکن ہے کہ وہ اپنے مالک کی مِلک میں اس کی مشیت اور اجازت کے بغیر کسی قسم کا تصرف کرے؟

اَلْمَرْتَبَةُ الثَّالِثَةُ: اَلْإِحْسَانُ رُكْنٌ وَّاحِدٌ وَّ هُوَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ (النحل 128:16) وَقَوْلُهُ: ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ۝ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ۝ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ (الشعراء 26:217-220) وَقَوْلُهُ: ﴿وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ﴾ (یونس 10:61)

وَالدَّلِيلُ مِنَ السُّنَّةِ حَدِيثُ جِبْرِيلَ: «بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

① البقرۃ 2:253. ② السجدۃ 32:13.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَ لَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ، حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ، وَ تُقِيمَ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلًا» قَالَ: صَدَقْتَ، فَعَجِبْنَا لَهُ يَسْأَلُهُ وَ يُصَدِّقُهُ. قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ، وَ كُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ»، قَالَ: صَدَقْتَ، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ، فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ»، قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ: «مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ»، قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا، قَالَ: «أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا، وَ أَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ» قَالَ: ثُمَّ انْطَلَقَ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا، ثُمَّ قَالَ لِي: «يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ»؟ قُلْتُ: اَللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ».

تیسرا مرتبہ احسان ہے۔ اور اس کا ایک ہی رکن ہے: ”تو اللہ پاک کی اس طرح بندگی کر گویا کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے۔ اگر تو اسے نہیں دیکھ سکتا تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔“ ①

① صحیح مسلم، حدیث: 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد مبارک ہے: ''اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ سے کام لیتے ہیں اور وہ لوگ جو حسن عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں۔'' مزید فرمایا: ''اور اس زبردست اور رحیم پر توکل رکھیں جو آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے جب آپ (اکیلے نماز میں) قیام کرتے ہیں۔ اور سجدہ گزار لوگوں میں آپ کا اٹھنا بیٹھنا بھی۔ بے شک وہی سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے۔'' سورۂ یونس میں فرمایا: ''(اے نبی!) آپ جس حال میں بھی ہوتے ہیں اور اس (اللہ) کی طرف سے (نازل شدہ) قرآن میں سے جو کچھ بھی پڑھتے ہیں اور (لوگو!) تم بھی جو کچھ کرتے ہو، اس سب کے دوران میں ہم تمھیں دیکھتے رہتے ہیں۔'' احسان کی دلیل میں یہ مشہور حدیث پیش کی جاسکتی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے اور ''حدیث جبرئیل'' کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ایک دفعہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک نووارد ہمارے پاس (اس حالت میں) آیا کہ اس نے نہایت سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اس کے بال بہت کالے ہیں۔ اس پر سفر وغیرہ کے آثار بھی دکھائی نہیں دیتے تھے اور ہم میں سے کوئی اُسے پہچانتا بھی نہ تھا۔ وہ آگے بڑھتے بڑھتے بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ اُس نے اپنے گھٹنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ ملا دیے اور اپنے دونوں ہاتھ (مؤدبانہ طور پر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر رکھ لیے اور کہنے لگا: اے محمد! مجھے بتایئے کہ اسلام کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے، زکاۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور اگر طاقت ہے تو بیت اللہ کا حج کرے۔

وہ کہنے لگا: آپ نے سچ فرمایا۔

ہمیں بڑا تعجب ہوا کہ وہ سوال بھی کر رہا ہے اور (خود ہی) تصدیق (بھی) کر رہا ہے (اور کہہ رہا ہے کہ آپ سچ کہتے ہیں جیسے اُسے اس بات کا پہلے ہی علم ہے۔)

پھر اس نے پوچھا: مجھے بتایئے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (ایمان کا مفہوم یہ ہے) کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔

اس نے کہا: آپ درست فرماتے ہیں،

پھر کہا: مجھے بتایئے کہ احسان کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھتا تو یہ تیرے تصور میں ہو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے کہا: مجھے بتایئے کہ قیامت کب آئے گی؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے بارے میں مسئول (جس سے سوال کیا جا رہا ہے) کو سائل سے زیادہ علم نہیں ہے۔

اس نے کہا: پھر اس کی نشانیاں ہی بتا دیجیے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے، ننگے پاؤں اور ننگے جسم رہنے والے محتاج و قلاش، بکریوں کے چرواہے (دیکھتے ہی دیکھتے اتنے مالدار بن جائیں کہ) بڑی لمبی چوڑی عمارتیں بنانا شروع کر دیں (پلازوں کے مالک بن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائیں تو سمجھ لو قیامت قریب ہے۔)
حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔ کچھ دیر بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا: عمر! کیا تجھے پتا ہے وہ سوال کرنے والا کون تھا؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔
''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ جبرئیل (علیہ السلام) تھے اور تمھیں تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔''①

③ احسان اور اس کی تعریف اور اقسام

اَلْإِحْسَانُ | تیسرا مرتبہ احسان ہے۔ عربی زبان میں اَلْإِحْسَانُ یعنی اچھائی کرنا اَلْإِسَاءَةُ یعنی برائی کرنا کی ضد ہے۔

مخلوق کے ساتھ احسان

احسان کے معنی یہ ہیں کہ انسان ہر ایک کے ساتھ اچھائی اور بھلائی سے پیش آئے۔ بدی سے باز رہے۔ اپنے مال، اپنی عزت، اپنے علم اور اپنے وجود سے اللہ کے بندوں کو فائدہ پہنچائے اور ہمیشہ نیک اعمال کرنے کی کوشش کرتا رہے۔
اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرے، صدقہ و خیرات دے اور زکاۃ ادا کرے۔ مال کے ذریعے احسان کی سب سے افضل قسم ادائے زکاۃ ہے کیونکہ زکاۃ اسلام کا ایک رکن اور بنیاد ہے۔ اس کے بغیر اسلام مکمل ہی نہیں ہوتا۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی تمام اقسام میں سے زکاۃ اللہ تعالیٰ کو سب سے بڑھ کر پسند ہے۔ اس کے قریب قریب وہ اخراجات ہیں جو انسان اپنی بیوی، اپنے عیال، اپنے ماں باپ، خویش و اقارب، چچا، پھوپھی، ماموں، خالہ

① صحیح مسلم، حدیث: 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ پر خرچ کرتا ہے، اس کے بعد وہ صدقات ہیں جو انسان یتیموں، مسکینوں، بیواؤں اور دوسرے ضرورت مند لوگوں، جیسے دینی طلبہ وغیرہ پر خرچ کرتا ہے۔

اپنے منصب اور عزت وجاہ کے ذریعے کسی انسان کی مدد کرنا بھی نیکی میں داخل ہے، مثلاً: کسی حاکم یا کسی بھی صاحب اختیار کے ساتھ اس کے تعلقات ہیں تو وہ انھیں بروئے کار لا کر کسی حقدار یا مظلوم بھائی کی سفارش کرے۔ اسے اس کا حق دلوادے یا اس کی مصیبت اور دکھ میں اس کے کام آئے اور اس کی تکلیف رفع کر کے اُسے فائدہ پہنچائے۔

علم کے ذریعے احسان کرنا یہ ہے کہ اپنا علم اللہ کے بندوں کے لیے عام کیا جائے۔ ہر صاحب علم کو عام و خاص علمی حلقوں اور مجالس میں تقریر اور تحریر کے ذریعے اللہ کے بندوں کی راہنمائی کرنی چاہیے۔ مجلس چاہے کسی بھی نوعیت کی ہو کھانے کی ہو، چائے کی ہو، شادی بیاہ کی ہو یا کوئی اور تقریب ہو ہر صاحب علم پر لازم ہے کہ وہ حاضرینِ مجلس کو نہایت احسن انداز میں علم و بصیرت کے ساتھ اللہ کے دین کی باتیں بتائے۔ بدعملی کے شدید نقصانات سے آگاہ کرے۔

کسی مجلس میں جاتے ہی وعظ شروع نہ کردے بلکہ سلام و کلام کے بعد ان کی مجلس میں بیٹھے ان کی باتوں میں دلچسپی لے اور پھر مناسب موقع پا کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتیں شروع کر دے، خود رسول اللہ ﷺ ہر وقت وعظ و نصیحت نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ خاص خاص موقعوں پر وعظ فرماتے تھے تاکہ لوگ اکتاہٹ محسوس نہ کریں کیونکہ انسانی طبیعت کثرتِ وعظ سے اکتا جاتی ہے، جب یہ اکتاہٹ محسوس کرتی ہے تو تھک جاتی ہے اور کمزور ہو جاتی ہے بلکہ بسااوقات کثرتِ وعظ کی وجہ سے خیر و بھلائی کو ناپسند کرنا شروع کر دیتی ہے۔

اپنے وجود کے ذریعے احسان کرنے کی صورت یہ ہے کہ انسان لوگوں کے کام آئے۔ جہاں انھیں مدد کی ضرورت ہو ان کی مدد کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: «وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِي دَابَّتِهِ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، أَوْ تَرْفَعُ لَهُ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ، صَدَقَةٌ» ''ایک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی کو اس کی سواری پر سوار کرنے میں تم اس کی مدد کرتے ہو یا تم اس کا سامان اٹھا کر سواری پر رکھ دیتے ہو تو یہ بھی صدقہ ہے۔''①

اسی طرح تم کسی شخص کا سامان اٹھانے میں اس کی مدد کر دیتے ہو یا اسے راستہ بتا دیتے ہو یا اسی طرح کی کوئی اور بھلائی کرتے ہو تو یہ سب احسان کے کام ہیں۔ اس احسان کا تعلق اللہ کے بندوں کے ساتھ ہے۔

اللہ کی عبادت میں احسان

اللہ کی عبادت میں احسان کا مطلب وہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے: «أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ» ''اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسے اسے دیکھ رہے ہو۔''② یعنی اللہ کی عبادت دل کے ذوق وشوق، سچے اور خالص جذبے کے ساتھ کرنی چاہیے، ایسی ہی عبادت طلب و شوق کی عبادت ہے۔ اس میں انسان دلی طور پر اپنے آپ کو اس پر راغب پاتا ہے۔ اس لیے کہ جب عبادت سے غرض اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت ہے تب یقیناً انسان اس کی بندگی اس طرح کرے گا جیسے اسے دیکھ رہا ہے۔ اس عبادت سے انابت، خشوع اور تقرب الٰہی مقصود ہوتا ہے۔

اس احسان کا دوسرا درجہ یہ ہے: «فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ» ''اگر تم اسے نہیں دیکھ سکتے تو پھر وہ یقیناً تمھیں دیکھ رہا ہے۔''③

یہ عبادت خوف اور ڈر کی عبادت ہے۔ اسی وجہ سے یہ احسان کا دوسرا درجہ ہے، جب تم اللہ کی عبادت اسے دیکھنے، طلب کرنے اور اس سے ملاقات کرنے کے شوق سے نہیں

① صحيح البخاري، الجهاد والسير، باب من أخذ بالركاب ونحوه، حديث: 2989، وصحيح مسلم، الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة......، حديث: 1009 واللفظ له. ② صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان......، حديث: 8. ③ صحيح مسلم، الإيمان، باب بيان الإيمان......، حديث: 8.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے تو پھر اس یقین کے ساتھ عبادت کرو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے، یعنی اس سے ڈرتے ہوئے، اس کے عذاب کے تصور سے لرزتے ہوئے اس کی عبادت کرو۔ اہلِ علم کے نزدیک یہ درجہ پہلے سے کم تر ہے۔

عبادت کی دو بنیادیں: محبت اور عجز و انکسار کی انتہا

اللہ کی عبادت کی بنیاد ان دو چیزوں پر ہے:

اللہ کے ساتھ انتہائی محبت اور اس کے حضور بے حد عجز و انکسار۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَعِبَادَةُ الرَّحْمٰنِ غَايَةُ حُبِّهِ
مَعَ ذُلِّ عَابِدِهِ هُمَا رُكْنَانِ

''عبادت کے دو ارکان ہیں، عابد اللہ تعالیٰ سے غایت درجہ محبت رکھے اور انتہائی عجز و نیاز کا اظہار کرے۔''

اس سے واضح ہوتا ہے کہ عبادت ان دو امور پر مبنی ہے: ① غایت درجہ محبت ② انتہائی عجز و نیاز۔ انتہائی محبت میں طلب و جستجو شامل ہے اور انتہائی عجز و نیاز میں ڈر اور عذاب کا خوف موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں احسان کا یہی مطلب ہے۔

جب انسان اس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے گا تو وہ ریاکاری، مدح پسندی اور فخر و تکبر سے محفوظ ہو جائے گا۔ اس طرح اس کی عبادت میں اخلاص پیدا ہوگا۔ اور وہ ہر حال میں محسن ہوگا۔ اسے اس بات کی ہرگز پروا نہیں ہوگی کہ لوگوں کو اس کی عبادت کا علم ہوا ہے یا نہیں۔ اسی لیے بہترین عبادت وہ ہے جو خلوت اور علیحدگی میں کی جائے۔ اور اخلاص کی تکمیل میں یہ امر بھی شامل ہے کہ عبادت گزار اس بات کی ہر ممکن کوشش کرے کہ لوگ اسے نہ دیکھنے پائیں، اس کی عبادت پوشیدہ رہے۔ ہاں، جب ظاہری عبادت میں مسلمانوں یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی کوئی خاص مصلحت ہو تو اعلانیہ طور پر عبادت کرنے میں کوئی حرج نہیں، مثلاً: ایک آدمی کا ایک حلقۂ عقیدت ہے وہ اس نیت سے اعلانیہ عبادت کرتا ہے کہ اس کے عقیدت مندوں میں بھی اسی طرح کی عبادت کا شوق پیدا ہو اور اس کے ساتھی اور شاگرد اس کی اقتدا کریں اور اس سے عبادت کے طریقے سیکھیں تو ایسی اعلانیہ عبادت بعض اوقات خلوت کی عبادت سے بدرجہا فضیلت والی عبادت بن جاتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں مخفی اور اعلانیہ دونوں طرح خرچ کرنے والوں کی تعریف و توصیف فرمائی ہے۔

جب خلوت میں عبادت کرنا دل کے لیے زیادہ سودمند اور زیادہ انابت اور خشوع کا سبب ہو تو خلوت کی عبادت افضل ہے۔ اور جس وقت اعلانیہ طور پر عبادت کرنا اسلامی شعائر کے ظہور اور مسلمانوں کے لیے زیادہ مفید ہو اور نیت یہ ہو کہ لوگوں کو عبادت کرنے کا صحیح ڈھنگ آجائے اور ان میں عبادت کا شوق پیدا ہو جائے تو اعلانیہ عبادت کرنا افضل ٹھہرے گا...... ایک مومن شخص صرف یہ دیکھے کہ کس طرح کی عبادت زیادہ مصلحت کی حامل اور زیادہ نفع بخش ہو سکتی ہے۔ بس اسی طرح کی عبادت افضل اور اکمل ہوگی۔

﴿فَإِنَّهُ جِبْرَئِيلُ﴾ اس حدیث کے اکثر حصے کی شرح پہلے گزر چکی ہے جبکہ ہم نے مجموع الفتاویٰ والرسائل (143/3) میں اس کی شرح تفصیل سے لکھی ہے۔

اَلْأَصْلُ الثَّالِثُ: مَعْرِفَةُ نَبِيِّكُمْ مُحَمَّدٍ ﷺ. وَ هُوَ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ، وَهَاشِمٌ مِّنْ قُرَيْشٍ، وَقُرَيْشٌ مِّنَ الْعَرَبِ، وَالْعَرَبُ مِنْ ذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْخَلِيلِ، عَلَيْهِ وَ عَلٰى نَبِيِّنَا أَفْضَلُ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ. وَ لَهُ مِنَ الْعُمُرِ ثَلَاثٌ وَّ سِتُّونَ سَنَةً، مِنْهَا أَرْبَعُونَ قَبْلَ النُّبُوَّةِ، وَ ثَلَاثٌ وَّ عِشْرُونَ نَبِيًّا وَّرَسُولًا، نُبِّئَ بِإِقْرَأْ. وَ أُرْسِلَ بِالْمُدَّثِّرِ، وَ بَلَدُهُ مَكَّةُ، وَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسرا اصول: نبی مکرم حضرت محمد ﷺ کی معرفت حاصل کرنا۔ آپ کا نسب اس طرح ہے: محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم۔ اور ہاشم قریش میں سے ہیں۔ قریش عرب کا ایک بہت بڑا خاندان ہے۔ عرب کے لوگ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں، جو حضرت ابراہیم الخلیل کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔ عمر مبارک چالیس برس کی ہوئی تو آپ کو نبوت عطا کی گئی۔ تیئیس برس آپ نے نبوت و رسالت کی زندگی بسر کی، (پھر آپ ﷺ وفات پا گئے۔) سورۃ اقرأ کے نزول کے وقت آپ ﷺ کے سر پر تاج نبوت رکھا گیا، بعد ازاں سورۃ مدثر کی (ابتدائی آیات کی) رُو سے آپ کو رسالت عطا کر دی گئی۔ آپ ﷺ کا پیدائشی شہر مکہ ہے۔ (دعوتِ اسلام کی راہ میں رکاوٹیں ڈالی گئیں حتیٰ کہ آپ کو قتل کر دینے کی سازشیں کی جانے لگیں تو) آپ ﷺ نے (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

تیسرا سوال: تیرا نبی کون ہے؟

[اَلْأَصْلُ الثَّالِثُ] وہ تین اصول جن کی معرفت انسان پر واجب ہے، ان میں سے تیسرا اصول نبی اکرم ﷺ کی معرفت ہے۔

انسان کی اپنے رب اور اپنے دین کی معرفت کے بارے میں تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی معرفت میں یہ پانچ باتیں شامل ہیں:

- اول: آپ ﷺ کے نسب کی معرفت: آپ ﷺ نسب کے لحاظ سے سب سے اشرف و اعلیٰ ہیں۔ آپ ہاشمی اور قریشی ہیں۔ قریش عرب کا بہترین قبیلہ ہے اور آپ کا نسب اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرح ہے محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم تا آخر جو متن میں شیخ رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے۔

✤ دوم: آپ ﷺ کی عمر مبارک، جائے پیدائش اور مقام ہجرت کا جاننا: آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے، عمر مبارک تریسٹھ برس تھی اور مدینہ کی طرف آپ نے ہجرت فرمائی۔ مکہ میں ترپن برس مقیم رہے اور عمرِ عزیز کے آخری دس سال مدینہ منورہ میں بسر فرمائے۔ بالآخر ربیع الاول 11ھ میں وفات پائی۔

✤ سوم: نبوت کی زندگی کی معرفت: آپ ﷺ کی نبوت کی زندگی تیئیس برس پر مشتمل ہے۔ چالیس سال کی عمر مبارک میں منصب نبوت پر فائز فرمائے گئے۔ آپ ﷺ کی نسبت ایک شاعر نے کہا ہے:

وَأَتَتْ عَلَيْهِ أَرْبَعُونَ فَأَشْرَقَتْ

شَمْسُ النُّبُوَّةِ مِنْهُ فِي رَمَضَانِ

"آپ ﷺ کی عمر مبارک جب چالیس برس کی ہوئی تو آپ کی رسالت کا سورج رمضان المبارک میں طلوع ہوا۔"

✤ چہارم: آپ ﷺ کو نبوت و رسالت کس آیت کی رُو سے ملی؟ جب اللہ تعالیٰ نے سورۂ علق کی پہلی پانچ آیات آپ پر نازل فرمائیں (یہی وہ اولین موقع ہے جب آپ ﷺ پر سب سے پہلی وحی اُتری) تو اسی کے ساتھ آپ کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ وہ آیات یہ ہیں: ﴿اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۝﴾ "اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے پیدا کیا۔ اس نے انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا۔ پڑھیے اور آپ ﷺ کا رب بڑا کریم ہے۔ وہ ذات جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا۔ اس نے انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں جانتا تھا۔''①

پھر جب آپ پر مندرجہ ذیل آیات نازل ہوئیں تو آپ کو رسالت کا تاج پہنایا گیا۔

﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُن تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝﴾ ''اے چادر اوڑھ کر سونے والے! اٹھیے اور ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجیے اور اپنے کپڑے پاک رکھیے اور ناپاکی چھوڑ دیجیے اور حصولِ کثرت کے لیے احسان نہ کیجیے اور اپنے رب کے لیے صبر کیجیے۔''②

ان آیات کے نازل ہونے کے بعد آپ ﷺ نے اعلان رسالت فرمایا، لوگوں کو ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کی۔

رسول اور نبی میں فرق: اہل علم کے نزدیک رسول اور نبی میں فرق درج ذیل ہے:

نبی وہ ہوتا ہے جس پر شریعت کی وحی آتی ہے لیکن تبلیغ کا اسے حکم نہیں دیا جاتا۔ اور رسول وہ ہوتا ہے جس پر شریعت کی وحی کی جاتی ہے اور اسے لوگوں تک پہنچانے اور اس کے مطابق عمل کرنے کا حکم بھی دیا جاتا ہے۔ ہر رسول تو نبی ہوتا ہے مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

✧ **پنجم: رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا مقصد اور پیغام:** آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی طرف دعوت دینے کے لیے مبعوث فرمایا گیا۔ آپ پر شریعت نازل کی گئی تاکہ جن امور کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے لوگ وہ کریں اور جن امور سے منع کیا گیا ہے ان سے رک جائیں۔ آپ ''رحمۃ للعالمین'' بنا کر بھیجے گئے تاکہ لوگوں کو کفر، شرک اور جہالت کے اندھیروں سے نکال کر توحید، ایمان اور علم کی روشنی کی طرف راہنمائی کریں اور لوگ اس شاہراہ پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضا مندی حاصل کر سکیں اور اس کے عذاب اور غصے سے بچ جائیں۔

① العلق 96:1-5. ② المدثر 74:1-7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بَعثَهُ اللّٰهُ بِالنِّذَارَةِ عَنِ الشِّرْكِ، وَ يَدْعُو إِلَى التَّوْحِيدِ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَأَنْذِرْ ۝ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝﴾ (المدثر74:1-7)

وَمَعْنٰى ﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ يُنْذِرُ عَنِ الشِّرْكِ وَ يَدْعُو إِلَى التَّوْحِيدِ. ﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾ أَيْ عَظِّمْهُ بِالتَّوْحِيدِ، ﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾ أَيْ طَهِّرْ أَعْمَالَكَ عَنِ الشِّرْكِ. ﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ اَلرُّجْزُ: اَلْأَصْنَامُ وَهَجْرُهَا تَرْكُهَا، وَالْبَرَائَةُ مِنْهَا وَ أَهْلِهَا.أَخَذَ عَلٰى هٰذَا عَشْرَ سِنِينَ يَدْعُو إِلَى التَّوْحِيدِ

اللہ پاک نے آپ کو شرک سے ڈرانے اور توحید کی طرف دعوت دینے کے لیے مبعوث فرمایا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اے لحاف لپیٹ کر لیٹنے والے۔ اٹھیے اور خبردار کیجیے اور اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کیجیے۔اور اپنے کپڑے پاک رکھیے۔اور گندگی سے دور رہیے۔ اور زیادہ حاصل کرنے کی غرض سے احسان نہ کیجیے اور اپنے رب کی خاطر صبر کیجیے۔''

﴿قُمْ فَأَنْذِرْ﴾ کے معنی ہیں: شرک سے ڈرائیں اور توحید کی طرف دعوت دیں۔

﴿وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ﴾: اپنے رب کی بڑائی کا اعلان کریں، یعنی توحید کے ساتھ اس کی عظمت بیان کریں۔

﴿وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ﴾: اپنے کپڑے پاک رکھیے کا مطلب ہے کہ اپنے اعمال کو شرک سے بچائیں۔

﴿وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾: گندگی سے دور رہیں۔ رجز سے مراد بت ہیں جن کی مشرک عبادت کرتے تھے اور دور رہنے کا مطلب یہ ہے کہ بتوں سے اور بتوں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ماننے والوں سے براءت اور بیزاری کا اظہار کریں۔ دس سال تک آپ ﷺ لوگوں کو توحید کی دعوت دیتے رہے۔

[بِالنَّذارَةِ عَنِ الشِّرْكِ] لوگوں کو شرک سے ڈرائیں اور توحید کی دعوت دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ربوبیت، اپنی الوہیت، اپنے اسماء اور اپنی صفات میں اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔

[﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ﴾] نبی اکرم ﷺ کو ندا دی جا رہی ہے۔

[﴿قُمْ فَأَنذِرْ﴾] اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو حکم دے رہے ہیں کہ پوری قوت اور پوری جدوجہد سے لوگوں کو توحید کی دعوت دیں اور شرک سے ڈرائیں۔ شیخ نے یہاں خود ہی ان آیات کی تفسیر بھی بیان کی ہے۔

[يَدْعُوا إِلَى التَّوحِيدِ] نبی اکرم ﷺ دس سال تک توحید اور تنہا اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی طرف دعوت دینے میں مصروف رہے۔

وَبَعْدَ الْعَشْرِ عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ، وَفُرِضَتْ عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ.

نبوت کے دسویں سال آپ ﷺ کو معراج سے نوازا گیا اور آپ کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ آپ ﷺ پر پانچ نمازیں فرض کی گئیں۔

اسراء و معراج

[عُرِجَ بِهِ إِلَى السَّمَآءِ] عروج کے معنی بلندی کی طرف چڑھنا ہیں، یہی معنی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی ہیں: ﴿تَعْرُجُ الْمَلَٰئِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ﴾ ”ملائکہ اور روح (جبریل) اس کی طرف چڑھیں گے۔“ (1)

معراج نبی اکرم ﷺ کی ان خصوصیات میں سے ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو

(1) المعارج 4:70.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہجرت سے پہلے بہرہ مند فرمایا۔ آپ ﷺ ایک رات حطیم کعبہ میں سوئے ہوئے تھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے۔ انھوں نے آپ کا سینۂ مبارک چاک کیا، قلب مبارک نکالا، زمزم کے پانی سے دھویا اور آیندہ پیش آنے والے مصائب و تکالیف کے مقابلے کی تیاری کے لیے اسے ایمان و حکمت سے بھر دیا، پھر آپ ﷺ کے پاس ایک سفید رنگ کی سواری (براق) لائی گئی جو خچر سے قدرے چھوٹی اور گدھے سے بڑی تھی۔ جہاں تک اس کی نگاہ جاتی وہاں وہ اپنا قدم رکھتی تھی، آپ ﷺ اس پر سوار ہوئے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ بیت المقدس پہنچے۔ وہاں اترے۔ آپ ﷺ نے وہاں تمام انبیاء اور رسولوں کو اپنی امامت میں (دو رکعت) نماز پڑھائی۔ اس امامت سے تمام انبیاء اور رسل پر آپ ﷺ کی فضیلت و برتری عیاں ہوگئی۔ پھر جبرئیل آپ ﷺ کو لے کر آسمان دنیا کی طرف چڑھے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔

پوچھا گیا: کون ہے؟

انھوں نے کہا: میں جبرئیل ہوں۔

پوچھا گیا: تمھارے ساتھ کون ہیں؟

کہا: محمد ﷺ ہیں۔

پوچھا گیا: کیا انھیں پیغام پہنچایا گیا ہے کہ آسمانوں پر تشریف لائیں؟

کہا: جی ہاں!

استقبال کے لیے دروازہ کھولا گیا اور کہا گیا: آنے والے بڑے معزز ہیں۔

وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے باپ آدم ہیں انھیں سلام کہیے! آپ نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا: نیک بیٹے اور صالح نبی کو مرحبا (خوش آمدید) کہتا ہوں۔

آپ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ ان کی سعادت مند اولاد کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روحیں ہیں اور بائیں ہاتھ ان کی بدبخت اولاد کی روحیں ہیں۔ جب وہ دائیں جانب والوں کو دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے اور مسکراتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو رو پڑتے ہیں۔

پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر دوسرے آسمان کی طرف چڑھے۔ وہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا۔ دربان نے پوچھا: کون ہو؟ کہا: میں جبرئیل ہوں۔ پھر وہی پہلے آسمان کی طرح کے سوال و جواب ہوئے۔

وہاں حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ اللہ کے یہ دونوں نبی خالہ زاد ہیں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں، انھیں سلام کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا: انھوں نے جواب دیا: صالح بھائی اور صالح نبی کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔

پھر جبرئیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر تیسرے آسمان پر پہنچے تو دروازہ کھٹکھٹایا (سوال و جواب ہوئے۔) اس آسمان پر حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ یوسف علیہ السلام ہیں، انھیں سلام کہیے! آپ نے سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا: نیک بھائی اور نیک نبی کا آنا مبارک ہو۔

پھر جبرئیل آپ کو لے کر چوتھے آسمان پر پہنچے (سوال و جواب ہوئے۔) وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں انھیں سلام کیجیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا۔ انھوں نے جواب دیا: میں صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

پھر جبرئیل کی معیت میں آپ پانچویں آسمان پر پہنچے (سوال و جواب ہوئے۔) وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی حضرت ہارون بن عمران علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جبرئیل نے کہا: یہ ہارون علیہ السلام ہیں انھیں سلام کہیے! آپ نے سلام کہا، انھوں نے جواب دیا: نیک بھائی اور نیک نبی کا آنا مبارک ہو۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر جبرئیل علیہ السلام آپ کو لے کر چھٹے آسمان پر پہنچے (سوال و جواب ہوئے۔) وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا: یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انھیں سلام کہیے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا: میں نیک بھائی اور نیک نبی کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ پوچھا گیا: آپ کیوں روئے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا: مجھے اس لیے رونا آ گیا کہ ایک لڑکا میرے بعد نبی مبعوث ہوا، اس کی امت میری امت سے زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس بات پر غم ہوا کہ ان کی امت ایسی فضیلت حاصل نہ کرسکی۔ طرح طرح کے شبہات میں الجھی رہی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت نے آپ کی کمال فرماں برداری و اطاعت گزاری کی جس کی وجہ سے زیادہ تعداد میں جنت میں داخل ہوئی۔ حاشا وکلا حضرت موسیٰ علیہ السلام امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر حسد کی وجہ سے نہیں روئے۔

پھر آپ جبرئیل کے ساتھ ساتویں آسمان پر پہنچے (سوال و جواب ہوئے۔) وہاں حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں، انھیں سلام کیجیے! آپ نے سلام کیا، انھوں نے جواب دیا: نیک بیٹے اور نیک نبی کا آنا مبارک ہو۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو لے کر ان انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس گئے اور ان کی ملاقات خاص طور پر کرائی تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت، برتری اور شرف کا اظہار ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ساتویں آسمان پر بیت المعمور کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ (بیت المعمور ساتویں آسمان پر فرشتوں کا کعبہ ہے) اس میں ہر روز ستر ہزار فرشتے نماز پڑھنے اور عبادت کرنے کے لیے داخل ہوتے ہیں۔ جو فرشتے ایک مرتبہ بیت المعمور میں عبادت کا شرف حاصل کرلیتے ہیں، ان کی وہاں دوبارہ حاضری کی نوبت نہیں آتی۔ فرشتے بے تحاشا ہیں۔ ان کا شمار ممکن نہیں۔ ان کی تعداد اللہ پاک ہی جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ ﷺ نے سدرۃ المنتہیٰ کا نظارہ کیا، مختلف رنگوں کی روشنیوں نے اس کے حسن کو چار چاند لگا رکھے تھے۔ اس منظر کی نقشہ کشی کسی کے بس کی بات نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں فرض کیں۔ آپ نے انھیں راضی خوشی تسلیم کرلیا۔ جب آپ ﷺ واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرے تو انھوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے: آپ کی امت انھیں ادا نہیں کرپائے گی، میں اپنی امت بنی اسرائیل کا اچھی طرح تجربہ کرچکا ہوں۔ اللہ کے حضور واپس جایئے اور اپنی امت کے لیے تخفیف کا مطالبہ کیجیے۔

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: میں واپس اللہ تعالیٰ کی جناب میں پہنچا، دس نمازوں کی تخفیف کردی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر تخفیف کے لیے اللہ تعالیٰ کی جناب میں جانے کے لیے کہا، آپ ﷺ پھر گئے، اس طرح بار بار مراجعت کے نتیجے میں صرف پانچ نمازیں رہ گئیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے منادی نے اعلان کر دیا کہ میں نے ایک فرض (پچاس نمازوں کا حکم بھی) جاری کر دیا اور اپنے بندوں سے تخفیف بھی کر دی۔

اس رات نبی اکرم ﷺ نے جنت کا معاینہ بھی کیا، آپ نے فرمایا: ''اس کے گنبد موتیوں کے ہیں اور اس کی مٹی خالص کستوری ہے، پھر رات کے پچھلے پہر آپ واپس مکہ تشریف لے آئے اور صبح کی نماز ادا کی۔ [1]

وَ صَلّٰى فِي مَكَّةَ ثَلَاثَ سِنِينَ، وَ بَعْدَهَا أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِينَةِ

اور (نماز کی فرضیت کے بعد اور ہجرت مدینہ سے پہلے کے) تین سالہ دورانیے میں آپ ﷺ مکہ میں نمازیں بھی پڑھتے رہے، پھر آپ ﷺ کو مدینہ منورہ کی

[1] تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجیے: صحیح البخاري، بدء الخلق، باب ذکر الملائكة صلوات الله علیهم، حدیث: 3207، وصحیح مسلم، الإیمان، باب الإسراء برسول الله ﷺ ......، حدیث: 163.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف ہجرت کا حکم دیا گیا۔

[وَ صَلّٰی فِي مَكَّةَ] آپ ﷺ مکہ میں چار رکعت والی نماز کی دو رکعتیں ادا فرمایا کرتے تھے۔ ہجرت کے بعد جب مدینہ شریف پہنچے تو سفر کی نماز میں وہی دو رکعتیں برقرار رہیں اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

ہجرت نبوی

[أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ] اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مکہ چھوڑ کر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا کیونکہ مکہ والوں نے آپ کو دعوت و تبلیغ سے روک رکھا تھا۔ بعثت کے تیرھویں سال ربیع الاول میں آپ نے اس مکہ سے، جو وحی الٰہی کے نزول کا پہلا شہر اور اللہ اور اس کے رسول کا محبوب ترین شہر تھا، اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ آپ ﷺ ہجرت سے پہلے تیرہ سال تک مکہ مکرمہ میں دینِ حنیف کی تبلیغ کا فریضہ ادا کرتے رہے۔ لیکن قریش کے سرداروں نے آپ کی دعوت قبول نہ کی، بلکہ آپ اور آپ پر ایمان لانے والوں سے دشمنی پر اتر آئے۔ اور خفیہ طور پر آپ کو قتل کرنے کے منصوبے بنانے لگے۔ قریش کے بڑے بڑے سردار دارالندوہ میں جمع ہوئے۔ انھوں نے آپس میں مشورہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے متبعین مدینہ کی طرف ہجرت کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ محمد (ﷺ) بھی وہاں چلے جائیں گے اور آپ کی بیعت کرنے والے انصار کی حمایت اور مدد آپ کو حاصل ہوگی۔ اس طرح جمعیت فراہم کر کے محمد (ﷺ) ہم پر حملہ آور ہوں گے۔ اس لیے ابھی وقت ہے، اس کا کچھ بندوبست کرنا چاہیے۔

ابوجہل لعین بولا: میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے کہ ہم ہر قبیلے کا ایک نوجوان لیں جو بڑا بہادر ہو۔ اسے ہم تیز تلوار سے مسلح کر دیں، پھر وہ سب مل کر یکبارگی محمد (ﷺ) پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں۔ اس طرح سبھی قبیلے ان کے قتل میں شریک ہوں گے۔ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صورت میں ان کا قبیلہ بنو عبد مناف سب کے ساتھ جنگ نہیں کر سکے گا۔ آخر کار وہ دیت لینے پر راضی ہو جائیں گے تو ہم سب مل کر دیت ادا کر دیں گے۔ اس تجویز کو سب نے پسند کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مشرکین کے اس گھناؤنے ارادے سے مطلع کر دیا اور ہجرت کی اجازت دے دی۔ ان دنوں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مدینے کی طرف ہجرت کی تیاری کر لی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ابھی ٹھہرو۔ مجھے امید ہے کہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔'' چنانچہ ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کے لیے رک گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن دوپہر کے وقت ہم گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر مبارک پر کپڑا اوڑھ کر ہمارے گھر تشریف لائے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، اللہ کی قسم! معلوم ہوتا ہے آپ ﷺ نے اس وقت کسی اہم کام ہی کے لیے تکلیف فرمائی ہے۔

آپ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''گھر والوں کو کہیں باہر بھیج دو، تم سے کچھ اہم باتیں کرنی ہیں۔''

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں گھر میں کوئی غیر نہیں، سب آپ ہی کے گھر والے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔''

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بھی آپ کی رفاقت نصیب ہوگی؟!

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں۔ ان میں سے ایک آپ قبول فرمالیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیمتاً لوں گا۔''

پھر رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ مکہ شریف سے چل دیے۔ تین راتیں غار ثور میں چھپے رہے۔ رات کے وقت ان کے پاس عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما آجاتے تھے، وہ بڑے چست و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چالاک اور ہوشیار نوجوان تھے۔ وہ دن بھر مکہ والوں کی نبی اکرم ﷺ اور آپ کے ساتھی کے بارے میں باتیں سنتے تھے، پھر رات کی تاریکی میں ان کی اطلاع دونوں کو کر دیتے تھے۔

قریش نے ہر طرف تلاش جاری رکھی۔ آپ ﷺ کو پکڑنے کی ہر ممکن کوشش کی حتی کہ انھوں نے ہر ایک کے لیے سو اونٹ انعام کا اعلان بھی کیا، مگر اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنی حمایت و حفاظت کے حصار میں لے رکھا تھا۔ ایک موقع پر قریش کے لوگ آپ ﷺ کی تلاش میں غارِ ثور تک پہنچ گئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: اللہ کے رسول! اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں کی طرف نگاہ ڈالے گا تو ہم نظر آجائیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غم نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اے ابوبکر! ان دو کے متعلق تمھارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے؟''[1]

تین راتوں کے بعد تلاش کا خطرہ کم ہوا تو آپ ساحلِ سمندر کی راہ چلتے ہوئے عازمِ مدینہ ہوئے۔

ادھر مدینے والوں کو علم ہو چکا تھا کہ آپ ﷺ ہجرت کے لیے مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں۔ وہ روزانہ صبح کے وقت حرہ (میدان) کی طرف نکل جاتے اور آپ کی آمد کا انتظار کرتے۔ دھوپ میں شدت آنے تک انتظار کرتے، پھر واپس چلے جاتے تھے۔ ایک دن انتظار کے بعد دوپہر کو مدینہ والے اپنے گھروں میں واپس آئے تو اُس وقت ایک یہودی ایک بلند ٹیلے پر چڑھ کر اپنی کوئی چیز ڈھونڈ رہا تھا، اُسے اچانک دور مکہ کے راستے پر ایک قافلہ آتا دکھائی دیا۔ وہ اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکا اور بلند آواز سے بولا: مدینہ والو! جن کا تمھیں انتظار ہے وہ آرہے ہیں۔

مسلمان فوراً آپ کے استقبال کے لیے اپنے ہتھیار لے کر شوکتِ اسلام کے مظاہرے

[1] صحيح البخاري، فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب المهاجرين و فضلهم، حديث:3653، وصحيح مسلم، فضائل الصحابة رضي الله عنهم، باب من فضائل أبي بكر رضي الله عنه، حديث:2381.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آپ کی عزت افزائی کی خاطر نکل پڑے، آپ ﷺ ان کی معیت میں راستے کی دائیں جانب چلتے ہوئے قباء میں بنوعمرو بن عوف قبیلے میں تشریف فرما ہوئے۔ چند راتیں وہاں قیام کیا اور مسجد کی بنیاد رکھی (اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔) پھر آپ مدینہ منورہ تشریف لانے کے لیے وہاں سے چل پڑے، لوگ آپ کے ساتھ تھے، راستے میں جگہ جگہ لوگ آپ کا پرتپاک استقبال کر رہے تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب ہم مدینہ پہنچے تو سڑکوں پر اور گھروں کی چھتوں پر لوگ، غلام اور بچے بچیاں یہ نعرے لگا رہے تھے:

اللہ اکبر! اللہ کے رسول ﷺ تشریف لے آئے۔ ①

اللہ اکبر! محمد ﷺ تشریف لے آئے۔

وَالْهِجْرَةُ: اَلِانْتِقَالُ مِنْ بَلَدِ الشِّرْكِ إِلٰى بَلَدِ الْإِسْلَامِ

ہجرت کے معنی ہیں: شرک کے علاقے سے بلادِ اسلام میں چلے جانا۔

ہجرت کا مفہوم اور حکم

[وَالْهِجْرَةُ] کا مادہ ”ھجر“ ہے جس کے معنی ترک کرنا اور چھوڑنا ہیں۔ اصطلاح شریعت میں اس کے معنی جیسا کہ شیخ رحمہ اللہ نے بیان کیے ہیں ”بلادِ شرک سے بلادِ اسلام کی طرف نقل مکانی کرنا ہیں۔“ بلادِ شرک سے مراد ایسا علاقہ ہے جس میں کفر کے شعائر (کام) اعلانیہ طور پر کیے جاتے ہوں مگر اسلامی شعائر قائم نہ کیے جاتے ہوں، جیسے: اذان، باجماعت نماز، عیدین اور جمعہ کا قیام کھلے بندوں ناممکن ہو۔ ہم نے کھلے بندوں اس لیے کہا ہے کہ وہ علاقے جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اگر وہ وہاں جزوی طور پر جمعہ، جماعت اور دوسرے دینی شعائر قائم کرتے ہیں تو انھیں بلادِ اسلام نہیں کہا جا سکتا۔ بلادِ اسلام وہی ہیں جہاں دینی شعائر سرعام آزادی سے قائم کیے جاتے ہیں۔

① صحيح البخاري، حديث:3906، ومسند أحمد:2/1.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْهِجْرَةُ فَرِيضَةٌ عَلٰى هٰذِهِ الْأُمَّةِ مِنْ بَلَدِ الشِّرْكِ إِلٰى بَلَدِ الْإِسْلَامِ، وَ هِيَ بَاقِيَةٌ إِلٰى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوٓا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وٰسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولٰٓئِكَ مَأْوٰهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَآءَتْ مَصِيرًا ۝ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَّلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ۝ فَأُولٰٓئِكَ عَسَى اللّٰهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَفُوًّا غَفُورًا ۝﴾ (النسآء 4 :97-99) وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوٓا إِنَّ أَرْضِي وٰسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ۝﴾(العنکبوت 56:29) قَالَ الْبَغَوِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فِي الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ بِمَكَّةَ لَمْ يُهَاجِرُوا، نَادَاهُمُ اللّٰهُ بِاسْمِ الْإِيمَانِ. وَالدَّلِيلُ عَلَى الْهِجْرَةِ مِنَ السُّنَّةِ قَوْلُهُ ﷺ: «لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتّٰى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا»

شرک کے علاقے سے اسلامی سرزمین کی طرف ہجرت اس امت پر فرض ہے۔

ہجرت کا حکم قیامت تک باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ عالی ہے:

''بے شک جو لوگ اپنے نفس پر ظلم کر رہے تھے ان کی روحیں جب فرشتوں نے قبض کیں تو ان سے پوچھا کہ تم کس حال میں مبتلا تھے؟ انھوں نے جواب دیا: ہم زمین میں کمزور و مجبور تھے، فرشتوں نے کہا: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بڑا ہی برا ٹھکانا ہے۔ ہاں جو مرد، عورتیں اور بچے واقعی بے بس ہیں اور نکلنے کا کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

راستہ اور ذریعہ نہیں پاتے، بعید نہیں کہ اللہ انھیں معاف کر دے، اللہ بڑا معاف کرنے والا اور درگزر فرمانے والا ہے۔'' نیز اللہ پاک نے فرمایا: ''اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو! میری زمین وسیع ہے پس تم میری ہی بندگی کرو۔'' امام بغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس آیت کا سبب نزول وہ مسلمان ہیں جنھوں نے مکہ سے ہجرت نہیں کی تھی اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انھیں اہل ایمان کے نام سے پکارا ہے۔ ہجرت (کے تا قیامت جاری رہنے) پر سنت رسول ﷺ سے استدلال: رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: ''ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہیں ہوتی اور توبہ اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا۔''①

| وَالْهِجْرَةُ فَرِيضَةٌ | ہجرت ہر اس مسلمان پر فرض ہے جو کفر کے علاقے میں دین کا اظہار نہ کر پائے۔ ایسا شخص جو اپنے اسلام کا اظہار سرعام نہ کر سکے اُس کا اسلام اُسی وقت مکمل ہوگا جب وہ ہجرت کر جائے گا۔ جب تک وہ ہجرت نہیں کرے گا اُس کا اسلام مکمل نہیں ہو پائے گا کیونکہ ایک واجب کام جن اسباب کے ساتھ مکمل ہوتا ہے وہ اسباب بھی واجب کی حیثیت اختیار کر جاتے ہیں۔

| وَالدَّلِيلُ | ان آیات میں اس امر پر تنبیہ ہے کہ جو لوگ ہجرت کی قدرت رکھنے کے باوجود ہجرت نہیں کرتے فرشتے ان کی روحیں قبض کرتے وقت انھیں زجر و توبیخ کرتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم ہجرت کر جاتے، البتہ ایسے عاجز و مجبور لوگ جو کمزوری کی وجہ سے ہجرت نہیں کر سکتے، انھیں اللہ تعالیٰ نے معافی دے رکھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ طاقت کے مطابق ہی کسی کو مکلّف ٹھہراتا ہے۔

① سنن أبي داود، حديث:2479.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بِاسْمِ الْإِيمَانِ] معلوم ہوتا ہے شیخ رحمہ اللہ نے امام بغوی رحمہ اللہ کا یہ قول معنی کے لحاظ سے ذکر کیا ہے کیونکہ اس آیت کے تحت تفسیر بغوی میں یہ الفاظ موجود نہیں ہیں۔

[مِنْ مَّغْرِبِهَا] اور یہ وقت عمل صالح کی قبولیت کے ختم ہو جانے کا وقت ہے۔ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِن قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا﴾ ''جس دن آپ کے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں گی تو کسی ایسے شخص کا ایمان لانا اسے فائدہ نہیں دے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا تھا یا اس نے اپنے ایمان (کی مدت) میں کوئی نیک عمل نہیں کیا تھا۔''①

آیت کریمہ میں بعض مخصوص نشانیوں سے مراد سورج کا مغرب کی طرف سے نکلنا ہے۔

ضمیمہ

بلادِ کفر کا سفر اور وہاں اقامت کا حکم؟

بلاد کفار کی طرف سفر کرنا تین شرائط کے ساتھ جائز ہے:

① انسان اِتنا دینی علم رکھتا ہو کہ اس میں کفار کے شبہات اور اعتراضات کا جواب دینے کی اہلیت موجود ہو۔

② اس پر دین کا اس قدر غلبہ اور گہرا اثر ہو کہ نفسانی خواہشات سے بچ سکے۔

③ بلاد کفار کے سفر کی احتیاج اور ضرورت ہو۔ (محض تفریحی سفر نہ ہو۔)

اگر یہ شرائط کسی میں نہیں پائی جاتیں تو اس کے لیے کفار کے ملکوں کا سفر کرنا جائز نہیں کیونکہ اس میں فتنہ ہے یا کم از کم فتنے کا خطرہ ضرور ہے اور مال کا ضیاع بھی ہے کیونکہ اس قسم کے سفروں میں انسان خطیر رقم خرچ کر بیٹھتا ہے۔

ہاں! ناگزیر ضرورت کے پیش نظر کافروں کے ملکوں میں جانا ممنوع نہیں، مثلاً: بیمار علاج

① الأنعام 158:6.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے، طالبانِ علم طبی، عسکری اور سائنسی علوم کے حصول کے لیے اور تاجر تجارت کے لیے۔ متذکرہ بالا شرائط کی پابندی کے ساتھ اہل کفر کے ملکوں میں محدود مدت کے لیے جاسکتے ہیں۔ محض سیر وتفریح کے لیے کافروں کے ملکوں میں جانا نہایت خطرناک ہے۔ سیر و تفریح بُری بات نہیں مگر اس غرض کے لیے مسلمانوں کو اسلامی ملکوں ہی کا رُخ کرنا چاہیے۔ الحمد للہ! اکثر اسلامی ممالک اپنے دلکش اور سحر انگیز قدرتی مناظر کے باعث امریکہ اور یورپ کے ملکوں سے کہیں زیادہ خوبصورت ہیں اور وہاں تعطیلات کا زمانہ بخیر وخوبی بسر ہوسکتا ہے۔

بلادِ کفر میں اقامت کا حکم

کافروں کے ممالک میں رہائش اختیار کرنے سے بھی حتی الامکان گریز کرنا چاہیے کیونکہ وہاں ایک مسلمان کے دین و ایمان اور اخلاق و آداب کے لیے سخت خطرہ موجود رہتا ہے۔ بہت سے ایسے لوگ دیکھے گئے ہیں جنھوں نے لادین ممالک میں رہائش اختیار کی تو ان کی اعلیٰ اخلاقی قدریں مسخ ہوگئیں۔ اُن کے اخلاق و عادات، تہذیب وتمدن اور بودوباش پر کافروں کے اخلاق و عادات اور تہذیب کا گہرا اثر پڑا۔ یوں وہ لوگ اپنے دین و ایمان اور اخلاقیات کے لحاظ سے یکسر تہی دامن ہو گئے۔ اور کفار کے کلچر میں ڈھل کر فسق و فجور، شراب نوشی اور عیاشی میں مبتلا ہوگئے، اس طرح ان کی متاعِ دین و دانش لُٹ گئی۔

انھیں کافروں کا لباس، ان کی چال ڈھال، ان کی طرح کھانا پینا اور اٹھنا بیٹھنا پسند آنے لگا۔ وہ نہ صرف دین اور دیندار لوگوں سے دور ہوتے چلے گئے بلکہ دین اور دینداروں سے تمسخر کرنے لگے اور اسلام سے دور اور نفور (متنفر) ہوکر ایمان گنوا بیٹھے۔ إنا للّٰہ وإنا إلیہ راجعون.

بیان کردہ شرائط اسی لیے عائد کی گئی ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو اس اندھے گڑھے میں گرنے سے بچانے کی کوشش کی جاسکے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفار کے ممالک میں رہائش اختیار کرنے کے لیے دو بنیادی شرطیں ہیں:

① بلاد کفار میں مقیم آدمی کو اپنے دین کی حفاظت کا یقین ہو کہ اس کے پاس اس قدر علم، ایمان اور قوت و عزیمت ہے کہ وہ دین پر ثابت قدم رہ سکے گا اور اپنی اعلیٰ دینی اقدار سے انحراف نہیں کرے گا۔ وہ اپنے دل میں کافروں کے ساتھ دشمنی اور بغض رکھے اور ان سے دوستی کے تعلقات قائم کرنے سے کنارہ کش رہے کیونکہ ان سے دوستی رکھنا اللہ پر ایمان رکھنے کے منافی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ﴾ ''(اے نبی!) آپ (ایسی) کوئی قوم نہیں پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو، وہ دوستی ان سے رکھے جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہوں، اگرچہ وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کا کنبہ قبیلہ ہو۔''①

نیز فرمایا: ﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓى اَنْ تُصِيْبَنَا دَاۗىِٕرَةٌ ۭ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰي مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ۝ ﴾ ''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہودیوں اور عیسائیوں کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو بھی ان سے دوستی رکھے گا تو بے شک وہ انھی میں سے ہوگا۔ یقیناً اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ (اے نبی!) پس آپ ان لوگوں کو دیکھتے ہیں جن کے دلوں میں (منافقت کا) روگ ہے کہ وہ دوڑ کر ان میں جاتے ہیں اور (ان سے) کہتے ہیں: ہم ڈرتے ہیں کہ ہمیں کوئی مصیبت (نہ) پہنچے، پھر قریب ہے کہ اللہ (تمھیں) فتح عطا کرے یا اپنی طرف سے کوئی اور بات ظاہر کرے، تو یہ لوگ (اپنی

① المجادلة 22:58.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منافقت پر) پچھتائیں گے جسے وہ اپنے دلوں میں چھپائے ہوئے ہیں۔''[1]

نبی ﷺ نے فرمایا: «اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ» ''آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسے محبت ہو۔''[2]

اللہ کے دشمنوں سے محبت رکھنا ایک مسلمان کے لیے زبردست خطرے کا سبب ہے کیونکہ ان کے ساتھ محبت رکھنے سے یہ لازم آئے گا کہ وہ ان کی موافقت اور ان کی تقلید کرے یا کم از کم ان کے کفریہ عقائد پر اعتراض بھی نہ کرے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «مَنْ أَحَبَّ قَوْمًا حَشَرَهُ اللّٰهُ فِي زُمْرَتِهِمْ» ''انسان جن لوگوں سے محبت کرتا ہے اللہ اسے انھی کے ساتھ اٹھائے گا۔''[3]

(2) دوسری شرط یہ ہے کہ ان کفار کے ممالک میں اپنے دینی شعائر کو پوری آزادی کے ساتھ ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اسے نماز قائم کرنے، جمعہ اور جماعت ادا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو بشرطیکہ اس کے ساتھ اس کے رفقاء ہوں جن کے ساتھ مل کر جمعہ و جماعت کا اہتمام ہو سکے۔ اور زکاۃ، روزہ، حج اور دیگر احکام ادا کرنے سے اسے کوئی نہ روکتا ہو۔ اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو اس کے لیے دارِ کفر میں اقامت اختیار کرنا جائز نہیں بلکہ اس وقت اس پر ہجرت فرض ہو جاتی ہے۔

صاحبِ مغنی نے لوگوں کے اعتبار سے ہجرت کی اقسام پر بحث میں لکھا ہے:

''ان میں سے ایک شخص وہ ہے جو ہجرت کی طاقت رکھتا ہو اور کفار کے درمیان رہتے ہوئے آزادی سے کھلے بندوں اسلامی احکام پر عمل نہ کرسکتا ہو اس پر ہجرت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيٓ أَنْفُسِهِمْ قَالُوا

---

[1] المآئدة 5:51، 52. [2] صحيح البخاري، الأدب، باب علامة الحُبِّ فِي اللّٰه عزوجل......، حديث: 6170، وصحيح مسلم، البر والصلة، باب المرء مع من أحب، حديث: 2640. [3] المعجم الكبير للطبراني: 3/19.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيمَ كُنتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ ''بلاشبہ جن لوگوں کی فرشتے اس حالت میں جان قبض کرتے ہیں کہ وہ (جان بوجھ کر کافروں میں رہ کر) اپنی جانوں پر ظلم کرتے رہے ہوں، تو فرشتے پوچھتے ہیں کہ تم کس حال میں تھے؟ وہ کہتے ہیں: ہم زمین میں کمزور تھے۔ تب فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے؟ چنانچہ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''①

اس سخت وعید سے ثابت ہوتا ہے کہ ہجرت فرض ہے کیونکہ دینی احکام کو قائم کرنا ہر اس شخص پر واجب ہے جو اس پر قدرت رکھتا ہے جبکہ ہجرت اس واجب کی تکمیل کے لیے ضروری ہے۔ اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ واجب کام جن اسباب اور ذرائع سے مکمل ہوتا ہے وہ اسباب و ذرائع بھی واجب ہی ٹھہرتے ہیں۔''②

ان دو بنیادی شرطوں کے بعد دارِ کفر میں اقامت اختیار کرنے کی چند صورتیں ہیں:

بلادِ کفر میں اقامت کی چند صورتیں

① کوئی مسلمان اسلام کی طرف دعوت دینے اور دین کی طرف رغبت دلانے کے لیے دارِ کفر میں اقامت اختیار کرلے، تو یہ جہاد کی ایک قسم ہے۔ اور صاحبِ استطاعت کے لیے یہ فرض کفایہ ہے، بشرطیکہ ان میں بغیر کسی روک ٹوک کے دعوت دے سکتا ہو۔

اسلام کی طرف دعوت دینا اسلام کے فرائض میں سے ہے اور یہ انبیاء کا راستہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہر وقت اور ہر مقام پر تبلیغ کا حکم دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً» ''میری طرف سے لوگوں کو پہنچاؤ، اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔''③

② کفار کے احوال کا مطالعہ کرنے کے لیے ان کے ممالک میں اقامت گزیں ہونا۔ اس

① النسآء 4:97. ② المغني: 10/506. ③ صحيح البخاري، أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، حديث:3461.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا مقصد یہ ہو کہ ان کے فاسد عقائد، باطل معتقدات، کمزور اخلاق اور مادر پدر آزاد ماحول کا بغور مشاہدہ کرنے کے بعد لوگوں کو ان مہلک باتوں سے آگاہ کرے، ان کی راہ اختیار کرنے سے انھیں ڈرائے اور ان کی تہذیب سے مرعوب لوگوں پر ان کا اصل رنگ واضح کرے۔

اس طرح کی اقامت بھی ایک طرح کا جہاد ہے کیونکہ اس کی حیثیت لوگوں کو ان کی اصل صورت دکھا کر انھیں اسلام کی ترغیب دینا اور اسلامی عقائد پر مستحکم کرنا ہے، کیونکہ کفر کی خرابی ظاہر کرنا درحقیقت اسلام کی خوبی کی طرف راغب کرنا ہے۔ جیسا کہ مقولہ ہے: وَبِضِدِّهَا تَتَبَيَّنُ الْأَشْيَاءُ ''اشیاء کی حقیقت ان کی اضداد دیکھ کر واضح ہوتی ہے۔'' لیکن اس میں بھی یہ شرط ہے کہ یہ مقصد کسی خرابی اور برائی میں آلودہ ہوئے بغیر حاصل ہو۔

اور اگر کفار اپنے افکار و احوال کے نقائص اور اپنی تہذیب کے شدید نقصانات واضح کرنے سے روکیں اور لوگوں کو اسلامی تہذیب سے دور رکھنے کی کوشش کریں تو ان لوگوں کے وطن میں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ علاوہ ازیں اگر مقصد حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ کوئی بڑی خرابی بھی لازم آئے، مثلاً: وہ لوگ اسلام، یا رسولِ اسلام ﷺ اور ائمۂ اسلام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کا مظاہرہ کرتے ہوں تو پھر وہاں ہرگز نہ ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ۗ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِمْ مَرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ ''اور مشرکین اللہ کو چھوڑ کر جنھیں پکارتے ہیں، تم انھیں گالی مت دو، پھر وہ بھی جہالت میں، حد سے گزرتے ہوئے اللہ کو گالی دیں گے۔ اسی طرح ہم نے ہر امت کے لیے ان کے عمل میں کشش پیدا کر دی ہے، پھر انھیں اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانا ہے، پھر وہ انھیں بتائے گا کہ وہ کیا کچھ کرتے رہتے تھے۔''[1]

اسی کے مشابہ اس شخص کا قیام ہے جو دارِ کفر میں کافروں کی جاسوسی کے لیے اقامت

[1] الأنعام 108:6.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کرتا ہے تاکہ ان کے مکروفریب اور ان کی چالوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو غزوۂ خندق میں مشرکین کے حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا تھا۔ [1]

③ کفار کے ملک میں مسلمانوں کا سفیر بن کر جانا اور اسلامی حکومت کے تعلقات، مفادات اور معاہدات کی نگرانی کرنے کے لیے وہاں قیام کرنا بھی درست ہے۔ مختلف ممالک میں تحقیقی اور مطالعاتی وفود کا تبادلہ اور اہلِ کفر کے ملکوں میں ان کے رسوم و رواج کے مطالعے کے لیے جانا تاکہ ان کی مضرت سے مسلمان طلباء کو بچایا جائے اور انھیں اسلامی تعلیمات اور اخلاقیات پر قائم رکھا جائے۔ اس طرح کفار کے علاقے میں رہائش اختیار کرنے میں بہت سے فوائد ہیں اور بہت سی خرابیوں کی بیخ کنی ممکن ہے۔

④ کوئی شخص تجارت یا علاج یا دیگر ضروریات کے لیے بلادِ کفر میں رہائش رکھے۔ ایسی صورت میں حسبِ ضرورت اقامت اختیار کرنا جائز ہے۔ اہلِ علم نے تجارت کی غرض سے کافر ملکوں میں آنے جانے کی اجازت دی ہے۔ اور اس سلسلے میں انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو بطورِ دلیل پیش کیا ہے۔

⑤ تعلیم کی غرض سے ان ممالک میں اقامت گزیں ہونا ایک نازک معاملہ ہے۔ اگرچہ یہ ایک طرح سے پہلی صورت میں داخل ہے لیکن یہ دین اور اخلاق کے لیے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے کیونکہ طالب علم اپنے استاد کے علومرتبت کی وجہ سے اس کی آراء و افکار اور طریق کار کی تعظیم کرتا ہے اور ان کے رسوم و رواج اور کفریہ اعتقادات سے جلد متاثر ہو جاتا ہے، مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔ ایسے طلبہ بہت کم ہیں۔ پھر یہ معاملہ بھی ہے کہ طالب علم کو اپنے استاد سے علمی رشتہ استوار رکھنے کے لیے اُس سے محبت رکھنی پڑے گی اور اس کے گمراہ کن افکار اور عقائد کے بارے میں بھی مداہنت سے کام لیتے ہوئے خاموش رہنا

---

[1] صحیح مسلم، الجهاد، باب غزوة الأحزاب، حدیث: 1788.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑے گا۔

علاوہ ازیں طالب علم دورانِ تعلیم اپنے کلاس فیلوز اور ہوسٹل کے ساتھیوں کے ساتھ رہنے سہنے کی وجہ سے ان سے دوستی کرے گا، یوں ان کی عادات محسوس یا غیر محسوس طور پر اس میں در آئیں گی۔ اس لیے اس سنگین خطرے کے پیش نظر کفر کے ملکوں میں مقیم ہونے کے لیے بیان کردہ دو بنیادی شرطوں کے ساتھ چند اور شرائط کی پابندی بھی ضروری ہے:

تعلیم کے لیے بلادِ کفر کا رخ کرنے کی مزید شرائط

① طالب علم پختہ عقل اور بالغ ذہن کا مالک ہو۔ اُسے اپنے نفع اور نقصان میں تمیز کرنے کا شعور ہونا چاہیے۔ چھوٹی عمر کے لڑکوں کو ان ممالک میں حصولِ تعلیم کے لیے بھیجنا بے حد خطرناک ہے کیونکہ وہ عقل و شعور میں ناپختہ ہوتے ہیں اور کفار کے افکار و خیالات سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں۔ یہ بات اکثر مشاہدے میں آئی ہے کہ چھوٹی عمر کے جو طالب علم تحصیل علم کے لیے ان ملکوں میں گئے وہ اپنے دین و ایمان اور اخلاق و معاشرت سے تہی دامن اور دین سے متنفر ہو کر ہی لوٹے اور انھوں نے معاشرے میں وہی زہر پھیلایا جو وہ کفار کے پاس سے لائے تھے۔ موجودہ حالات و واقعات اس امر کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ ان لوگوں کی وجہ سے اسلامی معاشرے میں ایک عظیم فتنہ پیدا ہوتا چلا گیا۔ ان ناپختہ عمر لڑکوں کو کافروں کے ملکوں میں بھیجنا تو ایسا ہی ہے جیسے بکریوں کو بھیڑیوں کے حوالے کر دیا جائے۔

② ایسے طالب علم کو اپنے دین کا اس قدر علم اور شعور ہو جس سے وہ حق و باطل اور خیر و شر میں تمیز کر سکے اور نور و ظلمت اور حق و باطل کا صحیح صحیح موازنہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو مبادا وہ ان کے باطل نظریات سے دھوکا کھا کر اسے حق سمجھ لے، یا وہ حق و باطل میں تمیز ہی نہ کر سکے یا آخر حق کے دفاع سے عاجز آ جائے اور حیران و سرگرداں ہو کر باطل ہی کی روش

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر بیٹھے۔

ایک ماثور دعا کے الفاظ ہیں: «اَللّٰھُمَّ! أَرِنِي الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنِي اتِّبَاعَهُ، وَأَرِنِي الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنِي اجْتِنَابَهُ، وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيَّ فَأَضِلَّ» ''اے اللہ! میرے لیے حق واضح کر دے اور مجھے اس کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرما اور میرے لیے باطل واضح کر دے اور مجھے اس سے بچالے۔ اور حق و باطل کو مجھ پر مشتبہ نہ بنا کہ میں گمراہ ہو جاؤں۔''[1]

③ تحصیل علم کے لیے دیارِ کفر جانے والا اس قدر دین دار ہو اور اس کا عقیدہ اور ایمان اس قدر مضبوط ہو کہ وہ کافروں کی چالوں اور دجل وفریب سے بچ نکلے۔ کمزور عقیدے اور بودے ایمان کا حامل طالب علم اللہ کی نصرت و تائید کے بغیر، ان کے جارحانہ حملوں کا مقابلہ نہ کر سکے گا۔ کیونکہ ان میں کفر و الحاد کے اتنے رنگ برنگے فتنے ہیں کہ کمزور ارادے والا ان سے محفوظ نہیں رہ سکے گا اور انھی کے رنگ میں رنگا جائے گا۔

④ یہ بھی ضروری ہے کہ طالب علم صرف وہی علم حاصل کرنے کے لیے بلادِ کفر کا رُخ کرے جو مسلمانوں کے لیے انتہائی ضروری اور مفید ہو اور جس کی تحصیل کا اسلامی ملکوں میں کوئی اہتمام نہ ہو۔ اگر ایسے علم کی تدریس کا انتظام اسلامی ملکوں میں موجود ہو تو پھر بلادِ کفر کا رُخ کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس طرح نہ صرف مالی ضیاع ہوگا بلکہ کفر کے گڑھ میں طالب علم کے دین و اخلاق کو بھی طرح طرح کے خطرات لاحق رہیں گے۔

بلادِ کفر میں مستقل رہائش کا حکم؟

ان (کفریہ) ممالک میں مستقل رہائش اختیار کرنا، پہلی عارضی اور ہنگامی صورتوں کی

[1] تفسیر ابن کثیر، البقرة 2: 213.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہ نسبت کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ جو مسلمان کافروں کے ساتھ مل جل کر رہے گا اسے ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے اور کھانے پینے کے زیادہ مواقع پیش آئیں گے۔ اس کے علاوہ مقامی اور وطنی تقاضوں کے تحت ان سے محبت والفت کے تعلقات بھی قائم ہونے لگیں گے۔ اس طرح وہ کفار کی جماعت میں اضافے کے گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اس کی طرح اُس کے اہل وعیال بھی کافروں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے باعث انھی کے اخلاق و عادات اپنائیں گے۔ بعض صورتوں میں وہ ان کے کفریہ اعمال اور اعتقادات میں بھی ان کی نقل کریں گے۔ اسی لیے حدیث پاک میں ہے: «مَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهُ فَإِنَّهُ مِثْلُهُ» ”جو مشرک کے ساتھ رہے گا اور اس کی معیت اختیار کرے گا وہ یقیناً اُسی جیسا ہوگا۔“ [1]

ہر چند اس حدیث کی سند ضعیف ہے لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ «فَإِنَّ الْمُسَاكَنَةَ تَدْعُو إِلَى الْمُشَاكَلَةِ» ”باہمی رہن سہن ایک دوسرے کی مماثلت اختیار کرنے کا باعث بنتا ہے۔“ اور اسی طرح رفتہ رفتہ غیر محسوس طور پر اہلِ کفر سے مشابہت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے۔

قیس بن ابو حازم رحمہ اللہ جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «أَنَا بَرِيءٌ مِّنْ كُلِّ مُسْلِمٍ يُقِيمُ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُشْرِكِينَ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَلِمَ؟ قَالَ: لَا تَرَاءٰى نَارَاهُمَا» ”میں ہر اس مسلمان سے بری ہوں جو مشرکین کے مابین مقیم ہو۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”(مسلمانوں اور مشرکوں کی بستیاں اس قدر دور ہونی چاہئیں کہ) دونوں کو ایک دوسرے کی آگ دکھائی نہ دے۔“ [2]

امام ابوداود، امام ترمذی رحمہما اللہ اور اکثر راویوں نے قیس بن ابو حازم سے اس روایت کو

---

[1] سنن أبي داود، الجهاد، باب في الإقامة بأرض الشرك، حديث: 2787. [2] سنن أبي داود، الجهاد، باب النهي عن قتل من اعتصم بالسجود، حديث: 2645، وجامع الترمذي، السير، باب ماجاء في كراهية المقام......، حديث: 1604.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرسل (صحابی کا واسطہ چھوڑ کر) روایت کیا ہے۔ امام ترمذی ؒ کہتے ہیں: میں نے محمد، یعنی امام بخاری سے سنا، وہ کہہ رہے تھے: صحیح یہ ہے کہ قیس کی یہ حدیث مرسل ہے۔

آخر ایک مومن کافروں کے وطن میں رہنا کس طرح گوارا کرسکتا ہے جبکہ ان کے وطن میں کفریہ عقائد برملا بیان کیے جاتے ہوں اور وہاں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کا قانون نافذ ہو۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایک مسلمان آدمی اپنی آنکھوں سے کافروں کے کفریہ اعمال دیکھے اور اپنے کانوں سے ان کی خرافات سُنے اور اُنھی کے ساتھ ان کی بستیوں میں بسا رہے۔ اپنی وطنی اور قومی نسبت بھی اُنھی سیکولر ممالک کی طرف کرے، اپنے اہل و عیال کو بھی وہیں لے جائے اور یوں اطمینان سے رہنے لگے جیسے وہ کسی اسلامی ملک میں رہتا ہے۔ یہ ایک خطرناک عمل ہے۔ بلادِ کفر کے کفریہ اخلاق و عادات کا اس پر اور اس کے اہل و عیال کے دین و اخلاق پر لامحالہ منفی اثر پڑے گا۔

ہم نے اپنی سُوجھ بوجھ کے مطابق بلادِ کفر میں اقامت اختیار کرنے کی خرابیاں واضح کردی ہیں۔ اور جس حد تک مقیم ہونا جائز ہے وہ بھی بیان کردیا ہے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارا بیان حق و صواب کے مطابق ہو۔

فَلَمَّا اسْتَقَرَّ بِالْمَدِينَةِ أُمِرَ بِبَقِيَّةِ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ مِثْلِ الزَّكَاةِ، وَالصَّوْمِ، وَالْحَجِّ، وَالْجِهَادِ، وَالْأَذَانِ، وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ شَرَائِعِ الْإِسْلَامِ،

جب آپ ﷺ مدینہ منورہ میں اقامت گزیں ہو گئے تو شریعت کے دوسرے احکام جاری کیے گئے، جیسے: زکاۃ، روزہ، حج، جہاد، اذان، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور دوسرے شرعی احکام۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ میں اسلامی احکام کا نزول

[اسْتَقَرَّ بِالْمَدِيْنَةِ] مؤلف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نبی ﷺ نے مدینہ منورہ میں اپنے قدم جما لیے تو آپ ﷺ کو دین اسلام کے دیگر احکام جاری کرنے کا حکم دیا گیا۔ اس سے پہلے مکہ مکرمہ میں دس سال، آپ ﷺ نے توحید کی طرف (اعلانیہ) دعوت دی (نبوت کے پہلے تین برسوں میں خفیہ اور فرداً فرداً دعوت دی گئی تھی) اس کے بعد مکہ ہی میں پانچ (وقت کی) نمازیں فرض ہوئیں۔ پھر آپ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما گئے۔ جبکہ آپ ﷺ پر زکاۃ، روزہ اور حج وغیرہ فرض نہیں ہوئے تھے اور نہ ہی دیگر شعائر اسلام نازل ہوئے تھے۔

مؤلف رحمہ اللہ کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ زکاۃ اور اس کی تفصیلات مدینہ منورہ میں فرض ہوئیں۔ لیکن بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ زکاۃ کی فرضیت کا حکم مکہ مکرمہ ہی میں نازل ہوا، تاہم مقدارِ نصاب اور جزوی تفصیلات مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ انھوں نے ان آیات سے استدلال کیا ہے جو مکی سورتوں میں آئی ہیں اور ان میں زکاۃ کے وجوب کا حکم موجود ہے۔ جیسا کہ سورۂ انعام میں ارشاد فرمایا: ﴿وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ﴾ ''اور ان کی کٹائی اور چنائی کے دن اس (اللہ) کا حق دے دیا کرو۔'' (1)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ فِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ ۝ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝﴾ ''اور جن کے مالوں میں حق مقرر ہے۔ سوالی اور محروم کا۔'' (2)

بہرحال زکاۃ کا نصاب اور اس کی جزئی تفصیلات کہ یہ کس قسم کے مال پر فرض ہے اور کون کون سے لوگ اس کے مستحق ہیں، مدینہ منورہ میں نازل ہوئیں۔ اسی طرح اذان اور جمعے کا حکم بھی مدینہ شریف ہی میں ملا۔ اس سے ظاہر ہے کہ نماز باجماعت کا حکم بھی

(1) الأنعام 141:6. (2) المعارج 25,24:70.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مدینہ منورہ ہی میں نازل ہوا کیونکہ اذان، جو درحقیقت جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی دعوت ہے، 2 ہجری میں مدینہ طیبہ میں فرض ہوئی۔

روزے بھی 2 ہجری میں فرض ہوئے۔ حج اہل علم کے راجح قول کے مطابق 9 ہجری میں فرض ہوا جبکہ 8 ہجری میں مکہ مکرمہ فتح ہو چکا تھا۔ اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اور دیگر اسلامی شعائر بھی مدینہ منورہ میں اسلامی ریاست کے قیام کے بعد جاری ہوئے۔

أَخَذَ عَلٰى هٰذَا عَشْرَ سِنِينَ وَ بَعْدَهَا تُوُفِّيَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَ سَلَامُهُ عَلَيْهِ وَ دِينُهُ بَاقٍ وَهٰذَا دِينُهُ، لَا خَيْرَ إِلَّا دَلَّ الْأُمَّةَ عَلَيْهِ، وَلَا شَرَّ إِلَّا حَذَّرَهَا مِنْهُ، وَالْخَيْرُ الَّذِي دَلَّ عَلَيْهِ: اَلتَّوْحِيدُ، وَ جَمِيعُ مَا يُحِبُّهُ اللّٰهُ وَيَرْضَاهُ وَالشَّرُّ الَّذِي حَذَّرَ مِنْهُ: اَلشِّرْكُ وَجَمِيعُ مَا يَكْرَهُهُ اللّٰهُ وَيَأْبَاهُ

دس سال تک آپ ﷺ نے مدینہ منورہ میں قیام فرمایا، اس کے بعد آپ ﷺ وفات پا گئے۔ صلوات اللّٰہ وسلامہ علیہ.

لیکن آپ ﷺ کا لایا ہوا دین باقی ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔ خیر اور بھلائی کا کوئی کام ایسا نہیں جسے آپ ﷺ نے بیان نہ فرما دیا ہو۔ کوئی شر اور برائی ایسی نہیں جس سے آپ ﷺ نے ڈرایا نہ ہو۔ سب سے بڑی خیر اور بھلائی جس کی آپ نے تبلیغ اور زبردست تاکید فرمائی ہے وہ ''توحید'' ہے اور جن امور کو اللہ پاک پسند فرماتا اور ان سے راضی ہوتا ہے، ان سب کی بھی وضاحت فرما دی ہے۔ اور سب سے بڑی برائی اور شر جس سے آپ ﷺ نے لوگوں کو ڈرایا اس میں ''شرک'' اور تمام وہ باتیں شامل ہیں جن سے اللہ پاک ناراض ہوتا اور انھیں برا جانتا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وفات النبی ﷺ

[وَ بَعْدَهَا تُوُفِّيَ] ہجرت کے بعد دس سال آپ ﷺ مدینہ منورہ میں مقیم رہے، پھر جب اللہ تعالیٰ نے دین مکمل فرما دیا اوراس کے ذریعے سے مسلمانوں پر اپنی نعمت پوری فرما دی تو اللہ تعالیٰ نے نبیٔ کریم ﷺ کو اپنے جوارِ رحمت اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کی رفاقت اعلیٰ کے لیے منتخب فرما لیا۔

ماہِ صفر کے آخر اور ربیع الاول کی ابتدا میں آپ ﷺ کے مرض کا آغاز ہوا۔ بیماری کے ایام میں آپ ﷺ ایک روز باہر تشریف لائے، سر مبارک کو کپڑے سے باندھا ہوا تھا، پھر آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے خطبہ پڑھا تو سب سے پہلے شہدائے احد کے لیے مغفرت کی دعا فرمائی، پھر فرمایا: «إِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ» ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دنیا میں رہنا چاہتا ہے تو دنیا میں رہے اور اگر اس کے پاس آنا چاہتا ہے تو یہی بات پسند کر لے، چنانچہ اس بندے نے اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کر لیا ہے۔''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ بات سمجھ گئے اور رونے لگے، عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، ہم اپنے آباء و اجداد، اپنی جانیں، مال اور اولاد سب کچھ آپ پر قربان کرتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''اے ابوبکر! رو نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: «إِنَّ أَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبُوبَكْرٍ، وَلَوْكُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِيلًا مِّنْ أُمَّتِي لَاتَّخَذْتُ أَبَابَكْرٍ، وَلٰكِنْ أُخُوَّةُ الْإِسْلَامِ وَمَوَدَّتُهُ» '' اپنی صحبت اور مال کے ذریعے سے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا احسان مجھ پر سب لوگوں سے بڑھ کر ہے۔ اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل چنتا تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو اپنا خلیل بناتا، البتہ اسلامی اخوت اور مودت ان کے ساتھ ضرور ہے۔''[1]

[1] صحيح البخاري، الصلاة، باب الخوخة والممر في المسجد، حديث:466.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ ﷺ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

12 یا 13 ربیع الاول 11 ھ سوموار کے دن آپ اللہ کے جوارِ رحمت میں چلے گئے۔ آپ ﷺ کے آخری لمحات کی تفصیل کچھ اسی طرح ہے کہ جب سکرات موت طاری ہوئی تو آپ ﷺ کے سامنے ایک برتن میں پانی موجود تھا۔ آپ اس میں اپنا مبارک ہاتھ ڈال کر اپنے چہرۂ مبارک پر پھیرتے اور فرماتے: «لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ» ''لا إله إلا الله (اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں) یقیناً موت کی سختیاں برحق ہیں۔''①

پھر آسمان کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھا اور فرمایا: «اَللّٰهُمَّ! فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلٰى» ''اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کا ساتھ پسند کرتا ہوں۔''② یہ کہتے ہوئے آپ ﷺ کی روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اس سانحہ کی وجہ سے صحابۂ کرام کو زبردست صدمہ پہنچا اور یہ سانحہ واقعتاً ہی زبردست صدمے کا باعث تھا۔ وہ اضطراب کا شکار ہوئے اور روشن دن انھیں سیاہ رات کے مانند نظر آنے لگا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا: «فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا ﷺ فَإِنَّ مُحَمَّدًا ﷺ قَدْ مَاتَ، وَمَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ فَإِنَّ اللّٰهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ» ''جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کیا کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ فوت ہو گئے ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آئے گی۔'' پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ﴾ ''اور محمد (ﷺ) ایک رسول ہی تو ہیں۔ ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں اگر وہ فوت ہو جائیں یا یہ شہید ہو جائیں تو کیا تم (اسلام سے) اپنی ایڑیوں کے بل پھر جاؤ گے؟''③

① صحيح البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، حديث:4449و6510. ② صحيح البخاري، المغازي، باب مرض النبي ﷺ ووفاته، حديث:4437. ③ آل عمران 3:144.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴾ ''(اے نبی ﷺ!) بلاشبہ آپ بھی فوت ہونے والے ہیں اور وہ بھی یقیناً مرنے والے ہیں۔''[1]

جب لوگوں نے یہ سنا تو وہ چیخیں مار کر رونے لگے، انھیں یقین ہو گیا کہ اللہ کے رسول ﷺ وفات پا چکے ہیں۔

آپ ﷺ کو احترام کے طور پر انھی کپڑوں میں غسل دیا گیا جو آپ ﷺ نے پہن رکھے تھے، پھر تین سفید سحولی (سحول بستی کی بنی ہوئی) چادروں میں آپ ﷺ کو کفن دیا گیا۔ ان میں قمیص اور عمامہ مبارک نہیں تھا۔

لوگوں نے بغیر امام کے الگ الگ نماز جنازہ پڑھی (چند لوگ حجرۂ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں داخل ہوتے، درود شریف پڑھتے اور باہر آجاتے۔) بدھ کی رات کو آپ ﷺ کی تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر بہترین درود و سلام ہو۔

آپ ﷺ کے دفنائے جانے سے قبل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت مکمل ہو چکی تھی۔

بَعَثَهُ اللّٰهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً، وَافْتَرَضَ اللّٰهُ طَاعَتَهُ عَلَى جَمِيعِ الثَّقَلَيْنِ: اَلْجِنِّ وَالْإِنْسِ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ (الأعراف 158:7)

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور تمام انسانوں اور جنوں پر آپ کی اطاعت فرض کردی۔ اللہ پاک کا فرمان ہے: ''(اے محمد ﷺ!) کہہ دیجیے: اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا پیغمبر ہوں۔''

[1] الزمر 30:39. صحيح البخاري، الجنائز، باب الدخول على الميت......، حديث:1242,1241. البتہ سورۂ زمر کی آیت کا ذکر صحيح البخاري، حديث:3668 میں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[بَعَثَهُ اللّٰهُ] کے معنی ہیں: اللہ تعالیٰ نے انھیں رسول بنا کر مبعوث فرمایا اور کَافَّةً کا مطلب ہے: سب کے سب۔

[﴿إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا﴾] اس آیت کریمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ محمد ﷺ تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور آپ کو بھیجنے والا اللہ تعالیٰ ہے جس کے قبضے میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے۔ وہ زندہ کرنے اور مارنے کا اختیار رکھتا ہے۔ اور وہ اپنی الوہیت میں ویسا ہی یکتا ہے، جیسا کہ وہ اپنی ربوبیت میں یکتا ہے۔ اس آیت کریمہ کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہم اس رسول نبی امی ﷺ پر ایمان لائیں اور آپ کی پیروی کریں اور اللہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اسی آخری نبی پر ایمان اور آپ کی پیروی علمی و عملی راہنمائی کا سبب ہے۔ آپ ﷺ کو ثقلین، یعنی جن و انس کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا۔ جنوں اور انسانوں کو کثرت تعداد کی وجہ سے ''ثقلین'' کہا جاتا ہے۔

وَأَكْمَلَ اللّٰهُ بِهِ الدِّينَ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المآئدة 5:3)

اللہ پاک نے آپ کے ذریعے سے دین مکمل کر دیا۔ اس بارے میں ارشاد فرمایا: ''آج میں نے تمھارے دین کو تمھارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کر لیا ہے۔''

[﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ﴾] یعنی آپ ﷺ کا دین قیامت تک باقی رہے گا۔ جب آپ ﷺ نے اپنی امت کو پیش آنے والے تمام ضروری امور کے بارے میں پوری طرح رہنمائی فرما دی تو پھر آپ ﷺ وفات پا گئے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: «لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُولُ اللّٰهِ وَمَا يَتَقَلَّبُ فِي السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَّرَنَا مِنْهُ عِلْمًا» ''رسول اکرم ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑا کہ (زمین و

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آسمان میں حرکت کرنے والی ہر چیز کے بارے میں ہمیں آگاہ فرمایا۔''①

مشرکین میں سے ایک شخص نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا تمھارے پیغمبر نے تمھیں قضائے حاجت تک کے آداب بتلائے ہیں؟ انھوں نے کہا: «أَجَلْ لَقَدْ نَهَانَا أَنْ نَّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِالْيَمِينِ، أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِأَقَلَّ مِنْ ثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ، أَوْ أَنْ نَّسْتَنْجِيَ بِرَجِيعٍ أَوْ بِعَظْمٍ» ''ہاں! آپ ﷺ نے ہمیں پیشاب اور پاخانہ کرتے ہوئے قبلے کی طرف منہ کرنے سے منع فرمایا ہے اور تین سے کم ڈھیلے استعمال کرنے یا دائیں ہاتھ یا لید یا ہڈی سے استنجا کرنے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔''②

نبی ﷺ نے اپنے قول اور اپنے عمل یا کسی صحابی کے قول وفعل کو برقرار رکھتے ہوئے، ابتدا، خود ہی یا کسی سوال کے جواب میں سارے دین کی خوب اچھی طرح وضاحت فرمادی ہے۔ سب سے بڑھ کر جو مسئلہ آپ نے صراحت سے بیان فرمایا، وہ مسئلہ ''توحید'' ہے۔

ہر وہ بات جس کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے اس میں امت کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے اور ہر وہ کام جس سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اس میں امت کے لیے دنیا و آخرت کا شر اور برائی موجود ہے۔

دین میں تنگی نہیں ہے

جو لوگ امر ونہی کے سلسلے میں تنگی کی شکایت کرتے ہیں درحقیقت وہ اپنی جہالت، کج فہمی، دین میں کمزوری اور بے صبری کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قاعدہ کلیہ کے طور پر فرما دیا کہ دین میں کوئی تنگی اور حرج نہیں ہے بلکہ دین میں آسانی ہی آسانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ﴾ ''اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمھارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔''③

---

① مسند أحمد: 162/5. ② صحيح مسلم، الطهارة، باب الاستطابة، حديث: 262. ③ البقرة 185:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ ''اور اس نے دین میں تمھارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔''①

سورۂ مائدہ میں فرمایا: ﴿ مَا يُرِيدُ اللهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ ﴾ ''اللہ نہیں چاہتا کہ تمھیں تنگی میں ڈالے۔''②

بس اللہ ہی کے لیے تعریف ہے جس نے اپنی نعمت پوری فرمادی اور دین کو مکمل کردیا۔

وَالدَّلِيلُ عَلَى مَوْتِهِ ﷺ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ۝ ﴾ (الزمر 39:30،31)

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو خبردار فرما دیا کہ دوسرے انسانوں کی طرح آپ ﷺ پر بھی موت طاری ہوگی، سورۂ زمر میں فرمایا: ''اے نبی! بلاشبہ آپ کو بھی موت آنی ہے اور یقیناً ان لوگوں کو بھی مرنا ہے اور آخرکار قیامت کے روز تم سب اپنے رب کے سامنے جھگڑو گے۔''

﴿ إِنَّكَ مَيِّتٌ ﴾ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو بھی اور جن کی طرف انھیں مبعوث کیا گیا ان سب کو بھی موت آئے گی اور قیامت کے دن (لوگ) اللہ تعالیٰ کے حضور جھگڑیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے مابین بربنائے حق فیصلہ فرمائے گا۔

وَالنَّاسُ إِذَا مَاتُوا يُبْعَثُونَ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ مِنْهَا خَلَقْنَٰكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ۝ ﴾ (طٰہٰ 20:55) وَقَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ وَاللهُ أَنْبَتَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝ ﴾ (نوح 71:17،18)

① الحج 22:78. ② المآئدة 5:6.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرنے کے بعد لوگوں کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان دلالت کناں ہے: ''اسی (زمین) سے ہم نے تمھیں پیدا کیا ہے اور اسی میں ہم تمھیں واپس لے جائیں گے اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔'' نیز فرمایا: ''اور اللہ نے تم کو زمین سے عجیب طرح اگایا۔ پھر وہ تمھیں اسی زمین میں واپس لے جائے گا اور (پھر روز محشر) تمھیں باہر نکال لے گا۔''

مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کے دلائل

| یُبْعَثُونَ | مصنف رحمہ اللہ نے اس جملے میں بیان فرمایا ہے کہ جب لوگ مرجائیں گے تو مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جزا اور بدلے کے لیے انھیں دوبارہ زندہ کرکے اٹھائے گا۔ رسولوں کو بھیجنے کا یہی مقصد ہے کہ انسان اپنے جی اٹھنے کے دن کے لیے عمل کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اُس دن کے ایسے احوال بتائے ہیں اور ایسی ہولناکیاں بیان کی ہیں کہ انسان کا دل کانپ اٹھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ بِهِ ۚ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝﴾ ''پھر اگر تم کفر کرو گے تو اس دن کیسے بچو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا؟ جس (کی شدت) سے آسمان پھٹ جائے گا۔ اس (اللہ) کا وعدہ (پورا) ہو کے رہتا ہے۔''[1]

اس جملے میں قیامت کے دن جی اٹھنے پر ایمان لانے کی طرف اشارہ ہے اور شیخ نے اس مسئلے میں سورۂ طٰہٰ اور سورۂ نوح کی دو آیات سے استدلال کیا ہے۔

| ﴿خَلَقْنٰكُمْ﴾ | یعنی ہم نے تمھیں زمین (مٹی) سے پیدا کیا ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی ہی سے کی گئی تھی۔

[1] المزمل 73:17،18.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[﴿ نُعِيْدُكُمْ ﴾] مرنے کے بعد زمین ہی میں دفن کیا جانا ہے۔

[﴿ نُخْرِجُكُمْ ﴾] قیامت کے دن زندہ کر کے اٹھایا جائے گا۔

[﴿ وَ يُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ﴾] یہ آیت پچھلی آیت کی موافقت کرتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرٰى ﴾ ''ہم نے تمھیں اسی (زمین) سے پیدا کیا ہے اور تمھیں اسی میں لوٹائیں گے اور اسی میں سے تمھیں ایک بار پھر نکالیں گے۔''[1]

قرآن پاک میں اس مضمون کی آیات بکثرت موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کثرت سے معاد ''لوٹنے کی جگہ'' (آخرت) کا ذکر کیا ہے تاکہ لوگ ایمان لے آئیں، عمل صالح والی زندگی بسر کریں اور آخرت کے لیے اچھی طرح تیاری کر لیں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں اعمال صالحہ کی توفیق سے نوازے اور قیامت کے دن سعادت مند لوگوں میں شامل فرما دے۔

وَ بَعْدَ الْبَعْثِ مُحَاسَبُونَ وَ مَجْزِيُّونَ بِأَعْمَالِهِمْ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَسَآءُوْا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ أَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ﴾ (النجم 31:53)

اٹھائے جانے کے بعد لوگوں سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے گا اور انھیں ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تاکہ اللہ برائی کرنے والوں کو ان کے عمل کا بدلہ دے اور ان لوگوں کو اچھی جزا سے نوازے جنھوں نے نیک رویہ اختیار کیا ہے۔''

[وَ بَعْدَ الْبَعْثِ] یعنی مرنے کے بعد زندہ کر کے لوگوں کے اعمال کا انھیں بدلہ دیا جائے گا، نیک اعمال ہوں گے تو انھیں ان کی اچھی جزا ملے گی اور اگر برے اعمال ہوں گے تو انھیں

[1] طٰہٰ 55:20.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ۝﴾ "لہٰذا جس نے ذرہ بھر بھلائی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی وہ بھی اسے دیکھ لے گا۔"①

نیز فرمایا: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا ۭ وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا ۭ وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ ۝﴾ "اور ہم قیامت کے دن انصاف کے ترازو رکھیں گے، پھر کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہوگا، اور اگر رائی کے دانے کے برابر بھی (عمل) ہوگا تو ہم اسے (تولنے کے لیے) لے آئیں گے، اور ہم حساب کرنے والے کافی ہیں۔"②

سورۂ انعام میں یوں فرمایا: ﴿مَنْ جَاۗءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝﴾ "جو شخص (وہاں) ایک نیکی لے کر آئے گا تو اس کے لیے دس گنا (ثواب) ہوگا، اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا تو اسے بس اُسی (بُرائی) کے برابر ہی سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"③

نیکی کا بدلہ دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک یا جس قدر اللہ چاہے گا مرحمت فرمائے گا۔ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ پہلے اللہ عزوجل نے نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائی، پھر اس عمل پر اس قدر عظیم ثواب عطا کیا۔ اور بدی کی سزا صرف اتنی رکھی جتنا قصور کیا ہے۔ اس سے زیادہ اس کی سزا نہیں دی جائے گی۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے: ﴿وَمَنْ جَاۗءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝﴾ "اور جو شخص ایک برائی لے کر آئے گا تو اسے بس اُسی کے برابر ہی سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔"④

یہ اللہ کا کمال فضل اور کمال احسان ہے۔

① الزلزال 99:7,8. ② الأنبيآء 21:47. ③ الأنعام 6:160. ④ الأنعام 6:160.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد شیخ رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال پیش کیا ہے: ﴿لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا﴾ ''تاکہ وہ ان لوگوں کو، جنھوں نے برے کام کیے، ان کے اعمال کی سزا دے۔''①

اس جگہ اللہ تعالیٰ نے «بِالسُّوءِ» یعنی برائی کے ساتھ بدلہ دینا نہیں فرمایا، بلکہ ﴿بِمَا عَمِلُوا﴾ یعنی جو انھوں نے برے عمل کیے بس اُنھی کا بدلہ دینے کی بات کی ہے، جبکہ نیک لوگوں کے بارے میں فرمایا ہے: ﴿وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى﴾ ''اور جن لوگوں نے اچھائیاں کیں انھیں ﴿بِالْحُسْنَى﴾ اچھائی کے ساتھ بدلہ دے۔''②

(اس بات کا تعلق قرآن کے اس معجزانہ اسلوب سے ہے جس میں حفظِ مراتب اور باریک رموز کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔)

وَمَنْ كَذَّبَ بِالْبَعْثِ كَفَرَ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا ۚ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾ (التغابن 7:64)

اور جو موت کے بعد اٹھائے جانے کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''منکرین نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہرگز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ ان سے کہیے: کیوں نہیں! میرے رب کی قسم! تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، پھر ضرور تمھیں بتایا جائے گا کہ تم نے (دنیا میں) کیا کچھ کیا ہے۔ اور ایسا کرنا اللہ کے لیے بہت آسان ہے۔''

دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرنے والا کافر ہے

[وَمَنْ كَذَّبَ بِالْبَعْثِ] قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

① النجم 31:53. ② النجم 31:53.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَقَالُوٓا اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ وُقِفُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ ۭ قَالَ اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ ۭ قَالُوْا بَلٰى وَرَبِّنَا ۭ قَالَ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝ ﴾ ''اور وہ کہتے ہیں کہ زندگی تو بس ہماری دنیا ہی کی زندگی ہے، اور ہمیں (دوبارہ) نہیں اٹھایا جائے گا اور اگر آپ انھیں اُس وقت دیکھیں جب وہ اپنے رب کے سامنے کھڑے کیے جائیں گے تو وہ فرمائے گا: کیا یہ حق نہیں ہے؟ تو وہ کہیں گے: کیوں نہیں! ہمارے رب کی قسم! (یہ حق ہے) تو اللہ فرمائے گا: پھر تم عذاب (کا مزہ) چکھو اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔''①

نیز فرمایا: ﴿ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُكَذِّبُوْنَ بِيَوْمِ الدِّيْنِ ۝ وَمَا يُكَذِّبُ بِهٖٓ اِلَّا كُلُّ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ ۝ ثُمَّ اِنَّهُمْ لَصَالُوا الْجَحِيْمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ ﴾ ''ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے، وہ جو روزِ جزا کو جھٹلاتے ہیں، اور اسے صرف ہر حد سے بڑھا، گناہ گار جھٹلاتا ہے، جب اُسے ہماری آیتیں سُنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے: یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں، ہرگز نہیں! بلکہ ان کے دلوں پر ان کے (برے) اعمال نے زنگ لگا دیا ہے۔ ہرگز نہیں! بے شک اس روز وہ (کافر) اپنے رب (کے دیدار) سے یقیناً پردے میں رکھے جائیں گے، پھر بے شک وہ ضرور دوزخ میں داخل ہوں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی چیز ہے جسے تم جھٹلایا کرتے تھے۔''②

سورۂ فرقان میں فرمایا: ﴿ بَلْ كَذَّبُوْا بِالسَّاعَةِ ۣ وَاَعْتَدْنَا لِمَنْ كَذَّبَ بِالسَّاعَةِ سَعِيْرًا ۝ ﴾ ''لیکن انھوں نے قیامت کو جھٹلایا اور ہم نے اس شخص کے لیے جو قیامت کو جھٹلائے، بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے۔''③

① الأنعام 30,29:6. ② المطففين 10:83-17. ③ الفرقان 11:25.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سورۂ عنکبوت میں فرمایا: ﴿وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَلِقَآئِهٖٓ اُولٰٓئِكَ يَئِسُوْا مِنْ رَّحْمَتِيْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ ''اور جن لوگوں نے اللہ کی آیات اور اس کی ملاقات کا انکار کیا، وہی لوگ میری رحمت سے ناامید ہو چکے ہیں اور انھی کے لیے درد ناک عذاب ہے۔''[1]

شیخ رحمہ اللہ نے قیامت کا انکار کرنے والوں کے کافر ہونے پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا......﴾ ''کافروں نے دعویٰ کیا......''[2]

منکرینِ بعث کے شبہات کا ازالہ

ان لوگوں کے شبہات کا چند وجوہ سے جواب دیا جاتا ہے:

① کتب الٰہیہ اور شرائع سماویہ میں انبیاء اور رسولوں سے تواتر کے ساتھ مرنے کے بعد جی اٹھنے کا ثبوت نقل ہوتا چلا آیا ہے۔ اور تمام امتوں نے اسے تسلیم کیا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ تم اس کا انکار کرتے ہو لیکن جب کوئی فلسفی یا مفکر کوئی بات کہتا ہے تو اسے فوراً قبول کر لیتے ہو، چاہے وہ بات واقعاتی شہادتوں اور بلحاظِ نقل اس معیار تک نہ پہنچے جہاں تک بعث، یعنی دوبارہ اٹھنے کی خبر پہنچ چکی ہے۔

② قیامت کے ظہور پر عقل بھی کئی طرح سے شہادت دیتی ہے:

✦ اس بات کا تو کوئی بھی انکار نہیں کرتا کہ وہ عدم سے وجود میں آیا ہے اور وہ حادث ہے، جبکہ پہلے وہ کچھ نہ تھا۔ سوچنے کی بات ہے! جس نے اسے عدم سے وجود بخشا اور کچھ نہ ہونے کے باوجود پیدا کر دیا ہے، کیا وہ اسے دوبارہ اٹھانے پر قادر نہیں؟ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ ''اور وہی (اللہ) ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا کرتا ہے، پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس کے لیے زیادہ آسان ہے۔''[3]

[1] العنکبوت 23:29. [2] التغابن 7:64. [3] الروم 27:30.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیز فرمایا: ﴿كَمَا بَدَأْنَآ أَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ۚ وَعْدًا عَلَيْنَا ۚ إِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ ﴾ ''جس طرح ہم نے تخلیق کی ابتدا کی تھی، اسی طرح ہم پھر اس کا اعادہ کریں گے، (یہ) ہمارے ذمے وعدہ ہے، بے شک ہم اسے پورا کرنے والے ہیں۔''①

✿ آسمان اور زمین کی عظیم الشان ساخت اور انوکھی بناوٹ کی وجہ سے ان حیرت انگیز تخلیقات کی عظمت سے کوئی انکار نہیں کرتا، لہٰذا جس نے ان دو عظیم مخلوقات کو پیدا کیا ہے یقیناً وہ انسانوں کو پیدا کرنے اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کرکے اٹھانے پر بھی بالاولیٰ قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ﴾ ''آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے کہیں زیادہ بڑا (کام) ہے۔''②

ایک جگہ یوں فرمایا: ﴿أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يُّحْيِۦَ الْمَوْتٰى ۚ بَلٰٓى إِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ ''کیا انھوں نے دیکھا (جانا) نہیں کہ بے شک اللہ، جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور وہ ان کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں، اس پر قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے؟ کیوں نہیں! بلاشبہ وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''③

سورۂ یٰسٓ میں فرمایا: ﴿أَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى أَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿ إِنَّمَآ أَمْرُهٗٓ إِذَآ أَرَادَ شَيْـًٔا أَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ ''کیا وہ (اللہ) جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا، اس بات پر قادر نہیں کہ وہ ان جیسے (انسان) پیدا کردے؟ کیوں نہیں! وہی تو (سب کچھ) پیدا کرنے والا، خوب جاننے والا ہے۔ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے کہتا ہے: ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔''④

✿ ہر صاحبِ شعور دیکھتا ہے کہ زمین بنجر اور ویران ہوتی ہے، سبزے کا نام و نشان بھی

① الأنبیآء 104:21. ② المؤمن 57:40. ③ الأحقاف 33:46. ④ یٰسٓ 82,81:36.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتا۔ مگر جب بارش برستی ہے تو وہ شاداب ہوجاتی ہے، ہر طرف سبزہ لہلہا نے لگتا ہے۔ جو ذاتِ عالی زمین کے مردہ ہونے کے بعد اسے زندہ کرنے کی قدرت رکھتی ہے یقیناً وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۭ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۭ اِنَّهٗ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ آپ زمین کو دبی ہوئی (خشک اور بنجر) دیکھتے ہیں، پھر جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہانے لگتی ہے اور ابھرنے (پھلنے پھولنے) لگتی ہے، بلاشبہ وہ (اللہ) جس نے اس (زمین) کو زندہ کیا، وہ مُردوں کو ضرور زندہ کرنے والا ہے۔ بے شک وہ ہر چیز پر خوب قادر ہے۔''①

③ مردوں کا زندہ ہونا دائرۂ حس اور مشاہدے میں کئی بار آچکا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس کے بارے میں ہمیں خبر دی ہے۔ سورۂ بقرہ میں اس کی پانچ مثالیں② بیان کی گئی ہیں۔ ایک مثال یہ ہے: ﴿اَوْ كَالَّذِيْ مَرَّ عَلٰي قَرْيَةٍ وَّهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰي عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰى يُحْيٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ۭ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۭ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۚ وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْــمًا ۭ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ''یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی سے گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی؟ اس نے کہا: اللہ اس بستی کو اس کی موت کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ تو اللہ نے اسے ایک سو

① حٰمٓ السجدۃ 39:41.

② ایک مثال تو یہ بیان کی گئی ہے بقیہ چار مثالیں ''یوم آخرت پر ایمان'' کی ذیلی سرخی ''یوم آخرت کا انکار کرنے والوں کی شرعی، حسی اور عقلی دلائل سے تردید'' ص: 163 میں گزر چکی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سال کے لیے موت دے دی، پھر اسے زندہ کیا۔ اللہ نے پوچھا: تو کتنی دیر (یہاں) رہا ہے؟ وہ بولا: ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ اللہ نے فرمایا: (نہیں!) بلکہ تو (موت کی حالت میں) سو سال رہا، البتہ تو اپنے کھانے اور پینے (کے سامان) کی طرف دیکھ وہ بالکل سڑا بسا نہیں، نیز دیکھ اپنے گدھے (کے ڈھانچے) کو، اور (یہ سب اس لیے ہوا ہے کہ) ہم تجھے لوگوں کے لیے ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں اور تو (گدھے کی) ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم کیسے انھیں ابھار کر جوڑتے ہیں، پھر ان پر گوشت چڑھاتے ہیں، پھر جب اس کے سامنے (یہ سب) واضح ہو گیا تو اس نے کہا: میں جانتا ہوں کہ بے شک اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔''[1]

(4) حکمت باری تعالیٰ اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ مرنے کے بعد انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے اور اٹھایا جائے تاکہ ہر انسان کو اس کے عمل کا بدلہ دیا جائے۔ اگر بعث بعد الموت نہ ہو تو تمام انسانوں کو پیدا کرنا فضول، بے معنی اور کارِ لاحاصل ٹھہرے گا جس کی کوئی قیمت اور کوئی حکمت نہیں۔ اس طرح اس زندگی میں انسانوں اور حیوانوں کے درمیان کوئی فرق اور امتیاز ہی باقی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ ۝ فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۖ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ ۝ ﴾ ''کیا تم نے سمجھ تھا کہ ہم نے تمھیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ کر نہیں آؤ گے؟ چنانچہ اللہ اعلیٰ ہے، بادشاہ سچا، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش کریم کا رب ہے۔''[2]

نیز فرمایا: ﴿ إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ ۝ ﴾ ''بے شک قیامت آنے والی ہے، میں اس کا وقت مخفی رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر نفس کو اس کی کوشش کا بدلہ دیا جائے۔''[3]

سورۂ نحل میں فرمایا: ﴿ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ۙ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مَن يَمُوتُ ۚ بَلَىٰ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يَخْتَلِفُونَ

[1] البقرۃ 2:259۔ [2] المؤمنون 23:115، 116۔ [3] طٰہٰ 20:15۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِيْهِ وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰذِبِيْنَ ۝ اِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ اِذَآ اَرَدْنٰهُ اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝﴾ ''اور وہ اللہ کی پختہ قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ جو مر جاتا ہے اللہ اسے دوبارہ نہیں اٹھائے گا۔ کیوں نہیں! (بلکہ وہ اٹھائے گا) یہ اس کے ذمے سچا وعدہ ہے اور لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے تاکہ ان کے لیے وہ بات واضح کر دے جس میں وہ اختلاف کرتے تھے اور تاکہ کافروں کو معلوم ہو جائے کہ بے شک وہی جھوٹے تھے۔ جب ہم کسی چیز کا ارادہ کر لیں تو ہمارا قول صرف یہی ہوتا ہے کہ ہم اس سے کہتے ہیں: ہو جا! تو وہ ہو جاتی ہے۔''[1]

سورۂ تغابن میں فرمایا: ﴿زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۚ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ ۚ وَذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ۝﴾ ''کافروں نے دعویٰ کیا کہ وہ (قبروں سے) ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔ (اے نبی!) کہہ دیجیے: کیوں نہیں؟ میرے رب کی قسم! تمھیں ضرور اٹھایا جائے گا، پھر تمھیں ضرور بتائے جائیں گے جو تم نے عمل کیے، اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔''[2]

ان ناقابلِ تردید ٹھوس واقعاتی دلائل و براہین کے بعد بھی اگر منکرین اپنے فاسد عقیدے پر جمے رہیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ متکبر، معاند اور منکر ہیں۔ بالآخر ظالموں کو پتا چل جائے گا کہ ان کا انجام کیا ہوتا ہے۔

وَ أَرْسَلَ اللّٰهُ جَمِيعَ الرُّسُلِ مُبَشِّرِينَ وَ مُنْذِرِينَ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ﴾ (النسآء 4:165)

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ

[1] النحل 16:38-40. [2] التغابن 64:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاک نے فرمایا: ”یہ سارے رسول خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے بنا کر بھیجے گئے تھے تاکہ ان کو مبعوث کردینے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔“

بعثت انبیاء کا مقصد

[﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ ﴾] مؤلف رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارے رسولوں کو خوشخبری دینے اور ڈرانے والا بنا کر مبعوث فرمایا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ﴾ ”خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے۔“[1] تاکہ وہ اپنے ماننے والوں کو جنت کی خوش خبری دیں اور نہ ماننے والوں کو دوزخ کی آگ کے عذاب سے ڈرائیں۔

رسولوں کے مبعوث کیے جانے کی بہت عظیم حکمتیں ہیں۔ سب سے بڑی اور اہم حکمت یہ ہے کہ لوگوں پر حجت قائم ہو جائے اور رسولوں کے بعد اللہ کو الزام دینے کی کوئی حجت اور کوئی بہانہ باقی نہ رہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ ”تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لیے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے۔“[2]

ان کو مبعوث کرنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ یہ اللہ کی اپنے بندوں پر ایک عظیم نعمت ہے کیونکہ انسانی عقل اللہ تعالیٰ کے محبوب اور پسندیدہ کام تفصیلاً کبھی معلوم نہیں کرسکتی تھی، نہ اسے اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا ادراک ہوسکتا تھا، نہ ہی اسے اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ کا علم ہوسکتا تھا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خوش خبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول مبعوث فرمائے۔ ان پر کتابیں نازل فرمائیں تاکہ لوگوں کے تنازعات و اختلافات کا فیصلہ بربنائے

[1] النسآء 4:165. [2] النسآء 4:165.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کریں۔

سب سے بڑی دعوت، جو سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آخر الزماں رسول حضرت محمد ﷺ نے پیش کی ہے، وہ دعوتِ توحید ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ﴾ ''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''[1]

نیز فرمایا: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ﴾ ''اور آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا، اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ بے شک میرے سوا کوئی معبود نہیں، لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔''[2]

> وَ أَوَّلُهُمْ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَ آخِرُهُمْ مُحَمَّدٌ ﷺ؛ وَالدَّلِيلُ عَلَى أَنَّ أَوَّلَهُمْ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ (النسآء 4:163)
>
> سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام اور سب سے آخری رسول حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا: ''(اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان کے بعد کے پیغمبروں کی طرف بھیجی تھی۔

سب سے پہلے اور سب سے آخری رسول

| وَ أَوَّلُهُمْ نُوحٌ | شیخ رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾

[1] النحل 16:36. [2] الأنبيآء 21:25.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”(اے نبی!) بے شک ہم نے آپ کی طرف وحی کی جیسے ہم نے نوح اور ان کے بعد دوسرے نبیوں کی طرف وحی کی۔“ ①

حدیثِ شفاعت میں ہے: ”لوگ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے: تو پہلا رسول ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف بھیجا۔ ②

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے حضرت ادریس علیہ السلام بھیجے گئے تھے وہ غلطی پر ہیں، حضرت ادریس علیہ السلام تو بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں۔

اور آخری رسول (ہمارے آقا) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝﴾ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر شے کو خوب جاننے والا ہے۔“ ③

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور جو کوئی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا، کافر، مرتد اور دائرۂ اسلام سے خارج ہوگا۔

وَ كُلُّ أُمَّةٍ بَعَثَ اللّٰهُ إِلَيْهَا رَسُولًا مِّنْ نُّوحٍ إِلٰى مُحَمَّدٍ؛ يَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ اللّٰهِ وَحْدَهُ، وَ يَنْهَاهُمْ عَنْ عِبَادَةِ الطَّاغُوتِ، وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ ۚ﴾ (النحل 36:16)

”اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر قوم کی

① النسآء 163:4. ② صحیح البخاري، التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ: ﴿لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ﴾، حدیث: 7410، وصحیح مسلم، الإیمان، باب أدنی أهل الجنة منزلة فیها، حدیث: 193. ③ الأحزاب 40:33.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف رسول بھیجا، وہ انھیں اکیلے اللہ کی عبادت کا حکم دیتا اور انھیں طاغوت کی عبادت سے روکتا تھا۔ اللہ پاک نے فرمایا: ''اور البتہ تحقیق ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (اور اس رسول کے ذریعے سے سب کو خبردار کر دیا) کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت (کی بندگی) سے بچو۔''

تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کی دعوت کیا تھی؟

[وَكُلُّ أُمَّةٍ] اللہ تعالیٰ نے ہر قوم میں رسول بھیجا جو انھیں اللہ وحدہ لاشریک کی بندگی کی دعوت دیتا تھا اور انھیں شرک سے منع کرتا تھا۔ اس کی دلیل میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ﴾ ''اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی جس میں کوئی ڈرانے والا نہ آیا ہو۔''①

نیز فرمایا: ﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ ''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''②

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ یعنی اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کے معنی وہی ہیں جو آیت کریمہ میں بیان کیے گئے ہیں۔

وَافْتَرَضَ اللّٰهُ عَلٰى جَمِيعِ الْعِبَادِ الْكُفْرَ بِالطَّاغُوتِ وَالْإِيمَانَ بِاللّٰهِ، قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى: اَلطَّاغُوتُ كُلُّ مَا تَجَاوَزَ بِهِ الْعَبْدُ حَدَّهُ مِنْ مَّعْبُودٍ أَوْ مَتْبُوعٍ، أَوْ مُطَاعٍ،

اللہ پاک نے تمام انسانوں پر طاغوت سے دُور رہنا اور اپنی ذات پر ایمان لانا فرض قرار دیا ہے۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''ہر وہ چیز جسے انسان اس کی حد

① فاطر 24:35. ② النحل 36:16.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بڑھائے، وہ طاغوت ہے، خواہ وہ معبود ہو، متبوع ہو یا مطاع۔‘‘

طاغوت کیا ہے؟

[اَلطَّاغُوت] شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ توحید اس طرح مکمل ہوتی ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی بندگی کی جائے اور طاغوت کی بندگی سے اجتناب برتا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے بندوں پر فرض قرار دیا ہے۔ ’’طاغوت‘‘ طغیان سے مشتق ہے۔ طغیان کے معنی حد سے آگے بڑھ جانے کے ہیں۔ یہی معنی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں آشکارا ہیں: ﴿إِنَّا لَمَّا طَغَا الْمَآءُ حَمَلْنَٰكُمْ فِى الْجَارِيَةِ ۝﴾ ’’بے شک جب پانی (کا طوفان) حد سے گزر گیا تو ہم نے تمھیں بہتی ناؤ میں سوار کیا۔‘‘[1]

یعنی جب پانی اپنی حد سے آگے بڑھ گیا تو ہم نے تمھیں کشتی میں سوار کر دیا۔

طاغوت کے اصطلاحی مفہوم کی سب سے بہتر تعریف حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے کی ہے، وہ فرماتے ہیں: ’’طاغوت‘‘ ہر وہ چیز ہے جس کی عقیدت میں انسان غلو کر کے اسے اس کی حد سے آگے بڑھائے، چاہے وہ معبود ہو، متبوع ہو یا مطاع۔‘‘ یہاں معبود، متبوع اور مطاع سے حافظ ابن قیم رحمہ اللہ کی مراد وہ لوگ ہیں جو غیر صالح ہیں۔ صالحین، طاغوت نہیں ہیں اگرچہ وہ معبود بنائے گئے ہوں یا متبوع ہوں یا مطاع ہوں۔

- وہ اصنام، جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے، طاغوت ہیں۔
- علمائے سوء، جو ضلالت، کفر اور بدعات کی طرف دعوت دیتے ہیں، طاغوت ہیں۔
- جو اللہ کے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیتے ہیں وہ بھی طاغوت ہیں۔
- وہ لوگ بھی، جو اربابِ اقتدار کے اغراض و مقاصد کے لیے خلافِ شریعت نظامِ حکومت اور قوانین مرتب کرتے ہیں، یقیناً طاغوت ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنی حد پھاند

---

[1] الحآقة 11:69.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں۔ ایک متبع سنت اور عالم ربانی کا کام یہ ہے کہ وہ نبیٔ کریم ﷺ کا متبع ہو کیونکہ علمائے کرام درحقیقت انبیاء کے وارث ہیں۔ جو امت میں انبیاء کے علم، عمل، اخلاق، دعوت و تبلیغ اور ان کی تعلیم کے وارث ہیں۔ جب وہ اس حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور حکامِ وقت کے لیے فسق و فجور اور غیر شرعی قوانین کو مزین کر کے سندِ جواز مہیا کرتے ہیں تو وہ طواغیت کی قلمرو میں داخل ہو جاتے ہیں کیونکہ اتباعِ شریعت کی جو حد مقرر ہے، وہ اس سے تجاوز کر جاتے ہیں۔

مطاع سے مراد وہ حکمران ہیں جن کی اطاعت کی جاتی ہے اور جن کے احکام پر عملدرآمد کیا جاتا ہے۔ شرعی اعتبار سے حکام اس وقت تک مطاع ہیں جب تک کہ وہ خلافِ شریعت کوئی حکم جاری نہ کریں۔ اور لوگوں کو شرعی احکام ہی کی پابندی کی تلقین کریں۔ اس صورت میں وہ طواغیت کے زمرے میں نہیں آتے۔ اسی لیے عوام پر ان کی اطاعت واجب ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب ہم حکام کے جائز احکام کی تعمیل کرتے ہیں تو درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی اطاعت اور عبادت کرتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ﴾ ''اے ایمان والو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔''①

ایسے امراء جو اپنی ثروت و شوکت کی وجہ سے اثر و رسوخ کے حامل ہوتے ہیں اور مستحکم و مضبوط حکومت کے مالک ہوتے ہیں تو لوگ ان کی حکمرانی کی قوت کے خوف سے اطاعت کرتے ہیں لیکن یہ اطاعت خوش دلی سے نہیں ہوتی، جبکہ صاحبِ اقتدار لوگوں کی وہی اطاعت نفع بخش ہوتی ہے جو ایمانی جذبے کے تحت کی جائے۔ ایسی اطاعت خود صاحبانِ اقتدار کے لیے بھی نافع ہے اور عام لوگوں کے لیے بھی مفید ہے۔ بعض لوگ صاحبانِ اقتدار

① النسآء 59:4.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی اطاعت محض اس لیے کرتے ہیں کہ وہ طاقتور ہوتے ہیں، لوگ ان سے ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں کیونکہ وہ اپنے مخالفین کو عبرت ناک سزا دیتے ہیں۔

حکمرانوں اور رعایا کے باہمی تعلقات کی نوعیتیں

ارباب اقتدار اور عوام کے باہمی تعلقات کی متعدد حالتیں ہیں:

① عوام میں اتنی ایمانی قوت ضرور ہونی چاہیے جو انھیں غلط احکام جاری کرنے سے باز رکھنے میں مدد دے۔ اور صاحبان اقتدار پر بھی لازم ہے کہ اللہ کا خوف رکھتے ہوئے ظلم وستم سے باز رہیں۔ یہ حاکم ومحکوم کے تعلقات کی سب سے اعلیٰ قسم اور حالت ہے۔

② عوام میں ایمانی قوت کمزور ہو اور حکمران بھی اللہ کا خوف نہ رکھتے ہوں تو یہ حالت معاشرے، حکام اور رعایا سب کے لیے نہایت خطرناک ہوتی ہے کیونکہ جب عوام میں ایمانی قوتِ مدافعت نہ ہو اور حکام بھی ظلم سے باز نہ آئیں تو فتنہ وفساد کے دروازے کھل جاتے ہیں اور اس طرح فکری، اخلاقی اور عملی انتشار برپا ہوتا ہے اور انارکی پھیل جاتی ہے۔

③ عوام میں ایمانی قوت مدافعت کمزور ہو لیکن صاحبان اقتدار ایمان میں قوی اور اللہ کا خوف رکھنے والے ہوں تو یہ ایک متوسط حالت ہے کیونکہ جب حکام میں اللہ کا خوف ہوگا تو وہ امت کی ظاہری اصلاح کا ذریعہ بنیں گے لیکن جب حکام میں قوت ایمانی اور اللہ کا خوف نہیں ہوگا تو پھر امت کی بدعملی کی حالت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

④ عوام میں بداعمالی سے روکنے والی ایمانی قوت مضبوط ہو لیکن حکمران اللہ کا خوف نہ رکھتے ہوں تو امت کی اصلاح تیسری حالت سے ظاہری طور پر قدرے کم نظر آئے گی، تاہم اس حالت کے باوصف بندے اور اس کے رب کے درمیان تعلق کامل اور اعلیٰ ہوگا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالطَّوَاغِيتُ كَثِيرَةٌ وَّ رُؤُوسُهُمْ خَمْسَةٌ: إِبْلِيسُ لَعَنَهُ اللّٰهُ، وَ مَنْ عُبِدَ وَهُوَ رَاضٍ، وَ مَنْ دَعَا النَّاسَ إِلٰى عِبَادَةِ نَفْسِهٖ، وَ مَنِ ادَّعٰى شَيْئًا مِّنْ عِلْمِ الْغَيْبِ، وَمَنْ حَكَمَ بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

طاغوتوں کی تعداد خاصی ہے۔ ان میں سے پانچ تمام طاغوتوں کے سردار ہیں: ① ابلیس، اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ ② اللہ پاک کے سوا جس کی عبادت کی جائے اور وہ اس پر خوش ہو۔ ③ جو لوگوں کو اپنی عبادت اور بندگی کی دعوت دے۔ ④ جو علم غیب رکھنے کا دعویٰ کرے۔ ⑤ جو شخص کتاب و سنت کی تعلیمات اور قوانین کو پسِ پشت ڈال کر کسی اور چیز کے ساتھ فیصلہ دے۔

پانچ بڑے طاغوت

| وَالطَّوَاغِيتُ | طواغیت: طاغوت کی جمع ہے جس کی تفسیر گزر چکی ہے۔

| رُؤُوسُهُمْ | ان کے زعماء اور پیشوا پانچ ہیں۔

① ابلیس: | إِبْلِيسُ | شیطان رجیم اور ملعون جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿ وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ ﴾ ''اور بلاشبہ تجھ پر روز جزا تک میری لعنت ہے۔''[1]

ابلیس جنت میں فرشتوں کے ساتھ مل کر رہتا تھا۔ انھی جیسے اعمال کرتا تھا۔ جب (فرشتوں کو) حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تو اس کی باطنی خباثت آشکارا ہوگئی اور اس کا انکار اور تکبر ظاہر ہوگیا۔ اس نے تکبر کرتے ہوئے حکم ربانی ماننے سے انکار کر دیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔ تو اسے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ ''اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا: تم آدم کو سجدہ کرو تو سوائے ابلیس کے سب نے سجدہ کیا، اس نے

① صٓ 78:38.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں سے ہو گیا۔‘‘ ①

② اللہ کے سوا پوجا جانے والا فرد جو اپنی پوجا پر خوش ہے: [وَ مَنْ عُبِدَ وَهُوَ رَاضٍ] بلاشبہ یہ بہت بڑا طاغوت ہے۔ العیاذ باللّٰہ چاہے زندگی میں اس کی بندگی کی گئی یا مرنے کے بعد اس کی بندگی کی گئی اور وہ موت تک اس پر خوش رہا۔

③ وہ شخص جو اپنی عبادت کی دعوت دے: [وَ مَنْ دَعَا النَّاسَ إِلٰى عِبَادَةِ نَفْسِهٖ] جو لوگوں کو اپنی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ لوگ اس کی بات مان کر اس کی عبادت کرتے ہیں یا نہیں کرتے وہ بھی بڑا طاغوت ہے۔

غیب، اس کی اقسام اور اسے جاننے والا

④ علم غیب کا دعویدار: [وَ مَنِ ادَّعٰى شَيْئًا مِّنْ عِلْمِ الْغَيْبِ] غیب میں ہر وہ شے آتی ہے جو انسان (کے حواس خمسہ) سے غائب ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

- غیب واقعہ (کسی ایسے واقعہ کا معلوم نہ ہونا جو پیش آ چکا ہو)۔
- غیب مستقبل: جس کا تعلق مستقبل سے ہے۔

① کسی واقعے کا غیب (نامعلوم) ہونا۔ غیب واقعہ ایک نسبتی (اضافی) چیز ہے۔ کسی ایک شخص کو وہ واقعہ معلوم نہ ہو گا لیکن دوسرے کو اس کا پتہ ہو گا۔

② مستقبل کا غیب حقیقی غائب ہے، اللہ کے سوا کسی کو بھی اس کا علم نہیں یا اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جسے اس غیب کی اطلاع دے دے اسے اس بات کا علم ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس کے علم کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ﴾ ’’کہہ دیجیے: آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی بھی غیب کی

① البقرة 34:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات نہیں جانتا، اور وہ (خود ساختہ معبود) تو یہ بھی نہیں جانتے کہ وہ (قبروں سے) کب اٹھائے جائیں گے۔''①

جب اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ کو حکم دے رہا ہے کہ وہ اس حقیقت کا اعلان کر دیں کہ آسمانوں اور زمین میں اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔ اب اس کے بعد جو بھی غیب دانی کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ٹھہرے گا کیونکہ اس خبر میں اس نے اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب کی ہے۔

جو لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ غیب جانتے ہیں، ہم ان سے پوچھتے ہیں: یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ تو غیب نہیں جانتے اور تم جانتے ہو؟ تم زیادہ شرف و مرتبہ رکھتے ہو یا وہ زیادہ شرف اور مرتبے کے مالک ہیں؟ اگر وہ کہیں کہ ہمارا رتبہ ان سے زیادہ ہے تو پھر کافر ہوگئے۔ اور اگر کہیں کہ مرتبہ تو انھی کا زیادہ ہے تو ہم کہیں گے: پھر کیا وجہ ہے کہ انھیں تو غیب کا علم نہیں دیا گیا اور تم غیب جانتے ہو؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذاتِ عالی کے بارے میں فرمایا: ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ۝ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ فَاِنَّهٗ يَسْلُكُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ رَصَدًا ۝﴾ ''(وہی) عالم الغیب ہے، وہ اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے کسی رسول کے جسے وہ پسند کرے، پھر بے شک وہ اس (رسول) کے آگے اور پیچھے نگہبان لگا دیتا ہے۔''②

یہ دوسری آیت ہے جو علم غیب کا دعویٰ کرنے والے کے کفر پر دلالت کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ یہ اظہار فرما دیں: ﴿قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ اِنِّيْ مَلَكٌ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ ۚ﴾ ''(اے نبی!) کہہ دیجیے: میں تم سے (یہ) نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں، میں تو اسی چیز کی پیروی کرتا

① النمل 65:27. ② الجن 27,26:72.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔''[1]

(5) اللہ کی نازل کردہ شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے والا: [وَمَنْ حَكَمَ بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللّٰه] اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کرنا توحید ربوبیت میں داخل ہے کیونکہ ایسا کرنا اللہ کے حکم کو نافذ کرنا ہے۔ یہ اس کی ربوبیت کا تقاضا ہے اور اس کے ملک اور تصرف کا کمال ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایسے پیشواؤں (متبوعین) کو، ان کے پیروؤں کے ارباب (رب کی جمع) کہا ہے جو اللہ کی شریعت کے بغیر ان کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد عالی ہے: ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ ''انھوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں کو (اپنا) رب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو (بھی)، حالانکہ انھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود (اللہ) کی عبادت کریں، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اس شرک سے پاک ہے جو وہ کرتے ہیں۔''[2]

اللہ تعالیٰ نے متبوعین (جن کی پیروی کی جاتی ہے) کو ارباب کہا ہے کیونکہ ان کی پیروی کرنے والوں نے انھیں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرع جاری کرنے والا سمجھ لیا ہے، نیز پیروی کرنے والوں کو عبادت کرنے والا قرار دیا ہے، اس لیے کہ وہ ان کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کرتے ہوئے ان کے سامنے عجز اختیار کرتے ہیں۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ وہ لوگ اپنے عالموں اور درویشوں کی عبادت تو نہیں کرتے تھے (مگر انھیں رب کہا جا رہا ہے؟) تو رسول اللہ ﷺ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: «بَلٰى! إِنَّهُمْ حَرَّمُوا عَلَيْهِمُ الْحَلَالَ، وَأَحَلُّوا لَهُمُ الْحَرَامَ فَاتَّبَعُوهُمْ، فَذٰلِكَ عِبَادَتُهُمْ إِيَّاهُمْ» ''کیوں نہیں! انھوں نے ان کے لیے حلال چیزوں کو حرام قرار دیا اور حرام کو حلال ٹھہرایا تو انھوں نے ان کی پیروی کی، یہی

(1) الأنعام 50:6. (2) التوبة 31:9.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی ان کے لیے عبادت تھی۔''①

اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کرنے والے کا حکم

(اے مخاطب!) جب تو نے یہ بات اچھی طرح سمجھ لی ہے، تو اب یہ خوب جان لے کہ جو شخص اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا اور اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ اپنا فیصلہ دوسروں کی طرف لے جاتا ہے، تو بہت سی آیات میں ایسے شخص کے مومن ہونے کی نفی کردی گئی ہے اور انھیں کافر، ظالم اور فاسق قرار دیا گیا ہے۔

پہلی قسم کے لوگ، یعنی وہ لوگ جن سے ایمان کی نفی کی گئی ہے، ان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ۭ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّھُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝ وَاِذَا قِيْلَ لَھُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ فَكَيْفَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ جَاۗءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ ڰ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّآ اِحْسَانًا وَّتَوْفِيْقًا ۝ اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۤ فَاَعْرِضْ عَنْھُمْ وَعِظْھُمْ وَقُلْ لَّھُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا ۝ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّھُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَھُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِـيْمًا ۝ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰي يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَــرَ بَيْنَھُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ﴾ ''(اے نبی!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ بے شک وہ اس پر ایمان لائے ہیں جو آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ

① جامع الترمذي، التفسير، باب سورة التوبة، حديث:3095، وتفسير ابن كثير، التوبة 9:30، 31۔ حدیث کے یہ الفاظ تفسیر ابن کثیر سے ماخوذ ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیطانی چیلوں سے کرائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ ایسے شیطانوں کا انکار کریں۔ اور شیطان چاہتا ہے کہ انھیں گمراہ کرکے دور پھینک دے۔ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس کی طرف جو اللہ نے نازل کیا اور آؤ رسول کی طرف، تو آپ منافقوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف آنے سے کتراتے ہیں۔ پھر ان کا کیا حال ہوتا ہے جب ان کے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت ان پر آپڑتی ہے؟ پھر وہ قسمیں کھاتے ہوئے آپ کے پاس آکر کہتے ہیں: اللہ کی قسم! ہم نے تو بھلائی اور صلح صفائی کا ارادہ کیا تھا! یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ جانتا ہے ان کے دلوں میں کیا ہے، لہٰذا (اے نبی!) آپ ان کی باتوں پر دھیان نہ دیں اور انھیں نصیحت کرتے رہیں اور ان سے دلوں پر اثر کرنے والی بات کہیں۔ اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر بے شک وہ لوگ جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا، آپ کے پاس آتے، پھر وہ اللہ سے بخشش مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے بخشش طلب کرتا تو وہ یقیناً اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور نہایت رحم کرنے والا پاتے۔ چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔'' ①

اللہ تعالیٰ نے ایمان کا دعویٰ کرنے والے ان منافقوں کی چند خامیاں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

① وہ اپنے معاملات کے فیصلے طاغوتوں کی طرف لے جاتے ہیں اور طاغوت ہر وہ شخص ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے خلاف فیصلہ کرے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف فیصلہ کرنا طغیان اور زیادتی ہے، جبکہ حکم اللہ ہی کے لیے ہے اور تمام امور اسی کی

① النسآء 4:60-65.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴾ ''آگاہ رہو! پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کے لیے روا ہے، اللہ رب العالمین بہت بابرکت ہے۔''[1]

② جب انھیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تو ان کی طرف آنے سے کتراتے ہیں اور منہ موڑ لیتے ہیں۔

③ جب انھیں کوئی ایسی مصیبت پہنچتی ہے جو ان کے اپنے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچتی ہے..... بعض اوقات ان کے سلوک اور برتاؤ کا نتیجہ ہوتی ہے..... تو قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں کہ ہماری نیت تو نیک تھی اور ہم تو فریقین میں موافقت پیدا کرنا چاہتے تھے، جیسا کہ آج کل ان لوگوں کا حال ہے جو اللہ اور اس کے رسول کے قانون کے بجائے دوسروں کے قانون کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس زمانے میں یہی فیصلہ صحیح اور عصری تقاضوں کے مطابق ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایمان کا دعویٰ کرنے والے اور مذکورہ بالا منافقانہ کردار کے حامل لوگوں کو ڈرایا ہے کہ تمھارے دلوں میں جو نفاق اور اللہ اور اس کے رسول کے خلاف تمھارے باطن میں جو بغض پوشیدہ ہے اسے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا ہے کہ انھیں ایسی نصیحت کریں جو ان کے دل میں اتر جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے رسول بھیجنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ رسول کو اسی لیے بھیجا جاتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ اس کا فیصلہ تسلیم کیا جائے۔ رسول کے علاوہ کوئی دوسرا فرد، چاہے اس کے افکار کتنے ہی قوی اور اس کے علم میں کتنی ہی پختگی ہو، رسول ﷺ کے مقابلے میں اُس کی بات ہیچ اور ناقابلِ توجہ ہوگی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ ﴾ کہہ کر تمام مخلوقات کا رب ہونے کو چھوڑ کر صرف

---

① الأعراف 54:7.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''آپ کا رب'' ہونے کے ساتھ خاص کر کے اس کی اہمیت کو واضح کیا ہے، نیز یہ قسم رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی صداقت کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے۔ ایسی مؤکد قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ایمان کی صحت کے لیے تین امور شرطِ لازم ہیں:

رسول اللہ ﷺ کو اپنا حَکَم ماننے کی تین شرائط

① ہر معاملے اور ہر اختلاف کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جایا جائے۔

② آپ ﷺ کے فیصلے کو سچے دل سے خوشی خوشی تسلیم کیا جائے اور دل میں کسی طرح کی تنگی اور گھٹن محسوس نہ کی جائے۔

③ اس فیصلے کو فوراً تسلیم کیا جائے اور اہتمام کے ساتھ بلا انحراف نافذ کر دیا جائے۔

دوسری قسم والے، یعنی جنھیں ظالم، کافر اور فاسق قرار دیا، ان کے متعلق فرمایا: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴾ ''اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے (حکم) کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی کافر ہیں۔''①

اگلی آیت میں فرمایا: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ ''اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے (حکم) کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی ظالم ہیں۔''②

پھر یوں فرمایا: ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴾ ''اور جو لوگ اللہ کے نازل کیے ہوئے (حکم) کے مطابق فیصلے نہ کریں وہی فاسق ہیں۔''③

مندرجہ بالا آیات مقدسہ سے بالکل واضح ہے کہ جو اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کرے، وہ کافر، ظالم اور فاسق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ظالم بھی کہا ہے اور فاسق بھی، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ ''اور کفر کرنے والے ہی ظالم ہیں۔''④

---

① المآئدۃ 5:44. ② المآئدۃ 5:45. ③ المآئدۃ 5:47. ④ البقرۃ 2:254.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری جگہ فرمایا: ﴿ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ فٰسِقُوْنَ۝ ﴾ ”بے شک انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ حالتِ فسق میں مرے۔“ [1]

گویا ہر کافر ظالم اور فاسق بھی ہوتا ہے۔ یہ نام اللہ کا قانون نہ ماننے والوں پر ان کے حسب حال منطبق ہوں گے۔ میرے نزدیک یہی بات زیادہ درست ہے۔ واللّٰہ أعلم.

شریعت کے مقابلے میں قانون سازی کی نوعیتیں اور ان کا حکم

جو شخص اللہ کے قانون کو معمولی سمجھ کر اور حقیر خیال کرتے ہوئے چھوڑتا ہے یا یہ عقیدہ رکھتے ہوئے نظر انداز کرتا ہے کہ کوئی دوسرا قانون زیادہ اچھا اور لوگوں کے لیے زیادہ نفع مند ہے، یا وہ اسلامی قانون کے ہم پلہ ہے تو ایسے شخص کے کافر ہونے میں ہرگز کوئی شبہ نہیں رہ جاتا اور وہ ملت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ اسی ضمن میں وہ لوگ بھی داخل ہیں جو عوام کے لیے ایسے قوانین وضع کرتے ہیں جو کتاب و سنت کے قوانین کے برعکس ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ غیر اسلامی قوانین لوگوں کے لیے زیادہ مفید اور کارآمد ہیں۔ یہ ایک طبعی امر ہے کہ انسان ایک راستہ اور منہاج اس وقت چھوڑتا ہے جب وہ پہلے راستے کو ناقص اور دوسرے کو زیادہ بہتر خیال کرتا ہے۔

جو شخص اللہ کے قانون کے مطابق فیصلے تو نہیں کرتا لیکن اس قانون الٰہی کو حقارت یا استخفاف کی وجہ سے نہیں چھوڑتا اور یہ بھی اس کا عقیدہ نہیں ہے کہ دوسرا قانون اللہ کے قانون سے زیادہ بہتر یا اس کے ہم پلہ ہے، ایسا شخص ظالم تو ہے لیکن کافر نہیں، اور اس کے ظلم کی حیثیت اس کے فیصلے اور فیصلے کے ذرائع و وسائل کے لحاظ سے مختلف ہوں گی۔

لیکن جو شخص اللہ کے قانون کے بجائے کسی دوسرے قانون کے مطابق فیصلہ کرتا ہے لیکن اس کا یہ اعتقاد نہیں کہ یہ قانون اللہ کے قانون کے مقابلے میں اچھا ہے اور اللہ کے

[1] التوبۃ 84:9.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون کا مذاق بھی نہیں اڑاتا۔ نہ وہ اسے مخلوق کے لیے زیادہ نفع مند یا اس کے برابر قرار دیتا ہے، بلکہ اس کا یہ فیصلہ محکوم لہ (جس کے لیے فیصلہ کیا گیا ہے) سے محبت کی بنا پر ہے یا اس نے اس سے رشوت لے لی ہے یا کسی دوسری دنیاوی غرض سے اس نے ایسا فیصلہ کیا ہے تو وہ فاسق ہے کافر نہیں ہے۔ اس کا فسق بھی فیصلے کے اثرات کے مطابق زیادہ یا کم ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جن لوگوں نے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب سمجھا ان کی دو قسمیں ہیں:

① کچھ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ ان کے عالموں، مفتیوں اور درویشوں نے اللہ کے دین کو بدل ڈالا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا ہے، پھر بھی ان کی پیروی اختیار کرتے ہیں جبکہ انھیں علم ہے کہ انھوں نے رسولوں کے دین کی مخالفت کی ہے تو وہ کافر ہیں۔ اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ایسے لوگوں کے اس فعل کو شرک قرار دیا ہے۔

② اور کچھ لوگ وہ ہیں کہ حرام کو حلال کرنے اور حلال کو حرام ٹھہرانے کے متعلق ان کا عقیدہ تو یقیناً یہ ہے کہ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے لیکن معصیت کی وجہ سے انھوں نے عالموں، مفتیوں اور درویشوں کی اطاعت کی جیسا کہ مسلمان کسی گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے کر لیتے ہیں، ایسے شخص کا شمار گناہ گار لوگوں میں ہوگا۔

یہاں یہ واضح رہنا چاہیے کہ از روئے دین جو قانون عام ہے اُس کی پیروی ہر خاص و عام پر لازم ہے۔ جو بھی عام قانون کی خلاف ورزی کرے گا، وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔ اس کے برعکس اگر کوئی جج یا قاضی کسی ضمنی، ذیلی یا جزوی معاملے میں کسی مصلحت کے زیر اثر کوئی من مانا فیصلہ کرے گا، وہ کافر تو نہیں ہوگا البتہ گنہگار ٹھہرے گا اور ظالم قرار پائے گا۔ وہ شخص یقیناً کھلا کافر ہے جو اللہ تعالیٰ کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قانون کے مقابلے میں اپنا قانون وضع کرے اور اسے اللہ کے قانون سے بڑھ کر اچھا اور مفید تصور کرے۔

اللہ کے قانون کے خلاف فیصلہ کرنا فی زمانہ ان بڑے بڑے مسائل میں سے ہے جن میں اس زمانے کے حاکم اور جج مبتلا ہو چکے ہیں۔ اس لیے ان پر کوئی حکم لگانے سے پہلے کچھ سوچ و بچار کرنا ہوگی کہ کہیں ان کے متعلق غلط حکم نہ لگا دیا جائے کیونکہ یہ معاملہ بڑا نازک ہے۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمارے حاکم اور فیصلہ کرنے والے اللہ سے ڈریں اور وہی فیصلے کریں جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کو علم دیا ہے انھیں چاہیے کہ علمی گفتگو اور دلائل سے انھیں اس بات سے آگاہ کریں اور اس بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی پروا نہ کریں تاکہ ان پر حجت قائم ہو جائے اور راستہ واضح ہو جائے تاکہ جو زندہ رہتا ہے وہ حجت کے ساتھ زندہ رہے اور جو ہلاک ہوتا ہے اس پر حجت قائم ہو۔ اس معاملے میں اپنے آپ کو حقیر جانیں نہ اس معاملے میں کسی سے ڈریں۔ عزت اور غلبہ اللہ، اس کے رسول ﷺ اور مومنوں کے لیے ہے۔

وَالدَّلِيلُ قَوْلُهُ تَعَالَى: ﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ ۖ قَد تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا ۗ﴾ (البقرۃ 256:2) وَ هٰذَا مَعْنٰى لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ.

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔ ہدایت گمراہی سے واضح ہو گئی ہے، اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔“

لا إله إلا الله (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں) کے یہی معنی ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

[وَ...لِیلُ] اس بات کی دلیل کہ اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اور طاغوت کا کفر کرنا شرطِ لازم ہے۔

[﴿لَآ إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ﴾] دین اسلام کے دلائل اس قدر روشن ہیں کہ اب دین اسلام کے لیے کسی پر جبر نہیں کیا جائے گا اور اسے زبردستی دین میں داخل نہیں کیا جائے گا۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾ ''ہدایت، گمراہی سے واضح ہو چکی ہے۔''①

جب ہدایت، گمراہی سے واضح ہوگئی ہے تو فطرتِ سلیم کا مالک ہر انسان راہِ ہدایت کو خود بخود تسلیم کر لے گا اور گمراہی چھوڑ دے گا۔

[﴿فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ﴾] اللہ تعالیٰ نے طاغوت کے ساتھ کفر کرنے کا ذکر پہلے کیا ہے اور ایمان باللہ کا ذکر بعد میں کیا ہے کیونکہ ایک شے کا کمال اس میں ہے کہ پہلے موانع دور کیے جائیں، پھر اس کے اثبات اور وجود کا ذکر کیا جائے۔ ایک مقولہ ہے: «اَلتَّخْلِيَةُ قَبْلَ التَّحْلِيَةِ» ''کسی کو زیور سے آراستہ کرنے سے پہلے اس کے عیوب دور کرنے چاہئیں۔''

[﴿فَقَدِ اسْتَمْسَكَ﴾] یعنی ایک مضبوط سہارے کو مضبوطی سے تھام لیا۔ اور مضبوط کڑا «العروة الوثقى» اسلام ہے۔ پھر دیکھو اللہ تعالیٰ نے «استمسك» فرمایا ہے، «تَمَسَّكَ» نہیں فرمایا کیونکہ انسان بعض اوقات «تمسك» (پکڑنا) کرتا ہے لیکن اس میں «استمساك» (مضبوطی سے پکڑنا) نہیں ہوتا۔

وَفِي الْحَدِيثِ: «رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ»،

اور حدیث پاک میں ہے: ''(کامیابی اور نجات کے) معاملے کی اصلی بنیاد

① البقرۃ 256:2.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام ہے۔ اس کا ستون نماز ہے۔اور اس کے کوہان کی چوٹی اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے۔"①

﴿رَأْسُ الْأَمْرِ الْإِسْلَامُ﴾ مؤلف رحمہ اللہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر شے کی ایک اصل ہوتی ہے۔ موصوف اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دین کی اصل اسلام ہے جسے محمد ﷺ لے کر آئے ہیں۔

﴿وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ﴾ کیونکہ اسلام اس کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی بنیاد پر جو لوگ بے نماز کو کافر قرار دیتے ہیں ان کا قول راجح ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کا مقصد اور اہمیت

﴿وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ﴾ اسلام کی شان جہاد سے دوبالا ہوتی ہے۔ جب انسان اپنے احوال درست کرلے گا تو اسلام کو قائم کرنے کی غایت سے دوسروں کی حالت درست کرنے کے لیے جہاد کرے گا تاکہ اللہ کا کلمہ بلند ہو۔ اور جو اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے جہاد کرتا ہے اس کا جہاد اللہ کی راہ میں جہاد ہے اور ایسا جہاد کوہان کی بلندی ہے۔ اسی کی وجہ سے اسلام دوسروں پر غالب ہوگا۔

وَاللّٰهُ أَعْلَمُ، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَ صَحْبِهِ وَسَلَّمَ.

اللہ ہی سب سے زیادہ جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ محمد ﷺ آپ کی آل اور اصحاب پر رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

﴿وَاللّٰهُ أَعْلَمُ﴾ شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے اپنی کتاب واللہ أعلم (اللہ ہی خوب جانتا ہے) پر تمام کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ پر، آپ کی آل اور آپ کے اصحاب پر درود وسلام

① جامع الترمذي، حديث: 2616.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیجتے ہوئے ختم کی ہے اور یہ حُسنِ خاتمہ فی الواقع مسک الختام ہے۔

اس طرح یہ اصول ثلاثہ اور ان سے متعلق مباحث اپنے اختتام کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کے مؤلف کو اجرِ جزیل سے نوازے اور اس کے اجر وثواب میں ہمیں بھی حصہ دار بنائے۔ اور ان کے ساتھ ہمیں اپنے دارِ کرامت میں یکجائی کا شرف بخشے!

إِنَّهُ جَوَّادٌ كَرِيمٌ وَّالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

وَ صَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ.

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسلام کے تین بنیادی اصول

یہ کتاب عالمگیر سچائیوں کا سبق دیتی ہے، اس کا موضوع یہ ہے کہ انسان شعور و آگہی کی زندگی بسر کرے۔ اپنے مقدس پروردگار کو پہچانے۔ رسالت مآب حضرت محمد ﷺ کے منصب و منزلت کی معرفت حاصل کرے۔ آپ ﷺ کے فکر و عمل کی پیروی کرے۔ آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو ذہنی ارتقا کا ذریعہ اور عملی زندگی کا مرکز و محور بنائے۔ دین حنیف کی تعلیمات سے پوری طرح باخبر رہے۔ اور صبر و استقامت کی راہ پر گامزن رہے۔

یہ کتاب ایک دوست کی پکار، ایک داعی کی صدا اور ایک مجاہد کی آواز ہے جو زمانے اور زندگی کے ہر مرحلے پر صراطِ مستقیم دکھاتی ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں حسن عمل کی تعلیم دیتی ہے۔ عمل کا ارادہ کیجیے اور اس کتاب کا ایک ایک حرف احترام اور التزام سے پڑھیے۔ ان شاء اللہ آپ کے عقائد و نظریات میں حقیقی نور پیدا ہو گا اور روشن روشن کرنیں جگمگا اٹھیں گی۔ آپ حسن نیت اور اچھے کام کرنے کے خوگر بنیں گے۔ یوں آپ اس دنیا میں سرخرو اور آخرت میں سرفراز رہیں گے۔

دارالسلام
کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ
ریاض • جدہ • شارجہ • لاہور • کراچی
اسلام آباد • لندن • هیوسٹن • نیو یارک
ISBN 969574199-1
9789695741991